فتاویٰ مفتی محمود

جلد چہارم

فقیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور۔ فون: [illegible]

Fatawa Mufti Mahmood Vol.4

By

Maulana Mufti Mahmood

ISBN : 969-8793-21-6

قانونی مشیر : سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ضابطہ

نام کتاب : فتاویٰ مفتی محمود (جلد چہارم)

اشاعتِ اوّل : اکتوبر ۲۰۰۳ء

اشاعتِ دوم : اگست ۲۰۰۴ء

اشاعتِ سوم : مئی ۲۰۰۸ء

ناشر : محمد ریاض درانی

باہتمام : محمد بلال درانی

سرورق : جمیل حسین

کمپوزنگ : جمیعت کمپوزنگ سنٹر' وحدت روڈ' لاہور

مطبع : اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز' لاہور

قیمت : 350/روپے

فہرست

باب دوم وہ عورتیں جن سے نکاح درست ہے ۳۷۵

باب سوم: وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے از روئے نسب ۴۲۵

باب چہارم: وہ عورتیں جن سے بوجہ مصاہرت کے نکاح حرام ہے ۔۔۔ ۴۴۵

باب پنجم وہ عورتیں جن کا بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے ۵۶۵

عرضِ ناشر

الحمدللہ! "فتاویٰ مفتی محمود" کی چوتھی جلد کی اشاعت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے اور پریس جانے کے لیے تیار ہے۔ پہلی تین جلدوں کی جس طرح پذیرائی ہوئی اور ان کے پہلے ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے اور جس طرح علمائے کرام نے خراج تحسین پیش کیا' اس سے حضرت مفتی محمود صاحب کی فقہی بصیرت اور امت کے اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رئیس جامعہ فاروقیہ کراچی' صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے پہلی جلد پر بہت بہترین تبصرہ فرمایا اور کچھ طباعتی اور ترتیبی خامیوں کی نشاندہی کی جس پر ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ ان خامیوں کو اگلے ایڈیشنوں میں دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔ دارالعلوم کراچی کے نائب مدیر ماہنامہ "البلاغ" کے مدیر اعلیٰ اور مشہور دینی رہنما مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم نے مقدمہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس و بانی جامعہ دارالعلوم کراچی کے سلسلے میں حضرت مولانا محمد افضل خان صاحب کے تحریر کردہ اقتباس پر اشکال کرتے ہوئے اس کی وضاحت تحریر کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ہم منتظر ہیں کہ حضرت تحریر فرمائیں تو اس کو من وعن شائع کر دیا جائے گا تادم تحریر آپ کی تحریر موصول نہیں ہوئی بہرحال اگلے ایڈیشن میں اس حصے کو حذف کر دیا جائے گا تاکہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی کا اشکال رفع ہو جائے اور ان کی کدورت بھی دور ہو جائے۔ اس کدورت پر ہم ان سے معذرت خواہ ہیں۔ اس جلد میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ اور رفیق کار مولانا مفتی محمد انور شاہ صاحب' سابق ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ترجمان علماء حق حضرت مولانا حسین علی صاحب کے تلمیذ رشید و خلیفہ اجل مسلک حقہ دیوبند کے سرخیل شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کی مبارک تحریر ہمارے لیے باعث خیر ہے۔ میں اس جلد کی اشاعت کے سلسلے میں بھرپور تعاون پر مولانا نعیم الدین استاذ مدینہ لاہور' مولانا عبدالرحمن خطیب جامع مسجد لاہور' مولانا محمد عرفان استاذ جامعہ مدنیہ لاہور کے علاوہ برادر مکرم مفتی محمد جمیل خان کا خصوصی طور پر شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر

عطا فرمائے اور دیگر جلدوں کی اشاعت کے سلسلے میں اسی طرح تعاون کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت کے لیے نافع بنائے اور شرف قبولیت عطا فرمائے اور حضرت مفتی محمود صاحب کے صاحبزادگان قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمن، مولانا عطاء الرحمن، مولانا لطف الرحمن، انجینئر ضیاء الرحمن، عزیزم عبید الرحمن اہل خانہ اور بعض متعلقین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آپ حضرات کے لیے چند ایک اور خوشخبریاں بھی دینی ہیں ایک تو یہ کہ فتاویٰ پر کام جاری ہے بحمداللہ اندازہ کے مطابق دس جلدوں تک یہ سلسلہ پہنچے گا اس کے ساتھ حضرت مفتی محمود صاحب کی تقریر ترمذی خوبصورت انداز میں کمپوزنگ کے مراحل طے کر چکی ہے۔ مقدمہ کی تکمیل کے بعد منظر عام پر آنے کی سعادت ان شاء اللہ نصیب ہوگی۔ اس کے ساتھ تفسیر قرآن پر کام شروع ہو گیا ہے جو جلد ہی منظر عام پر آ جائے گا۔ آپ سے دعاؤں کی درخواست اس عزم کے ساتھ کہ حضرت مفتی محمود صاحب کے علمی جواہر پاروں کی اشاعت کا یہ سلسلہ جو کہ خدمت دینی ہمارا مشن اور مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

محمد ریاض درانی

مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

تقریظ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

عزیزم حافظ محمد ریاض درانی اور عزیزم مفتی محمد جمیل خان نے بتایا کہ "فتاویٰ مفتی محمود" کی چوتھی جلد جس میں زیادہ تر مسائل نکاح سے متعلق ہیں تیار ہو گئی ہے۔ جبکہ پانچویں جلد بھی اس موضوع پر تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے لیے چند جملے فرما دیں تاکہ اس کو چوتھی جلد کا حصہ بنایا جائے۔ عزیزان کا مجھ پر بہت زیادہ حسن ظن اور محبت وعقیدت ہے' اس حالت میں جبکہ مجھ سے بات کرنا اور ایک لفظ کہنا بھی مشکل ہے۔ ان حضرات کا اصرار کسی طور پر مناسب نہیں۔ حواس معطل اور حافظہ کام کرنا چھوڑ چکا' اعضاء جواب دے چکے ہیں تو کیا لکھا جا سکتا ہے؟ مگر زبردست لوگوں کے سامنے کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوتا' اس لیے مفتی محمد جمیل خان کو املاء کروایا کہ وہ چند جملے برکت کے حصول کے لیے تحریر کر دیں۔

مفتی محمود صاحب ہماری جماعت کے سرخیل اور امت مسلمہ کے محسن تھے انھوں نے ہر میدان میں امت کی رہنمائی کی۔ میرے ساتھ تو ان کا محبت واخوت کا خصوصی تعلق ورشتہ تھا۔ بہت ساری تحریکات میں ساتھ کام کیا۔ علمی میدان میں ہم دونوں کا مشترک شوق وذوق تھا اور اس سلسلے میں بارہا گفتگو ہوئی۔ ان کو طلباء کی علمی استعداد کا بہت زیادہ خیال تھا۔ اس بنا پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قیام میں انھوں نے بھرپور محنت وجدوجہد کی تدریس کے سلسلے میں بھی ان کی محنت قابل رشک تھی۔ فقہ کا ذوق تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطیہ کے طور پر عطا ہوا تھا۔ فقہی مسائل میں ان کے دلائل کے سامنے بڑے سے بڑا فرد بھی ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ علمی استحضار اور تحقیقی دلائل کے حامل ہونے پر وہ دشمنان اسلام کو زیر کر دیتے تھے۔ بڑے بڑے مخالفین ان کے دلائل کے سامنے پسپا ہو جاتے۔ مسلک پر مضبوطی ان کا طرہ امتیاز تھی۔ علمائے دیوبند کو ان پر ناز بھی تھا۔ حکیم الامت قاری محمد طیب صاحب کے بقول "مفتی محمود دیوبند کے قابل فخر سپوت تھے۔" ان جلدوں پر محیط آپ کے فتاویٰ آپ کی فقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ چوتھی جلد کی اشاعت پر عزیزم ریاض درانی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مفتی صاحب کے تمام علمی خزانوں کو کتابی شکل میں مرتب کر کے مسلمانوں کے لیے نافع بنانے کے وسائل مہیا فرمائے۔ وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين۔

(شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا) ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر (دامت برکاتہم العالیہ)

تقریظ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین امابعد

مفکر اسلام قائد اسلام مخدوم و مکرم حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی تین جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر تشنگان علوم دینیہ سے داد وصول کر چکی ہیں۔ چوتھی جلد بھی طباعت کے مراحل میں ہے جو کہ نکاح کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کے لیے عزیزم مولانا حافظ ریاض درانی اور مفتی محمد جمیل خان کا اصرار ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحب کی فقاہت پر آپ کے فتاویٰ کی یہ جلدیں خود شاہد ہیں اور زندگی بھر علماء کرام نے آپ کی فقاہت پر جس طرح اعتماد کیا وہ بہت کم علماء کرام کو نصیب ہوا ہے۔ حافظ ریاض درانی صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت مفتی محمود صاحب کے اس علمی خزانے کو منظر عام پر لا کر علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ کر دیا جس کی وجہ سے عرصہ دراز تک امت مسلمہ کی آنے والی نسلیں اس سے فیضیاب ہوتی رہیں گی۔ حضرت مفتی صاحب کی رحلت کو ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا اور عام طور پر اتنے عرصہ بعد لوگوں کے ذہنوں سے شخصیت کا خاکہ محو ہو جاتا ہے لیکن حضرت مفتی محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علمی کمالات، فقہی مہارت اور ملی خدمات کی جو توفیق عطا فرمائی تھی اور آپ کے اخلاص کی برکت سے جو مقبولیت عطا فرمائی تھی اس کی وجہ سے الحمد للہ مفتی محمود صاحب کی شخصیت ان کے محبین اور متعلقین کے ذہن و قلب میں تازہ ہے اور آپ کے علمی شہ پارے اس تازگی کو مزید تر و تازہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے آپ کے علمی تبحر اور دلائل پر عبور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تین جلدوں میں تو ابھی مسائل کا احاطہ نہیں ہو سکا۔ معلوم نہیں کتنی جلدوں تک یہ مسائل وسعت پا گئے۔ چوتھی اور پانچویں جلد میں نکاح اور رضاعت کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے جبکہ ابھی طلاق اور دیگر شعبے باقی ہیں۔ بہرحال ہمارے لیے تو حضرت مفتی صاحب کا ایک ایک مسئلہ بہت ہی

قیمتی اور مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اکابر کے ساتھ نسبت جوڑے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے علمی نوادرات سے فیض یاب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کے لیے نافع بنائے۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلامٌ علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

فقیر خان محمد

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی

مذکورہ بالا چند باتیں حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کے متعلق تھیں، اب ذیل میں ان چند امور کا ذکر کیا جائے گا جن کی نشاندہی کا وعدہ کیا گیا تھا۔

فتاویٰ مفتی محمود کی ترتیب و تبویب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب اہل فتاویٰ میں سے نہیں، اس لیے تبویب و ترتیب میں چند غلطیاں نظر آتی ہیں:

تبویب میں بے ترتیبی

فتاویٰ کی ترتیب میں عام طور پر (کتاب الایمان والعقائد والعلم کے بعد) فتاویٰ شامی کی ترتیب کو سامنے رکھ کر تبویب کی جاتی ہے لیکن مذکورہ فتاویٰ میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ مثلاً کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوٰۃ ذکر کردی جاتی ہے لیکن یہاں کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوٰۃ کی بجائے مسجد کے احکام کا ذکر ہے پھر کتاب الاذان کا، پھر مواقیت الصلوٰۃ جبکہ کتاب الصلوٰۃ میں پہلے باب الاذان کا ذکر کیا جاتا ہے پھر دیگر ابواب کا۔

اسی طرح کتاب الایمان والعقائد کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مثلاً باب رد البدعات، ما یتعلق بالبریلویۃ، ما یتعلق بالمودودیۃ ما یتعلق بالروافض وغیر ذلک لیکن یہاں پر اس بات کا اہتمام نہیں۔

عنوان اور متون میں عدم مطابقت

عنوان اور متون میں مطابقت ضروری ہے۔ یعنی جو عنوان دیا گیا ہے اس کے متعلقہ مسائل کا اسی عنوان کے تحت آنا ضروری ہے۔ مثلاً طہارت کے مسائل کتاب الطہارۃ کے عنوان کے ذیل میں مذکور ہوں پھر طہارت کے متعلقہ ابواب کے مسائل انہی ابواب کے تحت ذکر کیے جائیں لیکن اس مجموعہ میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ مثلاً مواقیت الصلوٰۃ کے نیچے کہ ایک مسئلہ ''نمازوں کے اوقات'' کے علاوہ ''وقت ختم ہونے پر اقتداء کا حکم، استقبال قبلہ کا حکم، نماز چھوڑنے والے کا حکم، نمازوں کی نیت کا حکم'' کسی کا مواقیت الصلوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

ہر مسئلے کا عنوان ذکر نہ کرنا

متداول فتاویٰ جات میں ہر مسئلے کا مستقل عنوان ذکر کیا جاتا ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کے لیے اصل مظان تک جلد پہنچنا ممکن ہو۔ مذکورہ مجموعہ میں تو مرکزی عنوان (یعنی کتاب، باب فصل) ذکر کیا گیا ہے لیکن ہر مسئلے کا عنوان مذکور نہیں جس کی وجہ سے استفادہ کرنے والے کو مطلوبہ مسئلہ کی تلاش میں کافی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔

تخریج کا فقدان

عام طور پر فتاوی میں اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ مفتی جہاں سے مستند نقل کرتا ہے اس کتاب کی عربی عبارت بطور حوالہ نقل کر دی جاتی ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ معلوم ہوگا کہ فتاوی کی عربی کتابوں میں مذکورہ مسئلہ بیان ہوتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ کہ باحوالہ فتاوی محقق اور معتبر شمار کیا جاتا ہے۔

مذکورہ فتاوی میں بعض تو وہ مسائل ہیں کہ جن کا کوئی حوالہ نہیں اور بعض وہ ہیں کہ ان کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہے۔ ترتیب وتبویب کے بعد پہلی قسم کے فتاوی کی تخریج کی گئی ہے نہ دوسری قسم کی۔

تکررات سے عدم اجتناب

مفتی کے سامنے ایک ہی سوال حسب ضرورت بار بار آتا ہے اور ہر مستفتی کے لیے اسے الگ جواب لکھنا پڑتا ہے لیکن فتاوی کو شائع کرتے وقت ان میں سے ایک یا دو تفصیلی فتاوی کو شائع کیا جاتا ہے اور باقی کو حذف۔ لیکن مذکورہ فتاوی میں ایک طرح کے مسائل اور فتاوی کو بار بار ذکر کیا گیا ہے اور بعض مقامات میں تو لفظاً بہ لفظاً سوال و جواب مکرر مذکور ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے متعلق سوال و جواب صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳ میں موجود ہے۔ یہی سوال بعینہ (ایک ترکی کے بعد) صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵ میں دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔

اسی طرح مقتدیوں کے اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانے کے متعلق فتوی صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴ میں اور یہی سوال دوبارہ صفحہ ۳۵۰، ۳۵۱ میں موجود ہے۔

یہ چند غلطیاں سرسری مطالعہ سے دیکھنے میں آئیں۔ اگر آئندہ ایڈیشنوں میں ان غلطیوں کے ازالے کی کوشش کی جائے اور حضرت مفتی صاحب کی شان کے مطابق اس پر کام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ فتاوی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضرت مفتی صاحب کے رفع درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین دعاء، ازمن واز جملہ جہاں آمین باد۔

(مولانا) سلیم اللہ خان
مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نوٹ: درج بالا فروگذاشتیں جلد اول کے پہلے ایڈیشن میں تھیں جن کی اصلاح حضرت کا تبصرہ موصول ہونے سے پہلے ہی دوسرے ایڈیشن میں کر دی گئی ہے۔ اسی طرح بعد میں شائع ہونے والی تمام جلدوں میں ان امور کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ (ناشر)

باب اول

نکاح کی شرطیں اور منعقد ہونے کی صورتیں

ماں کا کرایا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے

﴿س﴾

ایک لڑکی ۱۵ / ۱۴ سال کی تھی جب اس کا نکاح کیا۔ لیکن اس وقت اس لڑکی کا باپ موقع پر موجود نہیں تھا۔ صرف لڑکی کی ماں تھی۔ اب لڑکی جوان ہو گئی ہے۔ اب اس کا نکاح دوسری جگہ درست ہے یا نہیں؟ اور اب اس لڑکی کا باپ جو نکاح کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماں کا کرایا ہوا نکاح لڑکی کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر باپ نے نکاح کا علم ہو جانے کے بعد اس نکاح کی اجازت دی ہو تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور اگر باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو نکاح کالعدم ہو گیا ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر باپ بلوغ تک خاموش رہا تو بلوغ کے بعد لڑکی کی مرضی ہے۔ اگر اجازت دے دے نکاح صحیح شمار ہو گا اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

بالغہ ثیبہ کے جبری نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک عورت بیوہ کے لڑکے اور بھائیوں نے اس کا کہیں نکاح کرنا چاہا۔ عورت مذکورہ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ لڑکے اور بھائیوں نے جبر کر کے اس کا نکاح کیا۔ جب اس کو نکاح کے لیے کہا گیا۔ رات کا وقت تھا۔ وہ باہر نکل کر دوڑی۔ کسی نے اس کو سوٹی ماری اور وہ گر پڑی۔ اس کو پکڑ کر اندر لانے اور اسے جبراً کجاوہ میں بند کر کے روانہ کر دیا۔ روتی چلاتی چلی گئی۔ اس مجلس میں کسی ہمسایہ و رشتہ دار کو نہ بلایا گیا اور نہ موضع کے نکاح خوان کو بلایا گیا۔ کسی دوسرے موضع کے رجسٹر پر کارروائی کر دی گئی۔ وہ عورت اب تک کہتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں۔ جبراً گناہ ہو رہا ہے۔ کوئی میری فریاد کو پہنچے اور مجھے گناہ سے نجات دلائے۔ کیا شرع شریف میں یہ نکاح درست ہے یا نہ؟

صراحتاً یا دلالتاً اجازت نہیں دی اور نہ کہیں اشارتاً اجازت دی ہے تو زبردستی انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا تحقیق کریں۔ اگر لڑکی نے نکاح سے پہلے یا بعد اجازت نہیں دی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴/۱/۱۳۹۶ھ

جبراً لڑکی سے نکاح کی اجازت لے کر نکاح کیا گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی بیوی ہندہ مطلقہ ہوئی۔ ایک بچی دودھ پینے والی ہندہ کو ہمراہ لے گئی۔ اس نے دوسری شادی بکر سے کر لی ہے۔ زید زندہ ہے۔ اس نے اپنی لڑکی دو سال کے بعد مانگی۔ مگر انہوں نے نہ دی۔ کافی جدوجہد کی مگر لڑکی کو حاصل نہ کر سکا۔ جبکہ وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے تو اس کا نکاح بغیر باپ اور بھائیوں کی اجازت کے دوسری جگہ کر دیا ہے۔ چونکہ بچی نادان ہے ہندہ کے دوسرے خاوند بکر نے شاید دس ہزار روپے پر فروخت کر کے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے اور رقم خود رکھ گئے۔ زید جو باپ ہے اس کو خطرہ ہے کہ وہ اس کی بچی کو مار ڈالیں گے اور لڑکی کو زبردستی چاقو دکھا کر مجبوراً نکاح کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ کیا اگر وہ لڑکی کہہ دے کہ میرا نکاح زبردستی کیا گیا ہے تو نکاح جائز ہے یا نہ؟ کیا باپ اور بھائیوں کی اجازت کے بغیر نکاح ہو گیا یا نہیں؟ جبکہ باپ کو خطرہ ہے کہ اس کی لڑکی کو مار ڈالیں گے یا اس کو عصمت فروشی پر مجبور کریں گے۔ ایسی صورت میں اس کا نکاح مذکورہ بالا طریقہ پر ہو جائے گا یا نہ؟ کیا لڑکی کو ڈرا دھمکا کر جبراً نکاح پڑھایا جائے تو نکاح ہو جائے گا اور نکاح خواں کو جبکہ پورا علم ہے کہ یہ جبراً نکاح ہے تو کیا نکاح پڑھانے والے ملاں کسی تعزیر کے مستحق ہیں یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر والد یا دوسرا کوئی ولی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ لڑکی بالغہ سے اگرچہ اجازت جبراً حاصل کی جائے وہ اجازت شرعاً معتبر ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ نکاح کفو کے ساتھ لڑکی کی اجازت کے ساتھ کیا گیا ہے تو نکاح ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۹۵ھ

پڑھا گیا ہے۔ وہ نکاح منعقد اور جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ پر روشنی قرآن شریف اور حدیث شریف کے ثبوت سے ڈالی جائے۔ منشی ملک شیر خان کندہ کہ تحریر بالا درست ہے اور میرے سامنے یہ واقعات ہوئے مندرجہ بالا بیان حلفی درست ہے۔ ملک شیر خان چک ۸۵ ۹۳ قائم۔

وضاحت

کہا جائے کہ نکاح میں ایجاب وقبول ہوا ہے یا نہیں اور لڑکی سے زبردستی زبانی اجازت حاصل کی گئی تھی یا نہ؟ یا صرف اس سے زبردستی انگوٹھا لگوایا گیا تھا۔ زبانی اجازت وغیرہ نہیں ہوئی۔ بہرحال جو صورت ہو تفصیل سے لکھیے۔ تاکہ اس کے مطابق حکم لکھا جائے۔ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حلفیہ بیان مسماۃ راستی بالغہ۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ بصورت ڈاکہ مسیان خضر حیات، محمد یوسف، شیر عباس، گلزار خان لے گئے اور خضر حیات کے گھر بٹھا دیا نہ مجھ سے زبانی اجازت حاصل کی اور نہ ہی میرا انگوٹھا کسی کتاب یا کاغذ پر لگوایا گیا۔

الجواب

عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر اس کی رضامندی اور اجازت کے منعقد نہیں ہوتا۔ پس مسئولہ صورت میں جبکہ مسماۃ راستی نے نہ ایجاب وقبول کیا ہے اور نہ اس سے اجازت لی گئی ہے تو یہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۹۸ھ

شرعاً نکاح اول ثابت نہ ہوا تو عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام صغریٰ بنت اللہ دسایا کو زبردستی ورغلا پھسلا کر رحیم بخش ولد حیات وغیرہ نے اغوا کر لیا۔ بعدہ والد صغریٰ نے بڑی کوشش سے پولیس کی معرفت لڑکی مغویہ کو برآمد کرا کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ بعدہ لڑکی مذکورہ نے والد کو بیان دیا ہے کہ رحیم بخش مذکور نے اس کے ساتھ زنا بالجبر کیا ہوا ہے اور شیخ کاغذات پر انگوٹھا جات لگوائے ہیں۔ رحیم بخش پہلے بھی شادی شدہ ہے۔ تو اس پر صغریٰ کے والد سایا نے بعدالت علاقہ مجسٹریٹ صاحب ملتان استغاثہ دائر کیا ہوا ہے۔ جو ابھی تک زیر سماعت ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ رحیم بخش ولد حیات مذکور اپنا نکاح ہمراہ غلام صغریٰ بیان کرتا ہے۔ جو اس نے جعلسازی سے اغوا کی تاریخ

نے لیے عرض کی تو عورت نے منظور کیا مع اپنے بچوں کے روانہ ہو گئی۔ عورت نے اپنے دو بچیاں کو وہاں بھیجا کہ مجھے یہاں سے لے جاؤ۔ تو وہ یہاں آگئے تو رشتہ داروں کے گھر تھی۔ انھوں نے عورت روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ آخر ہماری بھی قریبی رشتہ دار ہے۔ یہاں کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ آپ واپس چلے جاؤ۔ ہم بھی پہنچا دیں گے۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد انھوں نے اس لڑکی کے نابالغ بھائی کو لڑکی کا مختار بنا کر نکاح پڑھا دیا شرعاً نکاح کر دیا۔ اس طور کہ لڑکے کو مار پیٹ کر جبریہ مختار بنا دیا۔ جب لڑکی کو پتہ چلا تو وہ صاف انکار کرتی رہی۔ انگوٹھا وغیرہ بھی جبریہ لگوا دیا تو اس نے بعد بھی متواتر انکار جاری رہا۔ حتی کہ موقع پا کر لڑکی فرار ہو کر وہاں سے بھاگ کر اپنے ماموں یہاں پہنچ گئی اور اس نے اپنا تمام ماجرا بیان کر کے سنایا کہ میرے نابالغ بھائی کو مار کر مختار بنا کر مصنوعی نکاح بنایا۔ میرا انگوٹھا لگا ہوا ہے۔ وہ بھی زور زبردستی کی حالت میں۔ میرا انکار برابر جاری رہا۔ اب مجھے موقع ملا تو میں بھاگ کر یہاں پہنچ گئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا نکاح شرعاً منعقد ہوگا یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی نے بخوشی یا زبردستی مجبور کرنے سے اجازت دی تھی تو نکاح صحیح ہے۔ لیکن اگر لڑکی نے سرے سے اجازت نہیں دی بلکہ وہ برابر انکار کرتی رہی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ یہاں واقعہ کی خوب تحقیق کرکے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بلا تحقیق دوسری جگہ نکاح نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ محرم ۱۳۹۶ھ

زبانی اجازت عقد نکاح کے لیے ضروری ہے صرف انگوٹھا لگانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید فوت ہو گیا ہے۔ اس کی بیوی کا نکاح بیوی کی رضامندی کے بغیر بیوی کے بھائی اور والد نے مرحوم کے بھائی سے جبراً چار دن کے اندر زبردستی انگوٹھا لگوا دیا ہے۔ کیا نکاح ہو گیا ہے یا نہیں۔ جبکہ مسماۃ بار بار انکار کرتی رہی ہے۔ لیکن بزور مجبور کر کے اور گردن پر پاؤں رکھ کر نشان انگوٹھا لگوا دیا گیا اور بعد میں ڈرایا دھمکایا گیا کہ تو اقرار کر لیکن اس کے باوجود بھی مسماۃ مذکورہ اپنے نکاح نہ ہونے کا اقرار کرتی ہے۔

دن کے بعد جس کو سلطان لڑکی دینا چاہتا تھا۔ انھوں نے تھانہ میں رپورٹ کی کہ سلطان نے اپنی لڑکی کے ادائیگی میں تیس ہزار روپیہ لیا اور باقی برادری مرد عورتوں کا نام، اور اس لڑکے عبدالحمید پر بھی مقدمہ کیا۔ پولیس نے پکڑ لیا۔ زوجہ سلطان ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر برادری نے زد و کوب کرنے کی دھمکی دی اور واپس کر دی۔ سلطان نے اپنی مرضی کے مطابق بیان کر دیا۔ جب تھانہ سے واپس آیا تو ویسے ہی پہلے کی طرح انکار کرتا رہا۔ جب لڑکی حلیمہ بالغ ہوئی تو ماہواری کے دوران میں موقع پر اپنے ماں باپ کو گواہ بنا کر نکاح سے انکار کر دیا اس کے بعد فوراً امام مسجد اور کافی سارے نمازیوں کے روبرو اپنے جبری نکاح سے انکار کر دیا اور سلطان محمد نے اب کہا کہ اب برادری نے کوئی ظلم ترک نہ کیا تو اس زندگی سے موت بہتر ہے۔ میں خودکشی کروں گا۔ میری موت کے یہ ذمہ دار ہوں گے۔ کیا شرعی نکاح حلیمہ دختر سلطان کا درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

ولی پر زبردستی کر کے جو نکاح کیا گیا ہے۔ یہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ اذ حقیقة الرضاء غیر مشروطة فی النکاح لصحته فی الاکراه کذا فی الشامیة ص ۱۳ ج ۳۔ باپ کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ بھی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

زبردستی انگوٹھا لگانے سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مریم فاطمہ دختر محمد خان ساکن ضلع جھنگ ۔۔۔ بالغہ ہے اور اپنی نانی کو ملنے کے لیے گئی تھی اس کے چچا رجب خان اور اللہ خان، نواز خان اور حق نواز خان، غلام حسین اور محمد خان وغیرہ نے اس کو جبراً پکڑا اور کسی حاجی شیر ولد شمشیر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کیا۔ مسماۃ مریم فاطمہ نے زبان سے ہرگز نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی ۔۔۔ ولد ۔۔۔ نے اس کی چھاتی پر چڑھ کر نکاح کا انگوٹھا فارم پر لگوایا۔ لیکن مسماۃ مریم فاطمہ چونکہ پڑھی ہوئی لڑکی تھی۔ اس لیے مولوی صاحب نے نکاح خواں سے کہا کہ جب تک تم نکاح کی کتاب پر دستخط نہیں کراؤ گے۔ تب تک نکاح

نکاح مع الاکراہ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عطا محمد کا حلفیہ بیان ہے کہ مجھ کو بذریعہ پولیس زدوکوب کیا گیا۔ ایک آدمی نے میری ٹانگیں پکڑے رکھیں اور ایک آدمی نے میرا سر پکڑے رکھا اور سپاہی مجھ کو مار رہے تھے۔ ناکوانی تھانیدار میرے سر پر کھڑا ہو کر مجھے ظلم اور بیہودہ طریقے پر زدوکوب کرا رہا تھا۔ آخر کار میں نے ڈر کی وجہ سے کلثوم کا عقد شرعاً زبانی کلامی پڑھوا دیا تھا۔ میرے دل کی کوئی رضا نہ تھی۔ تو کیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

﴿ج﴾

فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ نکاح اکراہ کے ساتھ درست ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے اور اگر بالغہ ہے تو نکاح بالغہ لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے۔ فقط واللہ اعلم

حمل ہونے اور نہ ہونے میں عورت کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جو عرصہ تین سال سے بیوہ ہے۔ اب اس نے ایک مرد سے نکاح کیا ہے۔ جو اسی کی برادری میں سے ہے۔ نکاح کے وقت اس سے پوچھا گیا کہ تیرا پیٹ خالی ہے یا نہیں؟ اس نے اقرار کیا کہ میرا پیٹ خالی ہے۔ نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ اس کو پیٹ ہے۔ آپ فرمائیں کہ اس کا نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور نکاح پڑھنے والے پر کوئی شرعی الزام ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے البتہ وضع حمل سے پہلے ہمبستری جائز نہیں۔ نکاح خواں پر کوئی گناہ نہیں؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وضع حمل سے قبل نکاح جائز نہیں ہے

س

ایک شخص سے ایک عورت نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر کے تنسیخ کرائی اور زبانی طلاق بھی کر لی اور پھر اپنے گھر لے آیا اور بغیر نکاح کے ان میں تعلقات قائم ہو گئے اور حمل ٹھہر گیا اور اس سے قبل بالکل حمل نہ تھا۔ اگرچہ عورت مدخول بہا تھی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وضع حمل سے پہلے ان کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ طلاق کے تقریباً دو ماہ بعد عورت کے اندر حمل ہوا ہے۔ بینوا توجروا

ج

چونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل سے پہلے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه (شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۶ ج ۳)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح صحیح ہے البتہ صحبت قبل از وضع حمل جائز نہیں

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت بیوہ ہے۔ جب اس کا خاوند فوت ہو تو اس وقت وہ حاملہ تھی۔ حمل وضع ہوا تو لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکے نے دو سال دودھ پیا۔ دودھ پینے کے بعد دوبارہ نکاح کیا گیا اور نکاح خواں کو خبر نہ تھی کہ وہ حاملہ ہے۔ مگر خبر نہ ہونے پر بھی اس نے عورت کے وارثوں سے کہا کہ حمل وغیرہ تو نہیں؟ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ ہم تو نہیں جانتے۔ اتنا پوچھنے کے بعد عقد باندھا۔ جب نکاح کی مشہوری ہوئی تو عام عورتوں نے کہا کہ اس کو تو چھ ماہ سے حمل ہے۔ پھر تحقیق سے دیکھا تو واقعی حمل تھا۔ آپ واضح طور پر فتویٰ دیں کہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی محمد نواز

الناس میں شہرت ہے۔ زانی کہتا ہے کہ عورت نے بچہ جنا ہے اور پیدا ہونے کی تاریخ کا بازار گرم کر دیا ہے۔ لیکن ولادت
بچہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ویسے ہی عوام الناس میں شہرت ہے اور عورت انکار کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ میرا خون رکا
ہوا جاری ہوا ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح شریعت میں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

السائل محمد یٰسین چشتی

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح درست ہے۔ اگر بالفرض وہ زنا سے حاملہ ہو تب بھی نکاح جائز ہے۔ اس لیے بلا شبہ نکاح کو صحیح سمجھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا کی وجہ سے حاملہ ہوگئی ہو تو اس کے ساتھ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی عورت زنا کی وجہ سے حاملہ ہوگئی ہو تو کیا شرعاً اس کا نکاح قبل از وضع حمل جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ حاملہ من الزنا کا نکاح قبل از وضع حمل جائز ہے۔ نکاح اگر زانی ہی سے ہوا ہے تو اس کے لیے وطی اور دواعی وطی بھی جائز ہیں لیکن اگر غیر زانی سے نکاح کر لیا تو اس کے لیے وضع حمل سے پہلے وطی اور دواعی وطی ناجائز ہیں۔ اگرچہ نکاح صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار علی ہامش تنویر الابصار ص ۳۸۔۳۹ ج ۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۱۳۱۲ ج ۲ (و) صح نکاح (حبلی من زنا) الی ان قال (وان حرم وطؤها) ودواعيه (حتى تضع) لو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقا الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوہ عورت جو کہ زانیہ ہے مزانی سے نکاح بغیر وضع حمل کے بھی جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کی اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ شادی ہوئی۔ تقریباً چھ ماہ کے بعد عورت کے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ایک سال تک وہ اپنے والدین کے گھر بیوہ ہونے کی صورت میں رہی۔ اس کے بعد اس عورت کے کسی مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم ہو گئے۔ چار ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو حمل ہو گیا ہے (ناجائز تعلقات کے درمیان حمل ہوا) اب لڑکی اور لڑکے نے اپنی رضامندی سے نکاح کر لیا ہے یعنی جس کے ساتھ تعلقات وابستہ تھے۔ اس کے ساتھ نکاح ہو گیا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ آیا شریعت کی رو سے یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز نہیں تو کیا وضع حمل کے بعد نکاح اپنے آشنا کے ساتھ وہ عورت کر سکتی ہے۔ صورت مسئولہ کو مدنظر رکھ کر شرعی نقطہ نگاہ سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

شرعاً یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم شعبان ۱۳۸۹ھ

حاملہ عورت کا نکاح حمل کے معلوم ہوتے ہوئے صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

سوال و جواب نمبر ۲۱۲۵ کے متعلق کچھ تنقیح موصول ہوئی تھی جس کے جواب میں سوال ہٰذا موصول ہوا۔ جو کہ مع جواب درج ذیل ہے۔ تنقیح یہ تھی کہ عورت کو جب بعد نکاح پانچ ماہ بچہ پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی۔ سسرال والوں پر کیسے مخفی رہا۔

سسرال والے کہتے ہیں کہ عورت نے بیان دیا تھا کہ میں اب حیض سے پاک ہو رہی ہوں پھر ہم نے اس کا نکاح کر دیا۔ کیا اس میں کوئی گواہ ہے۔ واضح طور پر لکھیں۔ اس تنقیح کے جواب میں یہ استفتاء موصول ہوا۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئولہ میں کہ ایک عورت اور مرد کی شادی ہوتی ہے کئی مہینوں کے بعد مرد اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہے۔ جب طلاق دی تو عورت حاملہ تھی۔ پھر اسی عورت کا ایک دوسرے شخص سے نکاح

بولایت نانا جو کہ پہلوان کا حقیقی بھائی تھا۔ مسمی بشیر احمد ولد عبداللہ سے جو نور دین کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے لڑکی اپنی گود میں بٹھا کر نانا کی ولایت سے نکاح کر دیا۔ نکاح نور دین نے پڑھا اور اس وقت لڑکی کا باپ پہلوان چک نمبر ۳۳۳/۵۰۲ ایل میں اپنی برادری کی فوتگی کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا۔ جب واپس آیا تو اس معاملہ کا علم ہوا تو بیوی اور بھائی پر بہت ناراض ہوئے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور وہ بھی اس نکاح سے بہت متنفر ہے اور باپ بھی اسی طرح ناراض ہے۔ اب گزارش ہے کہ آیا شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ہے یا کالعدم ہے۔ بینوا توجروا

(نوٹ) نکاح چک نمبر ۹ کے گاؤں بلوچاں میں ہوا تھا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس اقرب (باپ) کی موجودگی میں ولی ابعد (چچا) کا کیا ہوا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ **فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۸۰ ج ۳)** صورت مسئولہ میں لڑکی کے بلوغ سے قبل اگر والد نے صراحۃ اجازت دی ہو تو نکاح ہو گیا ہے اور اگر رد کر چکا ہو تو رد ہو گیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک یہ خاموش رہا تو اس کے بعد لڑکی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کے قبول سے ہو جائے گا اور اس کے رد کرنے سے رد ہو جائے گا۔

واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی غلام قادر نے اپنی پوتی صغیرہ کا نکاح اپنے لڑکے کی اجازت کے بغیر کر دیا ہے۔ لڑکی کا والد دوسرے موضع میں تھا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس کی لڑکی کا نکاح اس کے والد نے کر دیا ہے۔ اب لڑکی کا والد ناراض ہے اور کہتا ہے کہ میری اجازت کے بغیر میرے والد نے کیوں نکاح کر دیا ہے اور میں نے قطعاً نکاح کی اجازت نہیں دی تھی۔ لہٰذا یہ نکاح باطل ہے۔ از روئے شرع تحریر فرمائیں کہ یہ نکاح صحیح ہے یا باطل۔

المستفتی اللہ وسایا ولد اللہ دتہ موضع مسای تحصیل لودھراں

قبل پڑھا گیا تھا اور دستر نکاح میں درج ہے۔ مگر دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا والد جس نے نکاح کر دیا تھا فوت ہو گیا۔ اب لڑکی کا بھائی اور دوسرے رشتہ دار نکاح کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر ہے۔ ان کے اعتراضات درج ہیں۔ یہ نکاح شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں؟ مندرجہ بیانات گواہوں کے سامنے لکھے اور سنائے گئے۔ سب نے ذیل کو درست تسلیم کیا اور نشان انگوٹھا ثبت کیا۔

گواہ نمبر۱ غلام رسول۔ گواہ نمبر۲ گل زادہ۔ گواہ نمبر۳ علی۔ نکاح خواں محمد خان بقلم خود۔ تحریر کنندہ غلام حسین بقلم خود

﴿ج﴾

اگر نکاح کے وقت لڑکا بالغ تھا جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور اگر نابالغ تھا تو پھر یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ولی نے اجازت دی ہے تو صحیح ہو گیا ور اگر لڑکے کے بلوغ تک ولی نے اجازت دی ہے اور نہ رد کر چکا ہے تو بلوغ کے بعد یہ نکاح خود لڑکے کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ نکاح کو جائز قرار دے تو نکاح صحیح ہو جائے گی۔ پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ صفر ۱۳۸۹ھ

اگر والد سے مشورہ کیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں والدہ، بھائیوں کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا مسمی محمد باقر تین سال کا بچہ تھا اور لڑکی مسماۃ کنیزاں چار سال کی نابالغہ تھی۔ لڑکی کنیزاں کا والد مسمی اللہ بخش اپنی لڑکی کا مسمی محمد باقر کے ساتھ نکاح کر دینے سے انکاری تھا اور لڑکی کی والدہ اور اس کے بھائی باقر کے ساتھ نکاح کرنے میں رضامند تھے۔ تو لڑکے کی محمد باقر کے ورثاء نے فقط والدہ کی رضا لے کر اور بعض اثر رسوخ رکھنے والے زمینداروں کے ذریعہ اس کنیزاں لڑکی کا نکاح مسمی محمد باقر سے کرا دیا۔ اس وقت لڑکی کنیزاں کا والد مسمی اللہ بخش مجلس نکاح میں موجود تھا اور انکار کر رہا تھا کہ میں اس نکاح پر بالکل راضی نہیں ہوں۔ اب لڑکا اور لڑکی دونوں جوان ہیں۔ لڑکے والے رخصتی چاہتے ہیں۔ والد اب بھی انکاری ہے۔ لڑکی شرعی فیصلہ کی منتظر ہے۔ کیا اس لڑکی کا نابالغی کی حالت میں بغیر رضامندی والد کے بلکہ باوجود انکار والد کے فقط والدہ کی رضامندی سے کیا ہوا نکاح درست ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی اللہ بخش ولد گامو قوم جویہ

باپ اس نکاح سے راضی ہوتا تو پھر چچا کا کرایا ہوا نکاح جائز ہوتا۔ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید میں ص ۸۲ ج ۳ میں ہے۔ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ [illegible] ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والد کے انکار کے باوجود چچا کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں ہے

[illegible]

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق۔ ایک شخص مسمی محمد حنیف نے اپنی دختر مسماۃ امانت بی بی کی رسم منگنی فتح محمد ولد نظام الدین کے ساتھ کر دی لیکن کچھ عرصہ کے بعد محمد حنیف اور نظام الدین کے درمیان بدسلوکی پیدا ہوگئی تو محمد حنیف نے اپنی دختر امانت بی بی کی منگنی اب دوسری جگہ محمد رمضان ولد مولا بخش کے ساتھ کر دی اور عقد نکاح کے دن تاریخ مقرر کر دی۔ جب مقررہ دن قریب آیا تو نظام الدین کو جو چچا لگتا تھا نے اپنی دختر امانت بی بی کا رشتہ دوسری جگہ کر دیا تو جس دن محمد رمضان ولد مولا بخش کی بارات آئی تھی۔ اسی دن بارات آنے سے پہلے نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی دختر محمد حنیف کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے آیا۔ اس کے بعد جب محمد رمضان ولد مولا بخش کی بارات آئی اور ان کو معلوم ہوا کہ نظام الدین بذریعہ پولیس امانت بی بی کا نکاح اپنے لڑکے فتح محمد کے ساتھ کرا کے اپنے گھر لے گیا تو بارات والوں نے محمد حنیف سے کہا کہ ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا ہے۔ اب تم ہمارے ساتھ یہ احسان کرو کہ اپنی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ کر دو تاکہ ہماری عزت رہ جائے اور ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جب طلاق لڑکی مسماۃ امانت بی بی محمد رمضان کے نکاح میں آجائے گی اور اس کے گھر آباد ہو جائے گی تو تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیں گے۔ پس اتنی بات سنتے ہی محمد حنیف نے جواب دیا کہ میں تو اپنی دختر کا نکاح کسی صورت بھی نہیں دیتا اور نہ میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ اس کے بعد برادری میں سے ایک شخص مسمی معراج الدین اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں بھی لڑکی کا چچا ہوں۔ میرا بھی کچھ حق ہے۔ میں اجازت دیتا ہوں تم نکاح پڑھاؤ۔ حتیٰ کہ نکاح پڑھا دیا گیا اور اس وقت لڑکی کی عمر نو سال تھی۔ اب آپ براہ کرم تحریر فرمائیں کہ شریعت کی روشنی میں کیا بات ہے؟ کیا فرماتے ہیں کہ محمد حنیف کی دختر کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ ہو گیا یا کہ نہیں۔ جبکہ محمد حنیف نے نکاح کی اجازت بھی نہیں دی اور نہ نکاح کرنے پر راضی تھا اور لڑکی کی عمر بھی اس وقت نو سال کی تھی۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام

کہ وہ خدا بخش کی لڑکی مسماۃ اقبال بطور رہن دی جائے گی، نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ الفاظ وعدہ نکاح کے ہیں۔ انشاء نکاح کے لیے نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

لڑکی کے والدین اگر راضی نہیں تو لڑکی کا نکاح نہیں ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ شمسو دختر عبدالعزیز عرف بیکھو قوم شیخ سکنہ لطیف آباد کا نکاح برادری والوں نے اکٹھے ہو کر مولوی صاحب سے غلط بیانی کر کے یعنی جھوٹ کہہ کر اپنی طرف سے یہ کہہ دیا کہ مسماۃ شمسو کے ماں باپ یعنی والدین رضامند ہیں۔ آپ نکاح کر دیں۔ مگر مسماۃ شمسو کے والدین کی رضامندی نہ تھی اور نہ ہی انھوں نے اجازت دی تھی۔ مولوی صاحب نے نکاح اسی طرح ہی پڑھا دیا کہ مسماۃ شمس کو شربت پلا دیا۔ کیونکہ مسماۃ شمس کی عمر جو تھی وہ تقریباً چھ سات سال کی تھی۔ یعنی مسماۃ شمسو نابالغی کی صورت حال تھی۔ اس لیے شربت پلایا تھا۔ مسماۃ شمسو کے والدین بوجہ ناراضگی کے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس برادری کے کیے ہوئے نکاح کو ہم نے نامنظور کر دیا اور اس سے انکار کر دیا۔ برادری نے مشہور کر دیا کہ نکاح ہو گیا۔ اس کے بعد اب مسماۃ شمسو بالغ ہے اور اس مسماۃ شمسو کو حیض بھی جاری ہے۔ مسماۃ اس نکاح والے گھر میں آباد نہیں ہونا چاہتی۔ کیا یہ نکاح شرعی طور پر درست ہے اور مسماۃ کا انکار کرنا کوئی حیثیت رکھتا ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات صحیح ہے جو سوال میں مذکور ہے کہ والدین شمسو کے نکاح پر راضی نہیں تھے تو یہ نکاح نہیں ہوا اور لڑکی آزاد ہے جس سے چاہے نکاح کرے اور والدین کی رضامندی سے باقاعدہ ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو پھر یہ نکاح لازم ہو گیا۔ طلاق و خلع کے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہے۔ اور اگر اس کے باپ نے نکاح کے علم ہو جانے کے بعد اس کو نامنظور کر کے رد کر دیا ہو تو نکاح رد ہو گیا ہے اور ثوٹ گیا ہے اور اگر ابھی تک اس کا باپ خاموش رہا ہو نہ منظور کیا ہو اور نہ رد کر دیا ہو تو اب بھی جب تک کہ لڑکا نابالغ ہو اس کو منظور کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہے۔ کما قال فی العالمگیریۃ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۸۶ ج ۱ القاضی بدیع الدین عن صغیرۃ زوجت نفسھا من کفء ولا ولی لھا ولا قاضی فی ذلک الموضع قال ینعقد ویتوقف علی اجازتھا بعد بلوغھا کذا فی التتارخانیۃ واذا زوجت الصغیرۃ نفسھا فاجاز الاخ الولی جاز ولھا الخیار اذا بلغت کذا فی محیط السرخسی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱ رجب ۱۳۸۹ھ

باپ کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نابالغی میں اس کے چچا غلام محمد ولد محمد بخش قوم بھٹی کمہار نے ایجاب وقبول سے نکاح پڑھا دیا۔ لڑکی کا والد محمد رمضان ولد محمد بخش قوم بھٹی کمہار اس نکاح پر رضامند نہیں تھا اور نہ اس نے ایجاب وقبول کیا۔ بلکہ نکاح کے وقت وہ موجود بھی نہیں تھا اور نہ نکاح کے بعد اس نے کسی قسم کی زبانی یا تحریری اجازت دی ہے۔ تو کیا اس طرح لڑکی مذکورہ کا نکاح ہو گیا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر نابالغہ کے نکاح کی اجازت اس کے والد نے نکاح سے پہلے یا بعد کسی وقت بھی نہیں دی اور نکاح والد کی اجازت کے بغیر اس کے چچا غلام محمد نے کر دیا ہے تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر باپ نے اس نکاح کو لڑکی کی نابالغی میں رد کر دیا ہے تو نکاح فسخ ہو چکا ہے اور اگر جائز قرار دیا ہے تو درست شمار ہوگا۔ بہر حال اگر والد کی محمد رمضان نے چچا کے کیے ہوئے نکاح کو لڑکی کی صغرنی میں رد کر دیا ہے تو دوسری جگہ جائز ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ صفر ۱۳۹۸ھ

گواہ نمبر ۱۔ غلام رسول ولد محمود خان عمر تقریباً ۶۰ سال۔ منکوحہ لڑکے کے والد مرحوم کا چچازاد بھائی حقیقی ہے۔ جو لڑکے کا ولی بھی ہو سکتا ہے۔ بیان غلام رسول مذکور نمبر ۱۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح باقاعدہ پڑھا گیا تھا اور اس وقت مذکورہ کے مطابق ۱۵ سال کا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا نکاح پڑھا گیا۔

بیان گواہ نمبر ۲۔ نور احمد نوزن خان عمر ۳۵ سال۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح مذکورہ باقاعدہ پڑھا گیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا لڑکے کی عمر اس وقت تقریباً ۱۵ سال تھی۔

بیان گواہ نمبر ۳۔ لعل ولد کالو خان عمر ۳۵ سال۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ واقعی میرے سامنے نکاح پڑھا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ لڑکے کی عمر اس وقت تقریباً ۱۵ سال تھی۔

بیان محمد خان نکاح خوان۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے عظیم بخش ولد صدیق خان کا نکاح مسماۃ جنت بخت احمد خان کاوزی ولد غلام محمد خان کے ساتھ پڑھا تھا۔ اس وقت لڑکے کی عمر تقریباً ۱۵ سال تھی اور میرے سامنے دو دیرہ فصل کاٹنے کے لیے کھیت پر چلا گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ یہ نکاح ۳ جولائی ۱۹۹۰ء میں پڑھا گیا جو عائلی قوانین سے قبل پڑھا گیا اور رجسٹر نکاح میں درج ہے۔ مکرراً گزارش دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا والد جس نے نکاح کر دیا تھا فوت ہو چکا ہے۔ اب لڑکی کا بھائی اور دوسرے رشتہ دار نکاح کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر میں ان کے اعتراضات درج ہیں۔ یہ نکاح شرعاً ثابت ہو گا یا نہیں۔ مندرجہ بیانات گواہوں کے روبرو لکھے اور پڑھے گئے۔ سب نے تسلیم کیا اور نشان انگوٹھا ثبت کیا۔

گواہ نمبر ۱۔ غلام رسول

گواہ نمبر ۲۔ نورا

گواہ نمبر ۳۔ لعل

نکاح خوان محمد خان بقلم خود

تحریر کنندہ غلام حسین بقلم خود

﴿ج﴾

اگر نکاح کرتے وقت لڑکا بالغ تھا۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور اگر نابالغ تھا تو پھر یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر ولی نے نکاح کی اجازت دے دی ہے تو نکاح صحیح ہو گا اور اگر لڑکے کے بلوغ تک ولی نے اجازت نہ دی ہو اور رد نہ کر چکا ہو تو بلوغ کے بعد یہ نکاح لڑکے کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ نکاح کو برقرار رکھے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۳۹۸ھ

تیرہ سالہ لڑکی سے متعلق تحقیق کی جائے گی، اگر نابالغہ ہے تو نکاح باپ کی مرضی پر موقوف رہے گا

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مسماۃ ہندہ بالغہ کو اغوا کیا اور پھر زبردستی سے باہر جا کر ہندہ کر کے اغوا کنندہ ایک شخص نے نکاح ہندہ کے ساتھ پڑھا لیا۔ مدت دو سال کے بعد لڑکی باپ کے ہاتھ آگئی۔ اب یہی ہندہ مغویہ مذکورہ کا باپ ہندہ کا نکاح کسی دوسری جگہ کرنے میں شرعاً مجاز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب

صورت مذکورہ میں زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح شرعاً منعقد نہیں۔ صحت عقد کے لیے بلوغ، عقل، حریت شرط جواز نکاح ہیں۔ صورت مذکورہ میں نہ بلوغ نہ رضا، بغیر اذن ولی شرعاً جائز ہے۔ دوسری جگہ میں نکاح کر سکتا ہے۔ باب الاولیاء میں ہدایہ، فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ کا متن ہے۔ وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها الخ هدايه ص ۱۵۰ ج ۳ هذا ما عندي والله اعلم وعلمه اتم.

عبد الستار ... ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکی کی عمر نکاح کے وقت تقریباً تیرہ برس کی تھی اور نابالغہ تھی۔ لہٰذا یہ تحقیق کی جائے۔ اگر لڑکی واقعی اس وقت نابالغہ تھی تو لڑکے کے ایجاب و قبول سے جو نکاح پڑھایا گیا تھا وہ باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر لڑکی کے بلوغ سے پہلے باپ نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے تو پھر فسخ ہو گیا ہے اور اگر لڑکی کے بلوغ تک باپ نے نہ اجازت دی ہے اور نہ رد کیا ہے تو بلوغ کے بعد یہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر لڑکی اس نکاح کو رد کر دے تو یہ نکاح ختم ہو جائے گا اور دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہو گا۔ قال في الشامية بخلاف المتردد بين النفع والضرر كالبيع والشراء والنكاح فانه ينعقد موقوفا حتى لو بلغ فاجازه صح الخ (شامی ص ۲۳۵ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

اگر لڑکی کے باپ نے نہ اجازت دی اور نہ ہی منظور کیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا

﴿س﴾

حلفی بیان

میری ایک بچی جس کی عمر ۱۲ سال ۹ ماہ تھی۔ لیکن پوری طرح بالغہ تھی۔ نور خان اپنے گھر سے آیا کہ میرا گھر دیکھ لیں اور اپنی بچی کا رشتہ میرے بیٹے کے ساتھ کر دیں۔ میں اپنی بچی کو ہمراہ لے گیا۔ چونکہ وہاں سے ۳ میل کے فاصلہ پر میری لڑکی اپنے گھر آباد تھی۔ اس اپنی چھوٹی بچی کو وہاں اس کی ہمشیرہ کے گھر چھوڑ دوں گا۔ لیکن اس شخص نے جبراً اپنے گھر روک لیا بعد ازاں جب میرے لڑکے اور داماد کو پتہ چلا تو وہ موقع پر آگئے اور مجھے اپنے ہمراہ لے جانے لگے تو نور خان نے مسجد میں بیٹھ کر قرآن اٹھا کر ان کو تسلی دی کہ میں نکاح نہیں کروں گا۔ تم سب کی رضامندی سے کروں گا۔ وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ دو دن بعد نور خان نے جبراً اپنے لڑکے سے میری بچی کا نکاح کر لیا۔ اس میں میں، میری بیوی، میری بچی کوئی بھی رضامند نہ تھے اور نہ ہی میری بچی نے ایجاب وقبول کیا میری بیوی کو بے ہوش کیا اور جبر سے نکال دیا۔ آخرکار میں نے پولیس سے رابطہ کیا۔ میری بچی پولیس نے مجھے برآمد کرا دی۔ اب نور خان اور اس کے لڑکے ملک شیر پر اغوا کا کیس اور دوسرا حق مہر کا کیس چل رہا ہے۔ دوران کیس عدالت نے دونوں گواہان کے بیان لیے تو دونوں گواہ یہ نہ بتا سکے کہ لڑکی کی کیا عمر تھی۔ حق مہر جو مقرر کیا تھا وہ کتنا تھا۔ دونوں کے بیان مختلف تھے۔ کیس اب بھی دونوں عدالت میں چل رہے ہیں۔ از راہ کرم مجھے اس کے متعلق فتویٰ دیا جائے کہ اللہ اور رسولؐ کا کیا حکم ہے۔

المستفتی غلام محمد قسم خور۔ مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۹ء

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر لڑکی کے باپ نے نکاح کی اجازت نہیں دی اور نہ نکاح کو منظور کیا ہے اور نہ لڑکی نے ایجاب وقبول کیا ہے تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر نکاح کے بعد لڑکی کے باپ نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہو، پھر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

مذکور نوکری پر تھیں عیش و عشرت کے لیے مذکور کرتا تھا۔ لڑکی اب چونکہ بالغہ ہو چکی ہے وہ اب بھی وہاں جانا پسند نہیں کرتی اور جس وقت نکاح ہوا تھا۔ اس وقت بھی چوری سے اپنے گھر بھاگ آئی تھی۔ اس کے متعلق حکم شرعی فرمایا جائے کہ نکاح ہو چکا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تحقیق کی جائے کہ اگر سائل کا سوال درست ہو کہ لڑکی بالغہ ہے اور والد کی اجازت کے بغیر زبردستی نکاح پڑھا گیا ہو۔ والد نے نکاح سے قبل اور بعد اجازت نہ دی ہو بلکہ اس نکاح سے انکار کر دیا ہو تو پھر نکاح منعقد نہیں ہوا اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور اگر والد سے اجازت حاصل کی گئی ہو۔ پھر تو دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ وفی الشامیۃ ص ۸۱ ج ۳ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب موقف علی اجازتہ فضولی کو بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
[illegible]

والد کے نہ ہوتے ہوئے بھائی نابالغہ بہن کی وکالت کر سکتا ہے لیکن لڑکی اگر بالغہ ہے تو خود مختار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کا باپ فوت ہو چکا تھا۔ لڑکی کے بھائی نے اس کا نکاح اپنی برادری میں ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا تھا۔ اب لڑکی بالغہ ہے۔ اسی بھائی نے اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے۔ اس لڑکی کا پہلا نکاح جو نابالغی میں ہوا تھا۔ شرعاً درست ہے یا دوسرا نکاح جو حالت بلوغ میں کر دیا گیا ہے۔

﴿ج﴾

حسب سوال لڑکی نابالغہ کا جو نکاح بھائی نے کر دیا تھا۔ وہ شرعاً درست اور لازم تھا۔ البتہ بوقت بلوغ لڑکی کو شرعاً اختیار تھا کہ اس نکاح کو قبول کرے یا رد کر کے حاکم مجاز سے فسخ کرائے۔ اگر لڑکی نے بوقت بلوغ فوراً بلا مہلت خیار بلوغ کو استعمال نہیں کیا تھا تو اب حاکم سے فسخ کرانے کا حق نہیں پہنچتا وہ نکاح اس پر لازم ہو گیا۔ اس نکاح کے ہوتے ہوئے لڑکی کے بھائی نے جو دوسری جگہ نکاح کر دیا ہے۔ وہ نکاح بے نکاح ہے۔ جو لوگ دانستہ باوجود علم پہلے نکاح کے جو لوگ نکاح ثانی میں شامل ہوئے ہیں سب شرعاً مجرم ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تقریباً پانچ چھ سال ہے۔ یہ نکاح تم نے کس طرح کیا۔ ان شخصوں نے کہا۔ مولوی صاحب نے کر دیا کلمے وغیرہ پڑھا دیے۔ زید نے بولا تھا کہ ایجاب ہوا تو قبول ہوا تو ولی کی اجازت ہوئی۔ یہ نکاح تمام کی تمام برادری میں رہی ہے۔ یہ نکاح نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگے۔ زید کو جب خبر نہیں تو نکاح کی صورت نہیں ہوتی۔ جو دوسری پارٹی کے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ نکاح ہو گیا۔ اب اس بات کو تقریباً ۱۲-۲۰ سال ہو گئے ہیں۔ اس وقت رجسٹرار نہیں تھے۔ حقیقت یہ تھی کہ زید نے ان سے رشتہ لیا تھا اپنے لڑکے کے لیے اور زید نے کہا تھا کہ میں تبادلہ کا رشتہ نہیں دوں گا۔ اس کے بعد دوسرے دن وہ سب جمع ہو کر آئے۔ زید کو خبر نہیں دی۔ ان کو پتہ تھا۔ زید نے تو رشتہ تبادلہ کا دینا نہیں۔ یہ صرف انھوں نے مکر و فریب میں کیا۔ اب وہ لڑکی جوان ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہمارا ہے۔ زید کہتا ہے تمھارا نکاح نہیں ہوا۔ بغیر اذن ولی کے اور باپ کے آیا نابالغ لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت سوال زید کی مذکورہ لڑکی کا نکاح نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ولی جو باپ ہے۔ اس کی اجازت بھی ضروری تھی اور اس نے اجازت نہیں دی ہے۔ لہٰذا نکاح نہیں ہے۔ لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب ۱۳۹۵ھ

باپ کی اجازت کے بغیر چچا نکاح نہیں پڑھا سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکی مسماۃ جنت بی بی دختر شہادت علی کا نکاح عدم بلوغ کے زمانہ میں اس لڑکی کے چچا نے جو کہ صاحب جائیداد و معاش مفقود ہے لڑکی مذکورہ کی والدہ کی رضامندی حاصل کرتے لڑکی کے والد کی موجودگی اور عدم رضامندی کے باوجود مسمی زید (فرضی) سے کر دیا ہے۔ اب وہ لڑکی بعد از بلوغ خاوند مذکور کے ساتھ جانے پر رضامند نہیں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ خاوند مذکور نے عرصہ سے دوسری شادی کر رکھی ہے۔ جس سے اس کی اولاد بھی پیدا ہو چکی ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟ اگر ہو گیا ہے تو کوئی صورت نکاح کے فسخ کرنے کی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کا ولی اقرب اس کا باپ تھا۔ مگر چونکہ لڑکی کے چچا نے باوجود لڑکی کے باپ کی موجودگی اور نارضگی کے نکاح پڑھا دیا تو یہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ اب اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا نکاح کر لے۔ اگر باپ اس نکاح سے راضی ہوتے تو پھر چچا کا کرایا ہوا نکاح جائز ہو جاتا۔ درمختار ص ۸۱ ج ۳ میں ہے۔

فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۶ اگست ۱۹۸۰ء

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والدہ کی موجودگی اور رضاء پر نکاح ہوا ہے تو بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی اجازت سے زید کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح اس کی والدہ نے عمرو سے کر دیا۔ نکاح کے وقت ہندہ اور عمرو دونوں نابالغ تھے اور اب جبکہ دونوں بالغ ہو چکے ہیں۔ عمرو کے چچا نے زید سے لڑکی کے رشتہ یعنی رخصتی کا مطالبہ کیا تو زید نے لڑکی دینے سے صاف انکار کر دیا اور لڑکی کو بھی انکار پر آمادہ کیا اور عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا اور دعویٰ کی بنا اپنی عدم موجودگی اور عدم رضا ٹھہرائی۔ حالانکہ اس کی موجودگی اور نکاح کے گواہ اب بھی موجود ہیں اور انھوں نے عدالت میں گواہی بھی دے دی۔ لیکن اس کے باوجود عدالت نے تنسیخ نکاح کا فیصلہ صادر فرمایا۔ تنسیخ کے بعد زید نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ کیا عدالت کی تنسیخ صحیح ہے یا نہ۔ اور اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے یا نہ؟

(۲) نیز اس لڑکی کا نکاح مولوی فاضل صاحب نے ایک دوسری جگہ پڑھا دیا ہے۔ جبکہ اس کو سابقہ نکاح میں زید کی موجودگی کا علم تھا اور گواہوں نے گواہی بھی دی۔ نیز اس کے دوسرے بھائی مولوی اللہ یار جس نے سابقہ نکاح پڑھایا تھا۔ زید سے یہ کہا کہ اگر تم قسم اٹھا لو کہ اگر میں اس نکاح میں موجود تھا تو میری بیوی کو تین طلاق۔ جب تک تم قسم نہ اٹھاؤ گے میں دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ چنانچہ زید نے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ قسم اٹھائی۔ اس کے بعد مولوی اللہ یار کے بھائی مولوی فاضل نے اس کی لڑکی کا نکاح ایک دوسرے شخص سے پڑھایا۔ کیا اس قسم کی قسم اٹھانے کے بعد دوسری جگہ یہ نکاح جائز تھا یا نہ اور زید کی بیوی مطلقہ ہوئی یا نہ؟ نیز نکاح خوان مولوی صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

نابالغ لڑکا اگر ممیز ہو تو اس کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی تقریباً ۱۳ برس کے عمر تین سال کی ایک لڑکے کو جس کی عمر تقریباً ۱۰ برس ہے بروئے مسائل شرعی نکاح کر دیا۔ اس نابالغ لڑکے نے قبولیت اپنی زبان سے کی۔ کیا شرعاً یہ نکاح منعقد ہو گیا یا نہ؟

﴿ج﴾

لڑکا اگر سمجھدار ہو یعنی ممیز ہو تو اس کا ایجاب وقبول معتبر ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ كما في رد المحتار ص ۲۳۵ ج ۳ وكان من طلاق الصبي والنائم وقع باطلا لا موقوفا كما هو الحكم في تصرفات الصبي التي هو ضرر محض كالطلاق والعتق بخلاف المتردد بين النفع والضرر كالبيع والشراء والنكاح فانه ينعقد موقوفا حتى لو بلغ فاجازه صح۔ پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکے کا ایجاب وقبول ولی نے نافذ قرار دیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

نابالغ لڑکا ایجاب وقبول کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نابالغ لڑکا اور لڑکی کا نکاح کرتے وقت ان سے ایجاب وقبول کروانا ٹھیک ہے یا نہ؟ جبکہ دونوں کے والدین بھی موقع پر موجود ہوں۔ کیا ایسا نکاح ہو جائے گا یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر لڑکا اور لڑکی دونوں سمجھدار ہیں اور والدین نے نکاح سے قبل یا بعد نکاح کی اجازت دی ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ الغرض نابالغ کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ كما في الشامية ص ۲۲۵ ج ۳

مسکی اللہ یار ان محرمات کے ارتکاب کرنے سے فاسق متہتک ہے۔ جس کو کتاب حیلۂ ناجزہ باب خیار البلوغ
ص ۹۵ میں ذکر کیا ہے کہ فاسق متہتک یعنی بے باک بے غیرت وہ بھی سئی الاختیار کے حکم میں ہے۔ کما في
تواتیل ساب الولی میں الدر المختار مع الشامی ص ۵۳ ج ۳ اور پھر فرمایا ہے کہ دونوں شرطوں کا
حاصل یہ ہے کہ جب اس نے نکاح کیا ہے۔ اس وقت اس کی ظاہری حالت سے کم از کم خیرخواہی کی توقع متحقق
ہو۔ اختیار مذکور ہوا پر بہت قوی شبہ تھا کہ جب اس نے بچی لڑکی کا نکاح دیا تو لوگوں نے ملامت کی تو اس
نے جواب دیا کہ لڑکی صغیرہ نہ معلوم کہ مرے گی یا بچے گی۔ کیا یہ لڑکی اپنے باپ کے فاسق متہتک ہونے کی بناء پر
خیار البلوغ استعمال کر سکتی ہے۔۔ عدالت سے خصوصاً پاکستان سے یہ لڑکی یہ نکاح فسخ کرا چکی ہے۔ کیا یہ فسخ
شرعاً صحیح ہوگا اور قاعدہ شریعت کے مطابق ہوگا؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال لڑکی مذکورہ کا والد فاسق متہتک ہے۔ اس لیے اس کا بچپن نابالغ لڑکی کا نکاح کر دینا صحیح نہیں۔
یہ لڑکی اس شخص سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔۔ کذا في الحيلة الناجزة ص ۹۵۔
بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ پر موقوف ہے، بالغہ کا نکاح ہو جاتا ہے
باپ کے سکوت پر نکاح موقوف رہتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص کی بیوی کسی غیر آدمی کے ساتھ چلی گئی تھی اور اس وقت
اس کی گود میں ایک لڑکی تھی۔ کچھ عرصہ اس کے گھر میں رہی اور پھر فوت ہوگئی اور لڑکی کو اس کے والد کا چچا کسی
طریقہ سے اس آدمی کے پاس سے لے کر لے گیا۔ چنانچہ اسی اثناء میں لڑکی کی عمر تقریباً ۱۲، ۱۳ سال تھی کہ
لڑکی کے والد کے چچا نے اس کا نکاح اس کے والد کو بغیر اطلاع دیے کر دیا اور پھر لڑکی اس کے گھر میں تقریباً
ایک سال رہی۔ بعد اس کا خاوند فوت ہو گیا۔ اس کے خاوند کے فوت ہونے کے دو ماہ بعد اس لڑکی کی شادی
اس کے والد کے چچا نے دوسری جگہ بغیر اطلاع لڑکی کے والد کے کر دی اور اس لڑکی کی بھی اس جگہ میں
رضا مندی نہیں تھی۔ جب دوسری جگہ اس کا نکاح کیا گیا عرصہ سال رہی۔ ایک لڑکی بھی اس خاوند سے ہوئی۔

دادا کا کرایا ہوا نکاح باپ کی رضامندی کے بعد نافذ العمل ہوجاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی رحیم بخش کے دو بیٹے نبی بخش اور اللہ بخش ہیں۔ مسمی رحیم بخش چھوٹے بیٹے مسمی اللہ بخش کے پاس مقیم ہے۔ مسمی اللہ بخش نے اپنے باپ کو دین اور دنیا کے کاموں میں مختار بنایا ہوا ہے۔ باپ جو کچھ کرتا ہے تو مسمی اللہ بخش چون وچرا نہیں کرتا۔ ایک دن مسمی رحیم بخش نے اپنے باپ کو بلا کر کہا اے جان میرے پاس برادری کے آدمی رشتہ کے لیے آرہے ہیں۔ میں مجبور ہوں۔ لہٰذا میں نے اپنی طرف سے شریعت مطہرہ کے مطابق اپنی لڑکی نور مائی اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دیدی ہے۔ شرطیں پڑھ چکا ہوں۔ شریعت کردی ہے۔ تو تم قبول کرلو۔ تو باپ نے خوش ہوکر قبول کرلیا۔ پھر مسمی نبی بخش اور رحیم بخش نے اپنے اپنے گھروں میں جاکر اپنی عورتوں کو یہ ماجرا کہہ سنایا۔ دونوں طرف کی عورتیں بھی خوش ہوگئیں۔ مسمی اللہ بخش نے چھوہارے بھی تقسیم کردیے۔ مسمی رحیم بخش نے اپنے تمام گھر کی عورتوں کو کپڑے اور چھوہارے تقسیم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ مسمی نبی بخش کے گھر کی عورتیں کپڑے دیکھ کر خوش ہورہی تھیں اور یہ کہتی تھیں کہ ہم تو اللہ بخش کو آسمان پر ڈھونڈتی تھیں، پر وہ ہمیں زمین پر مل گیا ہے اور چھوہارے بھی تقسیم کررہی تھیں۔ ایک مرد مسمی غلام رسول بھی آگیا۔ عورتوں کے مجمع کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورتیں کیوں جمع ہیں۔ تو مسمی نبی بخش نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ نور مائی اپنے چھوٹے بھائی مسمی اللہ بخش کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دیدی ہے۔ نکاح دعا کردی ہے۔ یہ عورتیں کپڑے دیکھ رہی ہیں اور چھوہارے بھی تقسیم کررہی ہیں۔ تم بھی چھوہارے کھاؤ۔ حتیٰ کہ تین سال گزر گئے۔ ایک دن مسمی نبی بخش مذکور کی بہن اور چچا زاد بھائی اچھی امید کے مطابق آئے تو مسمی نبی بخش نے کہا کہ تم مجھے بے ایمان کرنا چاہتے ہو۔ میں نے اپنی لڑکی نور مائی اپنے بھائی کے بیٹے محمد نواز کو دیدی ہے۔ بعدہ رحیم بخش اپنے بیٹے اللہ بخش کو لے کر آیا کہ رسم ورواج کے مطابق شادی کا دن مقرر کردیں تو نبی بخش نے ٹال مٹول کرکے واپس بھیج دیا۔ پھر رحیم بخش برادری کے آدمیوں کو لے کر آتا رہا حتیٰ کہ چھ ماہ تک ٹال مٹول کرکے گزار دیے۔ اب جواب دیا ہے کہ میں نہیں دیتا جو کچھ مرضی ہو کرلو۔ اب یہ پوچھنا ہے کہ ان پچھلی باتوں سے جو مردوں اور عورتوں کے سامنے ہوئی تھیں۔ نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ لڑکا اور لڑکی نابالغ تھے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت بیان سائل اگر اس مجلس میں جس میں نبی بخش نے یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی نور مائی اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسمی محمد نواز کو دے دی ہے اور محمد نواز کے دادا رحیم بخش نے قبول کر لیا۔ اگر اس مجلس میں دونوں کے علاوہ کم از کم دو مرد عاقل بالغ یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود تھیں اور دونوں دونوں کا ایجاب و قبول سن رہے تھے تو نکاح شرعاً ہو گیا ہے۔ کیونکہ دادا اگرچہ دور کا ولی تھا۔ لیکن باپ کو علم ہو جانے کے بعد باپ نے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔ لہذا نکاح منعقد ہو گیا ہے اور اگر اس مجلس میں مذکورہ بالا قسم کے گواہ موجود نہ تھے تو نکاح نہیں ہوا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

لڑکی کا نسب ثابت ہے اور والدہ کا کیا ہوا نکاح والد کی اجازت پر موقوف ہے

﴿س﴾

ایک عورت جس کا نکاح مسمی ... ہمراہ دیگر مرد کے ہوا۔ کچھ عرصہ بعد مذکورہ عورت حاملہ تھی۔ خاوند کے گھر سے نکل کر دیگر جگہ غیر محرم کے گھر سکونت پذیر ہو گئی۔ سابقہ نکاح سے اس کی ایک لڑکی تولد ہوئی۔ چند یوم کے بعد اس کے غیر محرم نے عورت کی رضامندی سے اس کی لڑکی کا نکاح کسی دیگر جگہ کر دیا جو اس کے رشتہ دار ہیں۔ حالانکہ اب مذکورہ عورت فوت ہو چکی ہے۔ اس کے غیر محرم مرد نے مذکورہ عورت کے اصل خاوند کو یہ نکاح میں دلوا دیا ہے۔ عورت مذکورہ جو فوت ہو چکی ہے اس کی مرضی سے مذکورہ لڑکی کا نکاح ہوا ہے۔ اصل باپ راضی نہیں ہے۔ تو کیا شرع کے نزدیک لڑکی جس کے نکاح میں اس کا باپ راضی نہ ہوا اور نہ تھا۔ بلکہ نکاح میں موجود نہ تھا۔ نکاح مذکور جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اس مسئلہ میں بشرط صحت سوال اس لڑکی کا نسب اس شخص سے ثابت ہے جس کے ساتھ پہلی دفعہ شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ لڑکی کی نابالغی میں ولایت نکاح بھی ضروری تھی۔ لڑکی کی نابالغی میں والدہ کی رضامندی سے جو نکاح کیا گیا ہے۔ وہ نکاح والد کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر والد نے لڑکی کے بلوغ

لڑکے کا باپ کو وکیل مقرر کرنا صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص اپنے لڑکے کا عقد نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس کا لڑکا موجود نہیں ہے۔ یعنی دوسرے ملک میں رہتا ہے۔ لیکن لڑکے نے اپنے والد کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کیا ہے کہ جب تک آپ میرا عقد نکاح نہیں کریں گے میں ملک واپس نہیں آؤں گا۔ تو کیا نکاح ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

لڑکے نے جب باپ کو وکیل مقرر کیا ہے تو لڑکے کی طرف سے والد کا ایجاب وقبول شرعاً صحیح ہے اور اس طرح نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ مجلس نکاح میں لڑکے کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ وکیل بھی نکاح کرا سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

لڑکی میں اگر علامات بلوغ پائی جائیں تو لڑکی کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ہندہ نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح بغیر اولیاء جو چچازاد تھے کر دیا تھا اور نکاح خوان کو کہا کہ لڑکی کی عمر پندرہ برس ہے اور اس کے کوئی آثار بلوغت ظاہر نہ تھے اور لڑکی مذکورہ بالکل خاموش تھی اور زینب کے پیدائش کے کاغذات میں عمر تیرہ سال تھی۔ اب لڑکی بھی ظاہر طور پر کہتی ہے کہ میں اس وقت بالغ نہ تھی اب قول کس کا معتبر ہوگا۔ یعنی کیا لڑکی کا کہ واقعۃً نابالغہ تھی یا اس کی ماں کا؟

﴿ج﴾

لڑکی کا بلوغ اگر علامات سے ہے مثلاً حیض، حمل ٹھہر جانا وغیرہ تو اس میں اس کا اپنا قول معتبر ہے۔ دوسرے کا قول اس پر حجت نہیں اور اگر پندرہ سال کی عمر سے ہے تو اس پر اگر دو گواہ گواہی دیں گے تو ثابت ہوگا۔ صورت مسئولہ میں جب وہ خود علامات سے انکاری ہے اور پندرہ سال کی عمر کا ثبوت بھی باقاعدہ شریعت نہیں ہوتا۔ بلکہ سرکاری کاغذات کم عمری کی تائید کرتے ہیں۔ تو لڑکی کو نابالغہ سمجھا جائے گا اور بلا اذن ولی شرعی اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

شہادت معتبرہ سے چچا حقیقی کا انکار ثابت ہو جائے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس بارہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا ہے۔ چچا غیر حقیقی نے یعنی لڑکی کے باپ کا برادر کل ہے اور مذکورہ کا چچا حقیقی بھی موجود ہے۔ جس وقت نکاح پڑھا گیا چچا حقیقی دو چار میل کی مسافت پر ہی تھا جس مجلس سے غیر موجود تھا۔ اب کچھ عرصہ کے بعد چچا حقیقی مسمی شیر دل نے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ شیر دل کا کہنا ہے کہ جبکہ برادر اصلی مسمی غلام حسین نے میری بھتیجی بھانجی کا عقد کرایا تو دوسرے دن اطلاع نکاح کی ہوئی تو اس نے دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں۔ چونکہ عقد نکاح میں قائد کہ برادر غلام حسین اور انکار کے دو گواہ بھی پیش کر چکا ہے کہ واقعی بوقت اطلاع شیر دل نے ہمارے روبرو انکار کیا اور اپنے ہی بھائی مسمی غلام حسین کے پاس آیا جو کہ دو تین میل دور رہتا ہے کہ تم نے یہ عقد نکاح میری رضا کے بغیر کیا ہے لہٰذا میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ مگر غلام حسین کہتا ہے کہ شیر دل جب میرے گھر میں آیا تو میں نے شیر دل کو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں نے بھانجی کا عقد نکاح کر دیا ہے تو راضی ہو جا تو شیر دل نے کہا ٹھیک ہے عقد کہ میں راضی ہوں۔ اور اس کی رضا پر چار پانچ گواہ بھی پیش کرتا ہوں کہ واقعی شیر دل راضی ہوا تھا کیا سابقہ گواہ معتبر ہوں گے جن کے روبرو انکار کیا یا مدعی علیہ کے گواہ معتبر ہوں گے۔ جو رضامندی کا اظہار کرتے ہیں۔

سائل غلام محمد کوٹ چوکی ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

شہادت معتبرہ سے اگر چچا حقیقی کا انکار اور رد نکاح ثابت ہو جائے تو نکاح باطل ہو گیا۔ نکاح موقوف کے معنی یہی ہیں کہ اس کی اجازت اور رد پر موقوف ہو۔ اب اگر رد ثابت ہو جائے تو اس کے بعد جب دوبارہ ایجاب و قبول یا اجازت ولی نہ ہو اس نکاح کا ثابت نہیں ہو سکتا اس لیے بعد کی اجازت یا شہادت بھی مفید نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں کسی شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ خود نکاح نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام دین ایک نابالغ لڑکا ہے۔ جس کی ہمشیرہ بھی نابالغہ ہے۔ مسمی

غلام دین نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر کے خود اپنا نکاح اس کے بدلے میں کروا لیا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ اور غلام دین کا بھائی بالغ موجود تھا اور یہی اس کا چچا موجود تھا اور نہ ہی ان کی رضامندی تھی۔

جو غلام دین نابالغ نے نکاح کیا ہے۔ اس کی زوجہ نابالغہ کا والد موجود تھا۔ غلام دین کے حقوق رضامند نہ تھے۔ کیا یہ جائز ہے؟

﴿ج﴾

اگر واقعی غلام دین اور اس کی بہن دونوں نابالغ تھے اور بڑے بھائی کی اجازت حاصل نہیں کی گئی اور اس نے یہ نکاح رد کر دیا ہے تو نکاح نافذ نہیں۔ دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔

اگر واقعی غلام دین نابالغ تھا اور اس کا بھائی بالغ اس کے نکاح پر راضی نہیں ہے تو نکاح صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

طلاق نامہ پر صرف دستخط کرنے والے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین در بارہ طلاق جبراً دینے کے کہ اگر کسی آدمی کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر طلاق کروائی جائے۔ تو کیا ایسی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے دل میں بے ایمانی پیدا ہوگئی اور اس نے طلاق کا مطالبہ شروع کر دیا۔ جب ناکح نے انکار کیا تو تھانہ میں درخواست دے کر اس کو بلوایا اور تھانیدار کے ذریعہ طلاق کا مطالبہ کیا تو وہاں بھی ناکح نے انکار کر دیا تو آخر میں دھوکہ کر کے اسے ایک بہت بڑے زمیندار کے ڈیرہ میں لے گئے تو زمیندار نے اسے زدوکوب کر کے طلاق تحریر کرا کر دستخط کرا لیے ہیں۔ اب آپ شریعت مطہرہ کے مطابق کتب فقہ کے حوالہ جات سے اس کا جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر اس شخص نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے اور زبردستی اس سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لیے ہیں تو یہ طلاق نہیں ہوئی۔ لڑکی کا نکاح بدستور باقی ہے۔ کما فی الشامیہ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا

ایک نکاح کے ہوتے ہوئے عورت دوسرا نکاح نہیں کرسکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میری بیوی ابھی تک میرے نکاح میں ہے۔ اس کے والدین لے گئے ہیں اپنے گھر۔ کیا وہ اب دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جب وہ عورت آپ کی منکوحہ ہے تو دوسرا نکاح کیسے کر سکتی ہے۔ اس صورت میں دوسرا نکاح بالکل ناجائز ہے۔ بقولہ تعالیٰ والمحصنت من النساء (پ۵ رکوع نمبر۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد طاہر رحیمی مکی مدرس تجوید القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ رمضان ۱۳۹۵ھ بروز چہارشنبہ

پہلا نکاح صحیح ہے اور نافذ العمل ہے، دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

جندوہ ولد گلا اپنی لڑکی کا نکاح فتح شیر ولد محمد رمضان کھاور سے کروانا چاہتا تھا اور جندوہ کے بھائی اس پر رضامند تھے۔ لیکن ابھی تک انھوں نے نکاح نہیں پڑھوایا تھا۔ جندوہ کے بھائی گھریلو جھگڑے کی بنا پر جندوہ کو روکنے لگے کہ اب رمضان کے لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ پڑھاؤ۔ اپنے کسی بھتیجے سے پڑھا دو۔ لیکن جندوہ اپنے بھائیوں پر ناراض ہو گیا۔ اپنی لڑکی کا نکاح شرعاً فتح شیر ولد رمضان کھاور سے پڑھا دیا اور بعد میں جندوہ اور رمضان نے ایک دوسرے کو طلاق اٹھا دی کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں چھوڑیں گے۔ جندوہ نے طلاق اٹھا کر کہا کہ میں اپنی لڑکی فتح شیر کو دوں گا۔ بے فکر رہیں۔ اس کے بعد جندوہ کے بھائیوں نے یہ بات جانتے ہوئے کہ شرعی نکاح پڑھا ہوا ہے۔ احمد خان ولد محمد رمضان قوم اعوان سے کتابی نکاح پڑھوا دیا۔ اب آپ یہ فیصلہ دیں کہ فریقین کے نکاحوں کے گواہ موجود ہیں۔ لڑکی پر کس کا حق ہے۔ فیصلہ کر کے مشکور فرمائیں۔ ہمارے یہ گواہ ہیں۔

(۱) نذر حسین ولد نامم قوم بھار (۲) گامو ولد محمد یار قوم کھاور

لڑکی دینے والے کا نام جندوہ ولد گلا لڑکی لینے والے کا نام فتح شیر ولد محمد رمضان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر پہلا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں صحیح طور کے ساتھ پڑھا گیا ہے تو وہ صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ نکاح ثانی میں شامل ہونے والے لوگ گنہگار ہیں۔ سب پر توبہ لازم ہے۔ لیکن اس شرکت کی وجہ سے شرکاء نکاح کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

بغیر طلاق کے عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور نہ عورت چھوڑ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع عظام اندریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید جس کی منکوحہ ہندہ کو ایک شخص اغوا کر کے لے گیا۔ اس سے چھین لیا گیا۔ اب ایک شخص عمرو سے نکاح کرنے کے لیے مجلس منعقد کرتا ہے اور ہندہ بھی پہلے عمرو کے گھر پر موجود ہے۔ تبادلہ بایں صورت قرار پایا کہ ہندہ تا شرعاً کے عوض ایک عورت اور مبلغ ہزار روپیہ لے کر طلاق دوں گا۔ مجلس منعقد کی گئی۔ زید کو طلاق دینے کے لیے کہا گیا۔ اس نے کہا کہ پہلے میرا نکاح دے دیں۔ یعنی جو باز دھ مجھے دینا چاہتے ہیں۔ اس کا نکاح کر دیں اور متعلقان بھی حاضر مجلس ہیں۔ نکاح خوان نے نکاح پڑھا تو عمرو نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ دوں۔ زید اٹھ کھڑا ہوا کہ میں نے تم سے فریب کیا اب میرا ہر دو نکاح مکمل ہیں۔ ایک کی طلاق بھی نہیں دیتا اور نہ ہی مبلغ ہزار روپیہ لینے کو تیار ہوں۔ مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا اس شخص مسمیٰ زید نے باز دیا۔ اب طلاق نہیں دیتا۔ اب ہر دو طلاق کا منکر ہے۔ اگر عند اہل الشرع کوئی جواز ہے تو بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شرعاً نکاح منعقد ہوا ہے۔ بغیر طلاق حاصل کیے چھٹکارے کی اور کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا برادری وغیرہ کے تعلقات سے یا پیسے دے کر ان سے طلاق حاصل کی جائے۔ باقی یہ شخص وعدہ خلافی کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا الاية۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر طلاق نکاح ثانی قطعاً حرام اور ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد حسن خان ولد الٰہی بخش نے اپنی لڑکی منظوراں مائی کا نکاح ہمراہ محمد شفیع ولد محمود خان سے کر دیا۔ جس کو عرصہ تقریباً نو سال گزر چکے ہیں۔ اب ہم اُسے شادی کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس سے وہ انکاری ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی طلاق چاہتا ہے۔ بلکہ اس نے اب نئے شخص نواز ولد محمد حسن سے بلا طلاق پہلے نکاح کر دیا ہے۔ لہٰذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسئلہ میں عند الشرع کیا صورت ہو سکتی ہے۔

﴿ج﴾

اگر پہلا نکاح گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ ہوا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح پر نکاح ہے جو کہ قطعاً حرام ہے۔ دوسرا نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ پہلے نکاح کا علم ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح پڑھنے والا شخص اور نکاح میں موجود دوسرے لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے اور ان کو اس نکاح کے عدم صحت کا اعلان بھی کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ صفر ۱۳۹۹ھ

طلاق حاصل کیے بغیر نکاح ثانی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جان محمد و غلام رسول دونوں حقیقی برادر ہیں۔ غلام رسول نے اپنی دختر کا عقد نکاح احمد ولد جان محمد کے ساتھ کر دیا اور جان محمد کی دختر بنام بخت مائی کا عقد نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ پڑھا دیا گیا۔ لیکن جان محمد کی دختر کی عمر اس وقت تقریباً ۵ سال تھی۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد غلام رسول اور جان محمد میں بد سلوکی ہو گئی۔ جان محمد کی دختر جس وقت جوان ہوئی تو غلام رسول نے اپنے برادر سے کہا۔ اب تمہاری دختر جوان ہے۔ اپنی دختر کو اس کے خاوند محمد رمضان کے گھر بھیج دے۔ اتنی بات سنتے ہی جان محمد نے جواب دیا کہ میری دختر کا نکاح تمہارے محمد رمضان کے ساتھ نہیں پڑھایا گیا اور جان محمد اپنی دختر مسماۃ بخت مائی کو

یتی کشیرہ کے گھر چھوڑ آیا۔ جس وقت جان محمد کی دختر کا نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ اس وقت کے نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں جو کہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ جان محمد کی دختر کا نکاح محمد رمضان ولد غلام رسول کے ساتھ ہوا ہے۔ اب جان محمد نے اپنی دختر کا نکاح دوسری جگہ غلام محمد ولد محمد بخش کے ساتھ کر دیا ہے۔ اب آپ براہ کرم مہربانی فرما کر اس چیز سے آگاہ فرمائیں کہ ایک نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح ہو سکتا ہے جبکہ محمد رمضان ولد غلام رسول نے اپنی بیوی کو طلاق بھی نہیں دی۔ اگر نہیں ہو سکتا تو جان محمد اور نکاح کا پڑھانے والا اور جو لوگ گواہ ہیں۔ شریعت کی رو سے ان لوگوں پر کوئی سزا وغیرہ دی گئی ہے یا نہیں؟

پہلے نکاح کے گواہوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) حاجی خدا بخش (۲) حمید (۳) راجا سلطان محمد (۴) غلام رسول ولد خدا بخش۔ (۵) ملک محمد رمضان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ناجائز اور زنا ہے۔ نکاح پڑھنے والا مولوی صاحب اور مسئلہ شریعہ سے واقفیت رکھنے والے دوسرے موجود اشخاص سخت گناہگار ہو گئے ہیں۔ ان کو توبہ کرنا لازم ہے اور حتی الوسع اس عورت کو اصل خاوند کو واپس دلانے کی سعی کرنا ان پر لازم ہے۔ فی الدر المختار ص ۱۰۶ ج ۳ واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی) لم یقل احد بجوازہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

زوج اول سے خلاصی کے بغیر نکاح ثانی ناجائز اور حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ قرآن امام مسجد نے ایک عورت کا نکاح پہلے خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے دوسرے خاوند سے پڑھا دیا۔ حاضرین مجلس نے حافظ صاحب کو بوقت نکاح یاد دلایا۔ مگر وہ نہیں مانے۔ کیا یہ نکاح از روئے شریعت درست ہے۔ کیا ایسے فعل کرنے والے حافظ صاحب کی بات قوم میں قابل قبول ہو سکتی ہے۔ نیز جو شخص بوقت نکاح مجلس میں حاضر تھے ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

عبدالغفور کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک سال اپنے شوہر کے ساتھ آباد رہی۔ سال گزر جانے کے بعد لڑکی مسماۃ نور بخش
کے والد یعقوب اپنی لڑکی کو واپس لے گیا اور کہ بشیر احمد ولد عبدالغفور جب اپنی بیوی کو لینے گیا تو اس کے والد
نے انکار کیا کہ میں اپنی لڑکی مسماۃ نور بخش کو نہیں دینا چاہتا۔ کچھ عرصہ کے بعد مسمی یعقوب نے اپنی لڑکی مسماۃ
نور بخش کا نکاح مسمی عبدالغنی ولد حاجی گل کے ساتھ کر دیا باوجودیکہ کہ بشیر احمد ولد عبدالغفور نے طلاق نہیں دی
ہے۔ نکاح پڑھنے اور شرکت کرنے والوں سے کیا سلوک کرنا چاہیے اور شرع محمدی میں ان کے متعلق کیا حکم ہے
اور نکاح علی النکاح کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پہلا نکاح کیا
ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور اس خاوند سے بغیر طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کیا ہے تو وہ نکاح شرعاً منعقد
نہیں ہوا۔ **کما فی الشامیة ص ۱۳۲ ج ۳ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل
احد بجوازه**۔ جو لوگ باوجود علم دوسرے نکاح میں شامل ہو چکے ہیں وہ گنہگار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ وہ
توبہ تائب ہو جائیں۔ دوسرے نکاح میں شرکت کی وجہ سے ان شرکاء کے اپنے نکاح ختم نہیں ہوئے۔ ملاحظہ ہو
فتاویٰ دارالعلوم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ

تو ولی کی طرف سے طلاق کے بعد کیا ہوا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی دین محمد نے ایک عورت مسماۃ خدائی جس کا نام مسماۃ
سلامین ہے ۱۸ سال تک بغیر نکاح اپنے گھر میں اور بغیر طلاق کے رکھی۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ ۱۸ سال
بعد جس کی عورت اغوا کی تھی اس سے طلاق لی ہے۔ اب کہتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔
لیکن ثبوت کسی کو نہیں ملا ہے۔ مسئلہ دریافت یہ ہے کہ کیا اس کا نکاح اس منکوحہ مسماۃ سلامین کے ساتھ ہو سکتا ہے یا
نہ؟ کیونکہ ۱۸ سال تک اس کے ساتھ زنا کرتا رہا اور کیا یہ آدمی ہمارے ساتھ قربانی میں شریک ہو سکتا ہے
اور دیگر اسلامی باتوں میں یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب معلوم ہوا کہ اس عورت کا پہلا خاوند زندہ موجود ہے اور یہ عورت اسی کی منکوحہ ہے تو دوسرا نکاح کالعدم اور باطل ٹھہرا۔ جن لوگوں نے اس نکاح میں شرکت کی ہے۔ انھیں توبہ کرنی چاہیے۔ توبہ کرنے کے بعد نکاح کے پیچھے نماز جائز ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ محرم ۱۳۸۱ھ

خاوند کی رضا اور عورت کو آباد کرنے کا ارادہ ہے تو عورت کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور ہندہ کا آپس میں نکاح ہوا تھا اور شادی کے بعد ہندہ اپنے خاوند کے ساتھ تین سال رہی اور دونوں جوان و بالغ تھے۔ تین سال کے بعد بوجہ گزرانی کے وہ اپنے باپ کے پاس بیٹھ گئی۔ زید نے اس کے منوانے کے لیے کئی دفعہ آدمی بھیجے اور شہر کے معززین اور دوست ہر قسم کے آدمی اس کے باپ کے ہاں اور عورت کے پاس بھیجے کہ جس طرح ہو سکے وہ راضی ہو جائے اور جو مطالبات ہندہ کے ہوں ہم ماننے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ہندہ اور اس کے والدین کسی شرط پر راضی نہ ہوئے۔ تقریباً سات سال والدین کے پاس بیٹھی رہی۔ آخرکار ہندہ کے والد نے ہندہ کے وکیل ہونے کی حیثیت سے نکاح فسخ کرنے کی درخواست لاہور میں دائر کی۔ جس پر زید کو لاہور طلب کیا گیا اور زید میانوالی کا باشندہ ہے اور بوجہ عذر حاضر نہ ہو سکا۔ لہٰذا مجسٹریٹ نے زید کی حاضری اور بیان کے بغیر ہندہ کا نکاح فسخ کر دیا۔ اب ہندہ نے بکر کے ساتھ نکاح کیا۔ تو کیا ہندہ کا نکاح اس صورت میں بکر کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو بکر کو اس نکاح پر مبارکباد دینا اور ہندہ اور بکر کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور زید کا نکاح اول باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ زید نے اپنی زوجہ کو آباد کرنے کی کافی کوشش کی لیکن ہندہ کے والدین نے کسی طرح اپنی لڑکی کو زید کے حوالہ نہ کیا اور اس کے پاس آباد نہ کیا۔ بلکہ فسخ نکاح کا ناجائز دعویٰ دائر کر دیا اور حاکم نے بھی اس نکاح کو ناجائز طور پر فسخ کر دیا۔ تو ظاہر ہے یہ سخت ظلم ہے۔ معلوم ہوا کہ شریعت کی رو سے یہ نکاح فسخ

نہیں ہوتے۔ زید کا نکاح ہندہ سے بدستور قائم ہے۔ لہذا لڑکی کا اس صورت میں دوسری جگہ نکاح کرنا نکاح پر نکاح ہے۔ جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور ہندہ کا دوسرے خاوند کے پاس رہنا زناکاری ہے۔ نیز جو اولاد پیدا ہوئی وہ بھی حرامی ہوئی۔ اس صورت میں برادری و جماعۃ المسلمین کا یہ فرض ہے کہ ہندہ کو اور اس کے والدین اور دوسرے خاوند کو سمجھائیں کہ سب اس گناہ کبیرہ سے تائب ہو جائیں اور توبہ ان کی یہ ہے کہ ہندہ دوسرے خاوند سے الگ ہو کر کے زید کے حوالے کر دیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور یا زید کو راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں۔ لیکن اگر وہ بوجوہ سمجھانے کے کسی بات کے لیے تیار نہ ہوں اور تائب نہ ہوں تو برادری و جماعۃ المسلمین کا یہ فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کریں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرعی طریقے سے نکاح ہوا ہے تو نکاح منعقد ہو گیا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا بھائی فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی لڑکی اور لڑکا میرے پاس رہے۔ ان کا خرچہ میں نے برداشت کیا اور ان کا حقیقی وارث اکیلا میں ہی ہوں۔ جب میرا بھتیجا جوان ہوا تو میں نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر دی اور اس کے بعد اسی مجلس میں (بھائی بیوہ اور بھتیجے کی مرضی سے جبکہ میرا بھائی فوت ہو گیا تھا) میرے لڑکے کا نکاح میری بھتیجی سے ہوا۔ نکاح شرعی طریقے سے ہوا۔ اب عرصہ تین سال کا ہوا۔ میرے بھتیجے نے میری لڑکی کو میرے پاس بھیج دیا ہے۔ کیونکہ اس کی ماں نے کہا کہ وہ لڑکی چھوڑ دو۔ میں تمہیں اور دوسری لڑکی دوں گی اور اسی طرح میرے لڑکے کی بیوی جس کا صرف نکاح ہوا تھا۔ وہ بھی کسی لڑکے کے نکاح میں دے دی۔ جس وقت میرے لڑکے کا نکاح ہوا تھا۔ میری بھتیجی اور لڑکا دونوں نابالغ تھے۔ اب علماء دین کا اس نکاح ثانی کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ غلط ہے یا درست۔ جبکہ میرے پاس اس وقت نکاح خواں اور گواہ موجود ہیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی سائل کی بھتیجی کا نکاح اس کے بیٹے کے ساتھ شرعی طریقے سے ہوا ہے اور اس کے گواہ موجود ہیں۔ تو اس لڑکی کا اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ جو لوگ جان

بوجہ کہ اس ناجائز نکاح میں شریک ہوئے ہیں وہ سب بڑے گناہ کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ ان سب پر لازم ہے کہ اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان اپنے اثر و رسوخ سے جدائی کرا کے لڑکی کو اصل خاوند کے حوالہ کر دیں اور توبہ استغفار کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے اندر عورت کے قول کا اعتبار ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں۔ ایک عورت منکوحہ کو ایک شخص نے اغوا کر کے ایک مولوی صاحب سے نکاح پڑھا لیا ہے۔ عورت ضلع جھنگ کی ہے اور مغوی علاقہ سندھ میں ہے۔ وہاں سے اغوا ہو کر علاقہ قطب پور رہ رہے ہیں۔ مولوی صاحب چک ۱۵۱ علاقہ عارف والا کے ہیں۔ انھوں نے منکوحہ عورت کے قسم اٹھانے سے نکاح پڑھا دیا ہے۔ عورت نے یوں قسم اٹھائی کہ مجھے خاوند نے طلاقیں دی ہوئی ہیں اور اس کے علاقہ عارف والا کے دو گواہوں کے روبرو قسم اٹھانے اور نکاح پڑھانے کے ثبوت تحریر ہیں۔ گواہ نے کہا ہے کہ عورت کے اہالی نے بھی یہی کہا ہے کہ عورت کو طلاق دی گئی ہے۔ مگر جس کے روبرو طلاقیں ہو گئی ہیں یا کاغذ وغیرہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق کیا نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں البتہ مولوی صاحب کے نکاح کا ثبوت پایا ہے۔ اب ان سے برتاؤ کھانا پینا، نماز، جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو ان سے برتاؤ کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے۔ ان پر کفارہ آتا ہے۔ اگر نکاح نہیں ہو سکتا تو پڑھنے والے اور گواہ کے لیے کیا حکم ہے۔ مکرر آنکہ اگر ایک شخص نے دیدہ دانستہ عورت کو اغوا کر کے ناجائز تعلق کر رہا ہے اور اسے روکا گیا ہے۔ مگر باز نہیں آتا۔ اس سے برتاؤ کرنے کے لیے کیا کفارہ آتا ہے؟ اندرونی کرم صحیح مسئلہ حل فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

السائل پیر علی شاہ چک ۱۵۱/۳۵

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر عورت مذکورہ کے قول پر اعتماد ہو جائے تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ نکاح خوان اور گواہان نکاح کسی پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی وہ شرعاً معذور ہیں۔ شامی ص ۴۱۹ ج ۳ (طبع ایچ ایم سعید کمپنی) میں ہے۔ وکذا لو قالت منکوحة رجل لآخر طلقنی زوجی وانقضت عدتی جاز

پہلے کرایا ہوا نکاح منعقد اور صحیح ہے، دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی حق نواز ولد حیدر قوم ڈاہانی بلوچ سکنہ فتح علی نے اپنی لڑکی مسماۃ امیراں بی بی صغیرہ دو لڑکے اللہ نواز کا رشتہ حق نواز ولد قاسم قیصرانی سکنہ بھنگی حسین والی کے لڑکے نواز صغیر و لڑکی راجو بی بی صغیرہ کے ساتھ کرنا چاہا۔ پھر اس کے بارے میں جب ہم دونوں فریقین فتح علی امیراں بی بی صغیرہ تمہارے لڑکے نواز کے والد کے روبرو گواہان کے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی اپنے لڑکے نواز اصغر کے واسطے لی ہے۔ پھر اسی حق نواز نے کہا کہ اسی مجلس عام میں روبرو گواہان کے مجھ کو مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اپنی لڑکی راجو بی بی تمہارے لڑکے اللہ نواز کو دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنے لڑکے اللہ نواز کے لیے لے لی ہے۔ میرا لڑکا اللہ نواز اس وقت موجود نہ تھا۔ بعد دو سال گزرنے کے میرا [illegible] الٰہی بخش پسران حیات سکنہ فتح علی کے ساتھ تنازعہ ہوا۔ تنازعہ کے تصفیے کے واسطے انھوں نے کہا کہ تم اپنی لڑکی امیراں بی بی مذکورہ کا رشتہ ہمیں دے دو۔ تو میں نے کہا کہ اس کا نکاح میں نے دو سال پہلے حق نواز کے لڑکے نواز کے ساتھ کر دیا ہوا ہے۔ اگر تم میری لڑکی کا نکاح سے آزاد کرنے آؤ گے تو میں نکاح کر دوں گا۔ بعدہ میرا لڑکا اللہ نواز و احمد بخش ولد اللہ داد و حق نواز ولد [illegible] و سواروں ولد گل [illegible] فتح علی وہاں بھنگی مذکورہ گئے۔ چونکہ لڑکا نواز اس وقت صغیر تھا۔ اس کا والد موجود نہ تھا تو اللہ نواز نے اپنی منکوحہ راجو بی بی دختر حق نواز قیصرانی کو طلاق کر دی۔ پھر وہاں سے چلے آئے۔ تنازعہ مذکورہ کے تصفیہ کے وقت مخالف فریق زور آور جانب تھی تو انھوں نے کہا کہ اب ہم کو اپنی لڑکی امیراں مذکورہ الٰہی بخش ولد حیات کو نکاح کر دے۔ بامر مجبوری الٰہی بخش ولد حیات کے ساتھ پھر اپنی لڑکی مذکورہ کا نکاح کر دیا۔ تو اب قابل تحقیق بات یہ ہے کہ میری لڑکی امیراں بی بی کا نکاح شرعاً پہلا ٹھیک ہے یا دوسرا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ امیراں بی بی کا عقد نکاح نواز سے شرعاً منعقد ہو گیا ہے۔ اس سے طلاق حاصل کیے بغیر اس کا دوسری جگہ الٰہی بخش ولد حیات سے نکاح شرعاً جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ربیع الاول [illegible]ھ

لڑکی کے چھینے یا اغوا کرنے سے اس کا نکاح ختم نہیں ہوتا، دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی بانو مسماۃ اللہ دتی بنت خیر علی ساکن روڈا سلطان ضلع جھنگ کے ناجائز تعلقات ایک شخص مسمی جمیل احمد سے ہو گئے اور وہ اس لڑکی کو اغوا کر کے لے گیا۔ لڑکی حاملہ ہو گئی۔ اسی دوران میں شخص مذکور نے لڑکی سے عدالت میں حلفیہ بیان دلوا کر لڑکی سے ملت حسن میں یونین کونسل جھنگ صدر کے قاضی سے نکاح پڑھوالیا۔ نکاح کے گواہ بھی موجود ہیں اور گواہ قاضی لڑکی لڑکا لڑکی کا باپ یہ سب مذہباً اہل سنت والجماعت ہیں۔ مسمی جمیل احمد مذہباً اہل سنت والجماعت ہے۔ اب دوسری شخص جمیل احمد سے چھین کر لے گئے اور دوسری جگہ ایک شخص مسمی عبدالرحمن لوہار کہ مذہباً اہل حدیث ہے۔ اس کے ولی باپ نے روپیہ لے کر نکاح کر دیا۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ ان دونوں نکاحوں میں سے کونسا نکاح درست ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ (۲) ایک مولوی دیوبندی ہو کر امام مسجد ہو کر غیر مقلد کی وکالت ناجائز کر رہا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بشرط صحت واقعہ پہلا نکاح صحیح شمار ہوگا اور دوسرا ناجائز ہوگا۔ عورت بدستور جمیل احمد کی منکوحہ شمار ہوگی۔ لقولہ تعالی والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ۔

(۲) سوال کی تفصیل مطلوب ہے کہ کس طرح وکالت کر رہا ہے۔ پھر جواب لکھا جائے گا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

توبہ کرنے سے قبل نکاح خواں کا پڑھایا ہوا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص دوسرے علاقہ کی عورت اغوا کر کے لے آیا۔ ایک نکاح خواں کو بلایا کہ اس عورت مذکورہ کا نکاح میرے ساتھ پڑھا تو اس نکاح خواں نے عورت مذکورہ سے حلفیہ بیان لیے۔ اس عورت نے حلفیہ بیان میں کہا کہ میں کنواری ہوں۔ میرا پہلے کوئی نکاح نہیں ہے اور بھی چھوڑ آئی ہوں

سے الگ ہو گئی۔ اس کے بعد اس نکاح خواں نے اس عورت کا نکاح پڑھ دیا۔ بعد اس عورت مذکورہ کا نکاح پہلے سے ثابت ہو گیا کہ پہلے اس عورت کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد اس نکاح خواں نے اعلان کیا کہ جو نکاح ثانی میں نے اس عورت کا پڑھا ہے وہ باطل ہے اور توبہ بھی کی اور پھر نکاح دوبارہ کر لیا۔ اس عورت مذکورہ کا نکاح پڑھنے اور توبہ کرنے کے درمیان اس نکاح خواں نے ایک اور عورت کا نکاح پڑھا ہے۔ یعنی توبہ کرنے سے پہلے وہ درمیان والا نکاح پڑھا ہوا اس نکاح خواں کا شرعاً جائز اور درست ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ توبہ کرنے سے قبل درمیان میں اس نکاح خواں کا پڑھا ہوا نکاح جائز اور درست ہے۔ اگر شرعی طریقے کے ساتھ پڑھا گیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

نکاح اول کی موجودگی میں نکاح ثانی کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ہندوستان میں کر دیا تھا اور وہ لڑکی وقت کے انقلاب میں گم ہو گئی تھی۔ حالت گمشدگی میں جن کے پاس آئی۔ اس نے اپنا نکاح لڑکی سے کر لیا۔ وہ لڑکی بھی کہتی رہی ہے کہ میرا نکاح نہ کرو۔ بہت مدت اس کے پاس گزری اور ایک بچہ بھی اس لڑکی سے پیدا ہو چکا ہے اور یہ دوسرا نکاح پاکستان میں ہوا ہے۔ اب پہلے نکاح والے کہتے ہیں کہ یہ لڑکی ہمیں ملنی چاہیے۔ کیونکہ نکاح ہمارے ہاں ہوا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی پہلے نکاح والے کو ملے گی۔ دوسرے نکاح کا کوئی اعتبار نہیں۔ پہلے نکاح کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۸۲ھ

پہلے خاوند کے زندہ ہونے کے یقین کے ساتھ نکاح ثانی منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی ہندوستان میں رہ گیا تھا اور اس کی بیوی پاکستان میں آ گئی۔ دوسرے شخص نے قریباً ایک سال بعد دانستہ نکاح کرا لیا۔ جبکہ اس کو علم تھا کہ اس کا پہلا خاوند زندہ ہے۔ لیکن بعد ازاں دوسرے نکاح والے شخص نے طلاق کی کوشش کی اور یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ پہلے شخص نے بھی طلاق نہ دی۔ ورنہ ہی اس کو طلاق کا خیال ہے اور یہ دونوں شخص رشتہ دار ہیں اور برادری نے بھی اس کے (دوسرے شخص) ساتھ لین دین، کھانا پینا بند کر دیا ہے کہ اس شخص نے طلاق نہ ہوتے ہوئے نکاح ثانی کیوں کرایا ہے۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ دوبارہ پھر اس سے تعلقات قائم کر لیے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا اس کے ساتھ لین دین، کھانا پینا بحکم شریعت جائز ہے یا نہیں؟ کاروبار کپڑے کی دوکان تجارت کرتا ہے۔ دیگر کچھ زمین بھی ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں مہربانی ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر دوسرے کی منکوحہ کو اپنے پاس رکھ لیا ہے اور حرامکاری کا مرتکب ہو رہا ہے تو ایسے شخص کے ساتھ برادری کے تعلقات رکھنا جائز نہیں ہے۔ تمام برادری پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کو سمجھائے اور دونوں میں تفریق کرا دے۔ اگر وہ اس عورت کو علیحدہ نہ کرے تو اس سے تعلقات ختم کر دیں۔ والجواب للہ والمفتی عنہ

(حفیظ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رجب ۱۳۸۹ھ

نکاح اول کے گواہ شرعاً معتبر ہوں تو نکاح ثانی باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کر دیا ہے اور کافی برس اس نکاح کا اقرار بھی کرتا رہا۔ اب جبکہ لڑکی بالغ ہے۔ اس نے بدنیت ہو کر دیدہ دانستہ دوسری جگہ نکاح کر دیا اور نکاح اول کا انکار کرتا ہے۔ جبکہ نکاح اول پر گواہ موجود ہیں اور وہ گواہ حلفاً گواہی دیتے ہیں کہ نکاح اول

پہلے ہوا تھا۔ ہم موجود تھے اور سراسر یہ جھوٹ کہتا ہے۔ آیا یہ نکاح ثانی درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو آیا نکاح خوان اور دوسرے نکاح میں موجود حضرات کے لیے شرعاً کیا حکم و تعزیرات ہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر پہلا نکاح شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کے ساتھ ہوا ہے اور نکاح اول کے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں گواہی دیتے ہیں تو نکاح ثابت ہوگا اور والد کے انکار کا شرعاً اعتبار نہیں ہوگا۔ نہ نکاح ثانی درست ہوگا۔ نکاح ثانی میں شریک لوگ سخت گنہگار ہو گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح پر نکاح ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

اگر نکاح اول کے شرعی گواہ ہوں تو اغواء کنندہ کے نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغہ لڑکی کا جائز ولی کی اجازت سے چار پانچ معتبر گواہوں کے روبرو نکاح خواں کو کہہ کر ایک آدمی سے نکاح پڑھایا۔ چند روز کے بعد منگنی کا جوڑا کپڑوں کا معہ زیور وغیرہ بھیجا گیا ہے۔ کافی عرصہ تک دونوں میں آمدورفت اور جانبین کے تعلقات اچھے رہے۔ لیکن یہی منکوحہ لڑکی بلوغ کے چند عرصے کے بعد ہمراہ عباس خان ولد سنگل بطور اغواء بھاگ گئی۔ کسی شہر غیر میں نکاح ثانی بھی باندھ کر رجسٹر کیا۔ چنانچہ ناکح اول نے دعوی دائر عدالت کیا لیکن عدالت نے کسی وجہ کی بناء پر رجسٹر شدہ نکاح کو صحیح تسلیم کر کے مغوی کے حق میں فیصلہ دیا۔ جس کے بعد فریق اول ناکح نے گاؤں میں شرعی فیصلہ کے لیے یہ معاملہ مولانا امام شاہ صاحب فاضل دیوبند کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے شرعی ثبوت کی بناء پر نکاح اول کے صحیح ہونے کا فیصلہ تحریری تقریر کے ساتھ سنایا اور ساتھ ہی ظاہر فرمایا کہ عدالتی فیصلہ ماتحت قوانین کی بناء پر کیا گیا ہے۔ جو کہ غیر شرعی اور غلط ہے۔ اس کے بعد پھر اغواء کنندہ نے خطیب ضلع کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا۔ جس نے اس کے گواہ اپنے یہاں ملتان بلا کر پہلے نکاح کی نفی پر شہادتیں لی گئیں کہ پہلا نکاح کوئی نہیں ہے تو کیا شہادت علی النفی شریعت میں اس موقع پر سنی جا سکتی ہے یا نہ؟ خطیب نے جو شہادت لی ہے اس میں سے ایک گواہ کا بیان بطور نمونہ تحریر پیش کیا جاتا ہے اور آنجناب سے التجا ہے ارشاد فرمائیں کہ ان ہر دو صورتوں میں شرعی ضابطہ کے لحاظ سے کونسا نکاح صحیح ہو سکتا ہے۔

غیر شرعی طریقہ سے نکاح پڑھانے والے امام کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں، ایسا شخص فاسق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ زینب کا نکاح زید سے ہوا اور زینب تقریباً چھ ماہ تک زید کے گھر (اپنے سسرال) میں آباد رہی اور کچھ عرصہ زید اپنے سسرال (زینب کے میکے) میں بھی رہا۔ مگر عرصہ تقریباً ۸ ماہ سے فریقین میں کچھ ناچاقی ہو گئی اور زینب کے والدین نے زینب کے سسرال کی مالی یا شخصی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بغیر طلاق لیے اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص بکر سے کر دیا۔ نکاح سے قبل قاضی نکاح (جو ایک مسجد کا پیش امام اور ایک مدرسہ کا مہتمم بھی ہے) کو بتا دیا گیا تھا کہ مسماۃ مذکورہ پہلے شادی شدہ ہے اور دیگر شامل حضرات کو بھی معلوم تھا۔ اس کے باوجود معلوم نہیں کس دلیل کی بناء پر زینب کا نکاح بکر سے کر دیا گیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔

(۱) اس غیر شرعی نکاح پڑھنے والے قاضی اور سامعین کے نکاح فاسد ہوئے یا نہیں۔

(۲) کیا قاضی پیش امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جو غیر شرعی نکاح پڑھ کر خود کو بری الذمہ کرنے کے لیے غلط روایات اور کمزور حجتیں پیش کر کے لوگوں میں غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔

(۳) ایسے قاضی اور پیر کے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ایسے قاضی اور سامعین کو اپنے نکاح دوبارہ کروانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۵) کیا زینب کا نکاح بکر سے جائز ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کے پہلے خاوند زید کی جانب سے اس بارہ اقرار کی تحریر بھی جو اس نکاح میں شریک تھے کہ زینب واقعی زید کی منکوحہ ہے۔ براہ کرم جواب مدلل و مفصل ارسال فرمائیں۔

﴿ج﴾

(۱) نکاح فاسد نہیں ہوئے۔

(۲) باوجود علم کے منکوحہ غیر کا نکاح پڑھنے والا عاصی اور فاسق ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ یہ شخص منصب امامت کے لائق نہیں۔ و اما نكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) لم يقل احد

بحوالہ (شامی مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۱ ج ۳) واما الفاسق الخ ففی شرح المنیۃ ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (ردالمحتار مطبوعہ ایچ ایم سعید باب الامامۃ ص ۵۶۰ ج ۳)

(۳) اس قسم کے بے باک مرتکب دوسروں کے لیے حقیقی رہنما نہیں بن سکتا۔

(۴) ایسے قاضی اور سامعین کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں لیکن سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ دوسری جگہ جو نکاح پڑھایا ہے۔ اس سے اس منکوحہ کو واپس کرنے اور اصلی خاوند کو دلانے میں ہر قسم کی کوشش کریں۔

(۵) سابقہ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح ہرگز جائز نہیں، جو پڑھایا گیا ہے۔ وہ نکاح پر نکاح اور حرامکاری ہے۔ منکوحہ غیر کو گھر میں رکھنے والے کے ساتھ تعلقات رکھنا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

اگر شرعی طریقہ پر ایجاب وقبول نہ ہوا ہو تو نکاح نہیں ہوا، متعہ شرعاً حرام وناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شیعہ تھی کہ جس کا خاوند بھی شیعہ تھا۔ وہ خاوند مر گیا۔ بعد ازاں اس کے دیور نے اسے مجبور کر کے اس سے متعہ کر لیا اور اس سے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ اس کے بعد اس عورت نے شیعہ مذہب اور رسم متعہ سے توبہ کر لی اور صحیح اسلامی سنی العقیدہ ہو گئی اور اس نے اب ایک سنی العقیدہ شخص سے نکاح کر لیا ہے۔ کیا اس کا عقد جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح نہیں ہوا بلکہ ایجاب وقبول کے بغیر متعہ کیا ہو یا گواہوں کی غیر موجودگی میں متعہ کیا ہو تو یہ متعہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور دوسرے شخص سے جو شرعی طریقہ سے نکاح کیا ہے۔ وہ جائز اور صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۴۰۰ھ

کے بعد لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا کہ لڑکی کو عاشق حسین نے طلاق نہیں دی ہے۔ اور لڑکی کا پہلا نکاح اب تک موجود ہے۔ چنانچہ تنسیخ نکاح کے لیے ورثاء نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا اور عدالت نے تنسیخ نکاح کا حکم صادر کر دیا۔ بعد ازاں عاشق حسین کو رقم دے کر طلاق حاصل کر لی گئی۔ اب اللہ بخش خاوند ثانی اس بات پر مصر ہے کہ میری بیوی کو میرے حوالے کر دیا جائے۔ کیا ان مذکورہ بالا حالات میں اللہ بخش کے پاس مذکورہ لڑکی کا جانا شرعاً درست ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی اللہ بخش کے ساتھ نکاح کرتے وقت تک لڑکی کے خاوند عاشق حسین نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی طلاق نہیں دی اور رقم لے کر جانے والوں نے جھوٹ بول کر لڑکی کا نکاح اللہ بخش سے کرایا۔ تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور عدالت کا طرفین میں تفریق کرنا شرعاً جائز بلکہ لازم تھا۔ اب جبکہ عاشق حسین نے طلاق دیدی ہے تو جب تک اللہ بخش کے ساتھ دوبارہ نکاح نہ کیا جائے۔ لڑکی کو اس کے پاس بھیجنا ہرگز جائز نہیں۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

نکاح ثانی ہوتا ہی نہیں، جان بوجھ کر ایسا کرنا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید شادی شدہ ہے اور ایک منکوحہ کا نکاح دوسرے آدمی کے ساتھ جان بوجھ کر نکاح پر نکاح کر رہا ہے۔ حالانکہ زید کو معلوم ہے کہ اس منکوحہ کا نکاح پہلے سے ہے۔ زید کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ اگر زید اپنی بیوی مسماۃ مریم کو اپنے گھر رکھنا چاہتا ہے؟

﴿ج﴾

زید کا یہ فعل گناہ کبیرہ ہے۔ اس پر توبہ استغفار لازم ہے۔ اس کا نکاح اگر چہ خود ختم نہیں ہے۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ لیکن احتیاطاً اس کو اپنے نکاح کی تجدید کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۶ھ

ایک دفعہ ایجاب وقبول ہوا تو وہی معتبر ہے، دوسری دفعہ ایسا کرنے سے پہلے والے پر اثر نہیں پڑتا

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ سے ہندہ کے والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا۔ ہندہ بوقت نکاح بیوہ تھی اور اس کے سابق خاوند کو مرے ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور وہ حاملہ نہیں تھی۔ ایجاب وقبول نکاح روبرو گواہان ہوا۔ اب منکوحہ مذکورہ کے والدین اپنے وقار کے پیش نظر یہ چاہتے ہیں کہ پوری برادری کے سامنے دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔ ناکح اور منکوحہ مذکورہ بھی اس پر رضامند ہیں۔ کیا ازروئے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مذکورہ بالا ناکح ومنکوحہ کا دوبارہ نکاح پڑھا جائے تو وہ درج رجسٹر کیا جانا جائز ہے اور آیا اس نکاح کا پہلے نکاح پر کسی بھی قسم کا اثر تو نہیں پڑے گا۔ بینوا توجروا

«ج»

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ کا پہلا نکاح شرعاً منعقد ہو گیا ہے۔ دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر برادری کے روبرو دونوں کا دوبارہ ایجاب وقبول کرا دیا جائے تو پہلے ایجاب وقبول پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہ دوبارہ پڑھنا اب ناجائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۹۹ھ

نکاح ثانی منعقد نہیں ہوا البتہ لاعلمی کی وجہ سے مجلس کے افراد گنہگار نہ ہوں گے

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بوجہ لاعلمی کے اور چند آدمیوں کی شہادت سے کہ اس عورت کا پہلے نکاح نہیں ہے۔ نکاح خواں نے نکاح پڑھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مذکورہ عورت کا نکاح پہلے بھی تھا۔ کیا ایسی صورت میں نکاح خواں اور باقی حاضرین کا نکاح باقی رہا یا ختم ہو گیا۔ بینوا توجروا

«ج»

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ چند آدمیوں نے شہادت دے دی تھی کہ اس کا پہلے کوئی نکاح نہیں

اور اس بنا پر مولوی صاحب نے نکاح پڑھ دیا تو نکاح خواں اور شرکاء مجلس نکاح شرعاً مجرم نہیں۔ سب کے نکاح بدستور باقی ہیں۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۹۹ھ

اغوا شدہ لڑکی سابقہ شوہر کے نکاح میں بدستور قائم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ جس وقت تقسیم ہند ہوا اس وقت ایک لڑکی تھی۔ جس کے ماں باپ سب قتل کر دیے گئے اور اس لڑکی کو ہندو اغوا کر کے لے گئے تھے۔ پھر بعد میں پتہ چلا تو ملٹری والے گئے تو پتہ چلا کہ چھپ گئی یا چھپائی گئی۔ پھر چار پانچ سال کے بعد ملٹری اس کو لے آئی ہے اور دو بچے بھی اس کے پیدا ہوئے لیکن اب پاکستان میں اپنے شوہر کے پاس چلی آئی ہے۔ اب نکاح اس کا باقی ہے یا دوبارہ کرانا چاہیے؟

﴿ج﴾

نکاح بدستور باقی ہے۔ اپنے شوہر کے پاس رہ سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلا نکاح اگر کفو میں ہوا ہو تو دوسرا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قاضی نکاح خواں بھی ہے۔ امام مسجد بھی ہے۔ مدت تک رشوت لے کر نکاح پر نکاح کر رہا ہے۔ یعنی کوئی شخص جوان منکوحہ لڑکی ہے نکاحی لڑکی کو اس کی رضا کے مطابق گھر سے لے جا کر عدالت یا دوسرے موضع میں برضا لڑکی نکاح کرا لیتا ہے۔ ادھر لڑکی والے نکاح خواں مذکور کو سینکڑوں روپے منہ مانگے دے کر لڑکی کا دوسرا نکاح اول نکاح سے قبل کی تاریخ درج رجسٹر کرا لیتے ہیں اور پھر نکاح لے کر عدالت میں دعویٰ لے کر جھوٹی گواہیاں دے کر لڑکی لڑکے والوں کو دلا جاتی ہے۔ کہ تنسیخ نکاح نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا گواہ بھی جعلی ہوتے ہیں۔ حالانکہ تاریخ اول حقدار ہوتا ہے۔ ایسے کئی کام کیے ہیں۔ [illegible] جھوٹی گواہیاں دیتا ہے اور داڑھی بھی منڈواتا ہے۔ (۱) کیا ایسے شخص کی توبہ منظور ہے۔ جبکہ کئی آدمی اپنے حقوق سے محروم اور نکاح ثانی (زنا) کر رہے ہیں۔ اگر منظور ہو سکتی ہے تو اس کی کیا صورت ہے۔ (۲) کیا ایسے

شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو مصلی بھی نہیں چھوڑتا تو ایسی صورت میں مقتدی کیا کریں۔
امامت وراثت میں ہے۔ باپ بھائی امام تھے۔

﴿ج﴾

نکاح اول اگر کفو (ہم پلہ) آدمی کے ساتھ ہوا ہو، دوسری خرابی بھی نہ ہو اور یہ نکاح اول کی جائز تنسیخ ہوئی ہو تو نکاح ثانی بالکل حرام ہے۔ سرے سے یہ نکاح نہیں ہے۔ ایسا نکاح پڑھنے والا سخت گنہگار ہے۔ بلاشبہ فاسق ہے۔ اگر اس نے آئندہ کے لیے اپنے گناہ سے خلوص قلب سے توبہ کی تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ بشرطیکہ توبہ خلوص قلب سے ہو اور یہ اعلان کر دے کہ فلاں فلاں نکاح میرے کیے ہوئے غلط ہیں۔ (۲) توبہ سے پیشتر اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ بعد از توبہ جائز ہے۔ اگر تائب نہیں ہوتا تو مقتدی دوسرا امام مقرر کر لیں۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالت کی تنسیخ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حبیب اور اس کی بیوی اختری ان کی رہائش سندھ میں تھی۔ ان کے ۴ یا ۵ بچے تھے۔ حبیب کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ دوستانہ یہاں تک ہوا کہ حبیب کی زوجہ اختری کا دوستانہ عبدالرزاق سے ہو گیا۔ برے فعل بھی کرنے لگے۔ جب ان کا برے فعلوں کا گاؤں والوں کو پتہ چلا تو انھوں نے حبیب سے کہا تم عبدالرزاق کو اپنے گھر نہ آنے دو کیونکہ عبدالرزاق کے تمھاری بیوی اختری سے برے تعلقات ہو گئے ہیں۔ لیکن حبیب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ اس کو یقین نہیں تھا۔ یہ لوگ مجھ کو مفت میں بدنام کرتے ہیں۔ جب اختری نے عدالت میں طلاق لینے کی درخواست دے دی اس وقت حبیب کو معلوم ہوا۔ عبدالرزاق نے حبیب کے پڑوسیوں کو جھوٹی گواہی پر آمادہ کر لیا کہ حبیب اپنی بیوی کو بہت تکلیف دیتا ہے وہ خرچہ وغیرہ نہیں دیتا ہے اور حبیب زوجہ اختری نے بھی جھوٹی بات تحریر کرائی کہ حبیب نامرد ہے اور روٹی کپڑا مجھ کو نہیں دیتا ہے اور مجھ کو رات دن تکلیف دیتا اور مارتا پیٹتا ہے۔ یہ الفاظ درخواست میں تحریر کر کے عدالت میں پیش کر دی۔ بعد میں حبیب کے چچا زاد بھائی ممتاز کو معلوم ہوا کہ اختری نے عدالت میں درخواست دے دی

ہے۔ عبدالرزاق کے ذریعہ ممتاز نے بھی ایک درخواست عبدالرزاق کے خلاف عدالت میں دے دی تا کہ
عبدالرزاق پھنس جائے اور ہماری عورت چھوٹ جائے۔ آخرکار دونوں طرف سے مقدمہ چلا حبیب ہر تاریخ پر
پیش ہوتا رہا مگر ایک تاریخ پر پیش نہ ہو سکا اسی تاریخ پر جج نے فیصلہ کر دیا اور عدالت نے طلاق دے دی اور
عبدالرزاق نے فیصلہ کی نقل لے لی۔ اس لیے کہ عدالت سے طلاق ہو چکی۔ جو مقدمہ عبدالرزاق پر ممتاز نے کیا
تھا اس مقدمہ میں عبدالرزاق پھنس گیا عبدالرزاق نے گاؤں والوں کو جمع کیا اور ممتاز والے مقدمہ کا فیصلہ کرایا۔
برادری نے یہ فیصلہ کیا کہ عبدالرزاق سے قرآن اٹھوایا اور عبدالرزاق سے عہد لیا کہ حبیب کے گھر نہ جائے۔
حبیب کی زوجہ اختری سے برے تعلقات چھوڑ دے۔ عبدالرزاق نے چھوڑنے کا وعدہ کیا۔ کہ تعلقات چھوڑ
دوں گا۔ لیکن قرآن اٹھانے کے بعد بھی برے تعلقات نہ چھوڑے اور چوری چھپے جاتا رہا۔ ممتاز نے عبدالرزاق
پر دوسرا مقدمہ دائر کر دیا۔ جب عبدالرزاق کیس میں پھنس گیا پھر دوبارہ گاؤں والوں کو جمع کیا۔ اس پنچائت سے
اس مقدمہ کا بھی فیصلہ کیا۔ عبدالرزاق نے اختری کو سکھا دیا اور پنچائیت میں بلوایا۔ اختری نے کہا کہ میں
عبدالرزاق کے پاس رہنا چاہتی ہوں ورنہ میں کنویں میں گر کر تمام پنچائیت والوں کو قید کراؤں گی۔ آخرکار اس
بات کو سوچ کر پنچائیت نے فیصلہ کیا کہ یہ عورت کسی صورت میں حبیب کے پاس نہیں رہ سکتی اس لیے
عبدالرزاق کو دے دی جائے اور جرمانہ عبدالرزاق پر کر دیا جائے۔ پنچائیت نے یہ جرمانہ کیا کہ مبلغ ۵۰۰ روپے
اور برادری کی روٹی عبدالرزاق دے اور اس عورت کو اپنے نکاح میں لے۔ عبدالرزاق نے مبلغ ۵۰۰ روپے اسی
وقت پنچائیت کو دے دیے اور برادری نے روٹی معاف کر دی۔ عبدالرزاق نے حبیب کی زوجہ اختری سے نکاح
کر لیا اور یہ رقم ۵۰۰ روپے بنک میں داخل کر دیئے ایک سال کے بعد یا کم یا زیادہ مدت کے بعد پنچائیت نے یہ
رقم نکلوا کر ۲ عدد دیگ خرید لی۔ اب یہ دیگ برادری میں چلتی ہے اور دوسروں کو بھی یہ دیگ کھانے پکانے کے
لیے دی جاتی ہیں۔ لیکن حبیب نے اپنی زبان سے کوئی طلاق عدالت میں نہ دی اور نہ پنچائیت میں دی۔ علاوہ ی
طلاق عدالت کی جھوٹی بتا گیا ہے کہ لڑائی میں اپنی بیوی سے کہا تھا کہ میں نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں
ہے۔ پتہ نہیں کہ غلط ہے یا کہ صحیح۔ یہ دیگ حرام ہے یا کہ حلال یا یہ رقم حبیب کی ہے یا برادری کی۔ یہ نکاح حرام
ہے یا کہ حلال۔ جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ پنچائیت میں جو لوگ جمع ہوئے تھے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔
شیر محمد نمبردار، ممتاز، منصب، حاجی فتح محمد، محمد نو نمبردار، لیموں، منشی علی محمد، امام دین، بشیر، طفیل محمد، نور محمد، معموں،
یوسف نمبردار، محمد حسین، اسماعیل، محمد الیاس، محمد دین وغیرہ ان کی بابت بھی فتویٰ دیں۔

کرالی۔ تین صد بیس روپے جرمانہ تنسیخ ادا کیا پھر ایک اور شخص کے ساتھ نکاح کر لیا اب وہ آدمی جس شخص نے نکاح کیا تھا دعویٰ کر دیا کہ میرا نکاح اول صحیح ہے۔ لہٰذا مجھ کو واپس کر دی جائے۔ آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر یہ بتا دیا جاوے کہ اس کا کون سا نکاح صحیح ہوگا اور جن کا نکاح صحیح نہیں ہے ان کے ساتھ دوبارہ صحیح ہے یا نہیں اور تجدید نکاح کرانی ہوگی یا نہیں۔

﴿ج﴾

وہی نکاح جو چچا نے اس کی اجازت سے کر دیا تھا صحیح ہے۔ اس کے علاوہ سب غیر صحیح ہیں۔ عورت کو لازم ہے کہ اسی خاوند کے پاس رہے یا طلاق حاصل کرے۔

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں چھوٹا تھا۔ ہمارے چچا اور والد نے ہماری ہمشیرہ خالہ زاد بھائی امام بخش کو نکاح میں دے دی اور امام بخش کی ہمشیرہ برائے ماموں الٰہی بخش کے وعدہ میں لی۔ جب امام بخش کی ہمشیرہ جوان ہوگئی تو انھوں نے شادی سے قبل طلاق لے لی۔ پھر ہمارے پاس آیا کہ میری شادی کرا دو۔ ہمارے چچا اور والدہ نے کہا کہ تم اپنا وعدہ پورا کر دو۔ اس وقت وعدہ کیا گیا تھا کہ جس کی لڑکی ہوگی۔ تمھارے لڑکے عبدالمالک کو دیں گے۔ برادری نے کہا کہ تم آپس میں کر دو۔ امام بخش کو دے دو اور اس کی ہمشیرہ لے لو۔ یہ بات ۱۹۴۷ء کی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ہمارے چھوٹے خالو میاں عبدالستار میرے گھر آئے۔ چچا اور والد کو کہا کہ تم میری لڑکی غلام صغراں لے لو اور میں امام بخش کی بہن اپنے لڑکے محمد کے واسطے لیتا ہوں۔ میری والدہ نے کہا کہ تمھاری لڑکی تو تمھارے بہنوئی غلام محمد کی بہو ہے۔ کیونکہ تم نے اس کی لڑکی پہلے لی ہے۔ مائی عائشہ جو حافظ احمد کی گھر والی ہے تو مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ کیا مجھے بے ایمان سمجھتی ہے۔ میں نے کوئی غلام محمد کو نکاح کر دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ میں نے خدا کے نزدیک اپنی لڑکی غلام صغراں تمھارے لڑکے عبدالمالک کے واسطے دی ہے۔ چچا اور والد نے کہا ہمیں منظور ہے۔ پھر دعا پڑھی گئی دوسرے دن تقریباً چالیس آدمی اور عورتوں نے جا کر تنے کپڑے پہنائے۔ مگر آج چار سال بعد مولوی صاحب نے کہا کہ میری گھر والی کہتی ہے کہ اگر تم نے لڑکی دی تو میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ حافظ احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں سرکشی کر لوں گا۔ اس طرح میرے گھر والے

تمہیں ماننے نہیں دے سکتے۔ ۱۹۷۵ء میں سارے ذمہ دار لوگوں کو اکٹھا کیا۔ مولوی صاحب کی لڑکی کی بات چیت شروع ہوئی تو مولوی صاحب اقرار کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہاں میں نے خدا کے نزدیک لڑکی دی تھی۔ مگر اب میں مجبور ہوں۔ میرے گھر والے نہیں مانتے۔ کیا شرع کے نزدیک اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا اور کیا مولوی صاحب کو شریعت بھاگنے کی اجازت دیتی ہے؟

الجواب

ظاہر تو یہی ہے کہ یہ مجلس نکاح کی نہیں تھی۔ اس لیے یہ نکاح منعقد نہیں ہوا تھا۔ یہ منگنی ہے اور منگنی شرعاً نکاح نہیں ہے۔ یعنی صرف وعدہ تھا۔ نکاح نہیں ہوا۔ اگر مولوی صاحب مجبوری کی بناء پر نکاح نہیں کرتا تو گنجائش ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ وعدہ پورا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
یکم رمضان ۱۳۹۵ھ

وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جان محمد نے خان محمد سے کہا کہ تو نے اپنی لڑکی مائی کلثوم قادر بخش کے لڑکے امیر محمد کو دی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ پھر قادر بخش کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے اپنی لڑکی میراں مائی خان محمد کے لڑکے کو منظور کر دی ہے۔ قادر بخش نے کہا ہاں۔ ایک دوسرا آدمی بھی موجود تھا۔ چنانچہ اس گفتگو کے بعد جان محمد نے کہا اس بات کو تم دونوں فریق نکاح تصور کرنا اور پختہ بات ہو گئی۔ تین سال کے بعد خان محمد کو مجبور کیا گیا کہ کلثوم کا نکاح اس کے منگیتر جو زندہ ہے کے بھائی بشیر کے ساتھ کر دے۔ چنانچہ اس کا باضابطہ نکاح کر دیا گیا اور لڑکی مسماۃ کلثوم اس وقت بالغہ تھی۔ اس سے نہ تو اجازت لی گئی اور نہ ہی اس مقام پر موجود تھی۔ اس کے باپ قادر بخش کے گھر جا کر نکاح کرایا گیا تھا۔ جو اس کے گھر سے تقریباً چند میل پر ہے۔ واضح رہے کہ لڑکے دونوں اس وقت بالغ تھے۔ ان سے قبول نہیں کرایا گیا۔ جبکہ لڑکوں کے والدین سے قبول کرایا جاتا۔ جان محمد بقلم خود ------ منظور بقلم خود

(ج)

تحقیق کی جائے، اگر واقعی دونوں جانب محمد اقبال، بخش کی طرف سے صرف ایجاب یعنی (دے دی) کے الفاظ پائے گئے ہیں اور بالغ لڑکوں نے خود یا ان کے والدین نے قبول کے الفاظ نہیں کہے تو یہ الفاظ صرف منگنی یا وعدہ نکاح کے ہیں۔ ان سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب ۱۳۹۵ھ

عہد سے نکاح نہیں ہوتا ہے، البتہ وعدہ خلافی کا گناہ ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل کے لڑکے مظہر حسین ولد محمد اعظم خان کی شادی خانہ آبادی ہمراہ مسماۃ نسیم اختر دختر محمد خان سے قرار پائی۔ خود لڑکی نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کا نکاح مجھ سے ہونا چاہیے کہ ہماری لڑکی اسے پسند کرتی ہے۔ چنانچہ لڑکی کو لڑکا پسند آگیا۔ تو لڑکی کے والد نے کہا کہ اب ہم تمہارے گھر آئیں گے۔ لہٰذا لڑکی والے سائل کے گھر تشریف لائے اور منگنی کا سارا خرچ سائل سے کرایا اور دعاء خیر بھی پڑھی گئی۔ چنانچہ نکاح کی تاریخ مقرر کرنے کے لیے جب سائل ان کے ہاں گیا تو لڑکی والے منحرف ہو گئے ہیں۔

(ج)

ایفاء عہد لازم ہے اور بلا وجہ شرعی وعدہ خلافی گناہ ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر کوئی شرعی عذر مانع نہیں تو ایفاء عہد کرتے ہوئے رشتہ کر دینا چاہیے۔ ترک کرنے میں وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

ایفاء وعدہ ضروری ہے، نکاح درست ہے، البتہ والد کو اگر راضی کیا جائے تو بہتر ہوگا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو کہ ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور تین حج بھی اسے نصیب ہوئے ہیں اور دین محمدی سے اچھی طرح واقف اور عامل ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول ضروری اور شرط ہے۔ صرف پانی پڑھ کر پلانے یا وعدہ نکاح کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔ لڑکی اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ واما رکن النکاح فهو الايجاب والقبول وذلک بالفاظ مخصوصة الخ (بدائع الصنائع ص ۲۲۹ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

صغیرہ اور صغیر کو اکٹھا پانی پلانے سے نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو آدمیوں نے اپنے نابالغ بچوں یعنی ایک آدمی کی ۳ یا ۵ سال کی لڑکی تھی اور دوسرے آدمی کا ۵ سال کا لڑکا تھا تو انھوں نے بغیر ایجاب وقبول کے دونوں لڑکے اور لڑکی کو پانی کا ایک پیالہ پلا دیا۔ کیا یہ نکاح شرعاً ہو گیا ہے کہ نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ انعقاد نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے۔ اگر شہود کے سامنے ذکر مہر اور ایجاب وقبول شرعی ہو جائے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ کما فی شرح الوقاية وينعقد بايجاب و قبول لفظهما ماض كزوجت وتزوجت او ماض و مستقبل كزوجني فقال زوجت الخ۔

صورت مسئولہ میں ایجاب وقبول شرعی نہیں پایا جاتا۔ اس لیے صرف پانی کا پیالہ پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

نکاح کے لیے ایجاب وقبول شرط ہے، وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمر دونوں ایک مجلس کے اندر حاضر تھے اور دونوں کے ہاں

کی وجہ سے اپنی لڑکی مسماۃ ایست کا نکاح کرا دینے سے انکاری ہے۔ کیا یہ مرد کی نکاح تو نہیں ہو گی۔ اگر یہ نکاح نہ کرے تو کیا عند الشرع مجرم تو نہیں ہو گا؟

﴿ج﴾

صرف وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ البتہ بلا عذر شرعی وعدہ خلافی کرنا درست نہیں۔ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے اور اپنی مرضی کے ساتھ کفو میں نکاح کرنے میں شرعاً اس پر کوئی گناہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۹ھ

صغرسنی میں دعاء خیر کے کلمات سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص زید نے اپنی لڑکی کی دعاء خیر مانگ لی۔ ایجاب وقبول نہیں ہوا اور دعاء خیر بھی زید نے اپنے والد کے ڈر سے مانگی۔ کیونکہ وہ مارتا ہے۔ برادری بھی تنگ کرتی تھی اور اس وقت لڑکی کی عمر تقریباً ڈھائی سال کی تھی۔ لیکن فریق مخالف یہ کہتا ہے کہ ہمارا نکاح ہو چکا تھا۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ ایجاب وقبول نہیں ہوا تھا کیا شرعاً یہ نکاح قرار پائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقے سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں ہوا تو صرف دعاء خیر تو کہ منگنی وعدہ نکاح ہے اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اب بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ رجب ۱۳۹۹ھ

شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول و گواہ کا ہونا ضروری ہے، وعدہ نکاح سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ مسمی اللہ بخش ولد ملک ماچھی نے اپنی دختر ولی خاتون کا

صرف پانی دم کر کے پلایا گیا ہو تو نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ جنت بی بی دختر وزیر بخش جس کی عمر نکاح کے وقت ایک سال تھی۔ وہ کہتی ہے تو اس وقت جنت بی بی کا نکاح جو مولوی صاحب نے پڑھا تھا اس نے نکاح پڑھ کر پانی پر پھونک کر بچی کو پلا دیا اور کہا کہ شرعی نکاح ہو گیا ہے اور لڑکی اپنے سسرال جانا نہیں چاہتی۔ کیونکہ انہوں نے میرے حقیقی بھائی کو قتل کیا تھا اور میں ایک دن بھی جو میرے نعلی نسبت ہیں میں ان کے گھر نہیں گئی اور اس وقت میری عمر تقریباً ۱۸، ۱۴ سال ہے اور میں شروع سے اپنی والدہ کے پاس رہتی ہوں اور ان کے گھر میں دو بھتیجے آباد ہیں اور میرے ساتھ زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور میری دونوں بھتیجے ان کے گھر بہت تکلیف میں ہیں۔ جب میرا نکاح نہیں پڑھا گیا تو مجھے اختیار ہے کہ میرے چچا اور میری والدہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں میرا نکاح کر سکتے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ براہ مہربانی فتویٰ دیا جائے اور مولوی صاحب پانی پلانے والے نے جو میرا نکاح غلط طور پر پڑھا اس کے خلاف فتویٰ دیا جائے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقع گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح نہیں پڑھا گیا صرف پانی دم کر کے بچی کو پلا دیا گیا ہے تو صرف پانی پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لڑکی اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ جہاں چاہے اپنی خوشی سے نکاح کر سکتی ہے۔ فان فی الهداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئته ص ۱۰۲ ج ۳ النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضي وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالاخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجني فيقول زوجتك الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم رجب ۱۳۹۹ھ

لڑکی کی عمر چار سال کی تھی اور لڑکے کی عمر ڈھائی سال کی تھی۔ اس وقت ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ہوش و حواس نہ تھا۔ بندہ نے ہر چند ان لوگوں کو کہا کہ یہ دونوں ابھی بچے ہیں۔ مگر انھوں نے میری کوئی بات بھی نہ سنی۔ لہٰذا قرآن و حدیث کے مطابق فتویٰ ارشاد فرمائیں۔ فی الحال لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہے اور لڑکے کی عمر ساڑھے چودہ سال کی ہے۔ فقط

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس لڑکی اور لڑکے کے مابین مولوی صاحب نے شرعی نکاح نہیں پڑھایا اور نہ ایجاب وقبول کرا کے نکاح نہیں کیا بلکہ صرف پانی پڑھ کر پلا دیا ہو تو اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان نکاح شرعاً منعقد نہیں ہے اور اب یہ لڑکی نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
[illegible]

اگر نکاح کا وعدہ کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرواتا ہے تو شرعاً درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی عمر تقریباً ۱۶ سال کی منگنی عرصہ ایک سال سے عمر اولاد کا عمر تقریباً پندرہ سولہ سال سے کر دی اور [illegible] لی ہے اس وقت بموجب قانون شریعت محمدی نکاح نہ ہوا۔ مگر اس نے اپنی برادری اور بعد معتبرین رقم محسوب کر دی اور دوبارہ غیر برادری کی سرجوڑی میں چڑھا دی۔ اب چونکہ لڑکا جوان ہو گیا ہے اور حسب دستور قانون کے تحت اس کا نکاح کر دینا مطلوب تھا۔ مگر اب لڑکی کا باپ نکاح کر دینے سے انکاری ہے۔ برادری کے معتبرین نے ہر چند کہا کہ نکاح کر دے مگر وہ بضد ہے۔ اب آپ فرمائیے کہ بوقت منگنی جو دعائے خیر پڑھی گئی تھی اور برادری کے سامنے اس نے لڑکے کو اپنا داماد تسلیم کر لیا تھا۔ اس کا کیا اثر ہے۔ آیا وہ لڑکا اس کا داماد ہو چکا ہے یا نہ اور وہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہ؟ مفصل حل فرمایا جائے۔ اگر اس نے زبردستی اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو قانون شریعت کے تحت وہ کس سزا کا حقدار ہے۔

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اسلامی قانون کے مطابق اس امر کے متعلق کہ جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔ ایک لڑکے غلام حسین ولد نبی بخش قوم ... کا نکاح امیر... دختر اللہ دتہ ... بخش سکنہ قادر پور داں کا نکاح موضع فرف مبارک تحصیل ... عرصہ ۱۰/۱۱ سال کا ہوا کہ مولوی مبارک ... نے رجسٹر پر درج کیا اور نکاح پڑھایا تھا۔ بوقت نکاح لڑکی کا سن ... سال تھا اور دو گواہ بھی تھے۔ لڑکی کے دادا اور چچا کے نشان انگوٹھے بھی رجسٹر پر موجود ہیں۔ اب اس لڑکی کا نکاح ... اور شخص سے نکاح کر کے شادی ہو گئی ہے۔ (۱) اب لڑکی کس حد تک مجرم ہے؟ (۲) لڑکی کے والدین جو زندہ ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳) جو اشخاص صاحب طاقت لڑکی کی امداد کر رہے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) اور غلام حسین ولد نبی بخش کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نکاح والد کی اجازت سے ہوا ہے۔ لہٰذا لڑکی کی صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا حرامکاری اور نکاح پر نکاح ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا زنا کاری ہے۔ طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً آپس میں تفریق کریں اور جدا ہو جائیں۔ نکاح خواں اور موجود دوسرے لوگ سخت گنہگار ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح پر نکاح ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور توبہ میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ طرفین میں جدائی کی ممکن کوشش کریں۔ اگر طرفین متارکت نہ کریں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ بائیکاٹ کریں۔ ان کی اعانت کرنے والے قرآن کے صریح حکم ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (الآیۃ) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ان کی اعانت قطعاً حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳/... ۱۳۸۹ھ

﴿ج﴾

اگر پہلا نکاح لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں والد نے کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔ لیکن اگر صغرسنی میں شرعی طریقہ سے نکاح نہیں ہوا صرف دعاء خیر ہوئی ہے اور بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی سے کسی اور شخص سے کر دیا ہے تو یہ نکاح صحیح شمار ہوگا۔ بہرحال اگر پہلا نکاح ایجاب وقبول کے ساتھ شرعی طریقہ سے ہوا تو وہ صحیح ہے۔ لیکن اگر صرف دعاء خیر ہوئی ہے اور پھر نکاح بلوغ کے بعد کسی اور شخص سے کر دیا ہے تو وہ صحیح شمار ہوگا۔ سوال مجمل ہے۔ اس لیے واقعہ کی تحقیق کے بعد اس کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ محرم ۱۳۹۵ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلاریب صحیح ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تقریباً دو سال پہلے دو خاندانوں نے آپس میں رشتہ داری اور میل جول کی بنا پر آپس میں رشتہ ناطے کیے۔ بقول ہمارے ایک خاندان نے اپنی ایک لڑکی جو کہ اس وقت بالغ از روئے شریعت تھی کی شادی دوسرے خاندان کے نوجوان لڑکے سے کر دی اور اس کے بدلے میں دوسرے خاندان کی طرف سے دولہا کی بہن جو کہ ابھی نابالغ تھی کا نکاح اس کے باپ نے چند معززین اور بااثر آدمیوں کے سامنے دلہن مذکورہ کے بھتیجے جو کہ نابالغ تھے سے شرعی نکاح دعاء خیر وغیرہ و تمام عمل شرائط کے ساتھ کر دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لڑکا اور لڑکی دونوں سن بلوغ کو پہنچ گئے۔ اس سے پہلے جو عورت پہلے خاندان نے شادی کر کے دی تھی۔ بوجہ زچگی فوت ہو گئی۔ عورت کا خاوند چونکہ اب رنڈوا ہو گیا تھا۔ اس لیے دوسرے خاندان نے وہی لڑکی جس کا نکاح شرعی شرائط کے مطابق پڑھ کر دیا گیا تھا۔ ایک اور خاندان کو بیاہ دی اور اپنے بیٹے جو کہ پہلے خاندان کی عورت کے مر جانے کی وجہ سے رنڈوا ہو گیا تھا کو اس خاندان سے بیاہ دیا اور اس بات سے صاف مکر گئے کہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا۔

تو کیا خاندان از روئے شریعت کس سلوک کا مستحق ہے۔ لڑکے نے ابھی تک نکاح کے بارے میں کوئی شرعی یا غیر شرعی طلاق نہیں دی ہے۔ اگر لڑکا طلاق نہ دے تو مذکورہ خاندان کے افراد جو کہ شامل مشورہ تھے کے ایمان

کے بارے میں شریعت کا فرمان کیا ہوگا۔

از روئے شریعت لڑکی یا اس کے ورثاء اگر بدلہ لینا چاہیں تو کیا طریقہ کار اختیار کریں۔ مذکورہ خاندان میں سے لڑکی کے والدین مر چکے ہیں اور جو کہ اس کے وقت بھی بیاہا گیا تھا وہ زندہ ہے اور باقی تین بھائی جو شامل مشورہ تھے زندہ ہیں۔ جرمانہ کس پر واجب ہے۔ واضح رہے کہ لڑکے کے باقی دو بھائی اسی خاندان سے بیاہے ہوئے ہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی لڑکی کی صغر سنی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں باپ نے نکاح کر دیا ہے تو نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ بھی حاصل نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۶۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش وفی الشامیۃ ص ۶۶ ج ۳ قولہ ولزم النکاح ای بلا توقف خیار فی تزویج الاب والجد والمولی وکذا الابن اھ۔ نافذ ہے طلاق حاصل کیے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ شامی۔ مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۱۶ ج ۳۔

اس دوسرے شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس لڑکی کو واپس کر دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ ورنہ اس سے مسلمان برادری کے تعلقات ختم کر کے اس کو اس پر مجبور کریں۔ نکاح ثانی میں باوجود علم کے جو لوگ شریک ہوئے ہیں وہ سب گنہگار ہیں اور ان پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ لیکن اس شرکت کی وجہ سے ان کے نکاح فسخ نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

لڑکی نابالغہ کا نکاح باپ کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سائل کے والد نے اپنی لڑکی کا نکاح بچپن میں کر دیا تھا۔ مگر جب لڑکی بالغ ہوئی تو دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا اور اس دوسرے نکاح کے بدلے سائل کا نکاح بھی کیا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائل کا نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟

حافظ محمد شعبان مکتب چاہ جمالی والا ضلع مردان پور

﴿ج﴾

لڑکی اور لڑکا دونوں کسی معتمد عالم دین یا کسی دوسرے معتبر مسلمان کو ثالث تسلیم کرلیں۔ اس کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کریں۔ اگر اس کے گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں لڑکی کو حلف دیا جائے۔ اگر لڑکی نے حلف اٹھالیا تو وہ آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرے۔ لڑکے کا دعویٰ خارج ہوگا اور اگر حلف اٹھانے سے انکار کردے تو لڑکے کا نکاح ثابت ہوگا اور لڑکی کو اس کے حوالہ کردیا جائے۔ ثالث اس طرح فیصلہ کرے گا تو اس کا فیصلہ شرعی فیصلہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صغرسنی میں باپ کا کرایا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے، عمر کی کمی بیشی کا نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمیٰ کرم اللہ ولد بہلک قوم لودھی سکنہ بھوپے ضلع گوجرانوالہ۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی لڑکی رسولاں بی بی کا نکاح ایک شخص محمد حیات ولد نواب قوم لودھی جس کی عمر اس وقت تقریباً پچاس سال تھی۔ کسی دنیاوی طمع میں آکر کیا تھا اور لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً صرف ۶ سال تھی اور نابالغ تھی۔ اب جبکہ لڑکی مذکورہ جوان ہوئی ہے تو اس کے ہاں جانے سے بالکل انکاری ہے اور کہتی ہے کہ اگر مجھے زیادہ مجبور کیا تو میں کسی اور طرف چلی جاؤں گی۔ ساتھ یہ بھی کہتی ہے کہ یہ شخص تو میرے باپ کی عمر سے بھی بہت بڑا ہے اور ضعف جگر کا بیمار بھی ہے۔ تو کیا پتہ؟ کس وقت؟ یہ اس دار فانی سے چلتا ہے اور پھر میں در در کی ٹھوکریں کھاتی پھروں۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس کے متعلق صحیح مسئلہ تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی کی رو سے میرے لیے کیا حکم ہے کہ لڑکی مذکورہ بالا دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور کس طرح سے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوسکتا ہے۔ مہربانی فرما کر مسئلہ تحریر کرتے ہوئے حوالہ حدیث شریف اور قرآن مجید کا ضرور دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کی صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح قطعاً جائز نہیں۔ ولهما خيار الفسخ في غير الاب والجد. الدر المختار ص ۶۹ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

واضح رہے کہ عمر کی کمی بیشی کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچاس سے متجاوز تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چھ برس کی عمر میں نکاح کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یعنی حضرت عائشہؓ کے والد محترم سے بھی حضورؐ بڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی حضرت حفصہ کے نکاح کے لیے صدیق اکبرؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں کو خواہش پیش کی تھی۔ باوجودیکہ صدیق اکبرؓ حضرت حفصہؓ کے والد حضرت عمرؓ سے عمر میں بڑے تھے اور حضرت عثمانؓ ان سے کچھ چھوٹے تھے۔ لیکن دونوں نے اسے قبول نہیں کیا اور پھر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ان سب سے زیادہ تھی۔ کما فی روایات البخاری فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

صغر سنی میں باپ کا کرایا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام حبیب نے اپنی لڑکی شاہین کا عقد نکاح بھری مجلس میں روبرو گواہان محمد عظیم کے لڑکے محمد شریف کے ساتھ ۱۹۶۲ء میں کر دیا تھا۔ جبکہ لڑکی اور لڑکے کی عمریں اس وقت پانچ پانچ سال تھیں۔ ۱۹۶۸ء کے چوتھے اور پانچویں مہینے میں غلام حبیب نے محمد عظیم سے کہا کہ اب لڑکی شاہین جوان ہو چکی ہے۔ اسے لے جائیں۔ محمد عظیم اور غلام حبیب کے دوسرے دوستوں نے غلام حبیب سے کہا کہ تمہاری بیوی ابھی ابھی فوت ہو گئی ہے۔ گھر میں کھانا پکانے والی سوائے تمہاری لڑکی کے کوئی اور نہیں ہے۔ لہٰذا تین چار مہینے ٹھہر جائیں۔ جب تم کھانا پکانے کا بندوبست کر لو تو پھر شاہین کو لے جائیں گے۔ اس احسان اور بھائی بندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۶۸ء کے چھٹے مہینے میں غلام حبیب نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اب دوسری جگہ اپنی لڑکی شاہین کا عقد کرنا چاہتا ہے۔ اب مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا محمد عظیم کے لڑکے محمد شریف کے ساتھ عقد نکاح قائم ہے یا نہیں۔ اگر قائم ہے تو دوسری جگہ غلام حبیب اپنی لڑکی شاہین کا عقد نکاح کرا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کرا سکتا ہے تو اس صورت میں اگر وہ بغیر طلاق لیے نکاح پڑھا دے تو نکاح پڑھنے والے اور پڑھانے والوں اور اس مجلس میں بیٹھنے والوں کے لیے ازروئے شریعت محمدی کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ کے سب اجزاء کو قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں حل فرمایا جائے۔ حوالہ کتاب صفحہ اور عبارات مع ترجمہ نقل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی لڑکے اور لڑکی کی صغرسنی میں دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے ساتھ نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ورنہ ایسے نکاح کی مجلس میں شریک ہونا جائز ہے۔ قال في شرح التنوير وللولي انكاح الصغير والصغيرة ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش (در مختار شرح تنوير الابصار ص ۶۵ ج ۳) وفي الشامية اما انكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه (شامي ص ۱۳۲ ج ۳) فقط والله تعالىٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ رجب ۱۳۹۷ھ

صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

منکہ مسمی حاجی محمد ولد امام بخش ذات بھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں۔ بحالت صحت بدن تندرستی اور ہوش وحواس قائمہ کے میں نے لڑکی مسماۃ اللہ وسائی نابالغہ کا نکاح ہمراہ نور محمد ولد اللہ نواز نابالغ ذات بھٹی سکنہ موضع دائرہ دین پناہ کے ساتھ نکاح شرعاً کر دیا ہے۔ جس وقت دونوں فریقین بالغ ہو جائیں گے۔ سر تسلیم کروں گا۔ کسی قسم کا انکار نہ کروں گا۔ اس لیے لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے۔ ایک آنہ دو آنہ والی ٹکٹ سرے پر چسپاں کی جائے گی۔

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
پیر بخش ولد گوڑا شاہ ذات سید	حاجی محمد ولد امام بخش ذات بھٹی	غلام علی ولد خدا بخش
سکنہ موضع کہاڑی	سکنہ موضع دائرہ دین پناہ غیر مستقل	ذات کھوکھر سکنہ موضع لبہ شرقی

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
کالو ولد احمد ذات کورائی	غلام محمد ولد کرم حسین ذات درکان	اللہ بخش ولد نواز ذات بھٹی
سکنہ موضع لبہ شرقی	سکنہ موضع دائرہ دین پناہ مستقل	سکنہ موضع دائرہ دین پناہ

کاتب الحروف غلام نبی نکاح خواں موضع دائرہ دین پناہ

دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرنا چاہا اور اس لڑکی کی والدہ نے بھی اس دوسرے آدمی کو ترجیح دی۔ حتیٰ کہ اس نے حلفیہ طور پر یونین کونسل والوں کو بیان کیا کہ میں اس کی پہلی عورت ہوں اور میں اس کو دوسری شادی کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔ اب اس آدمی نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ تو کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں اور ناجائز نکاح ہے۔ اس آدمی پر اپنی پہلی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقے سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں اگر باپ نے پہلا نکاح کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ کما فی الشامیۃ ص ۵۱۶ ج ۳ اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ اھ (شامی باب المہر) دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا۔ اس دوسرے شخص پر بھی منکوحہ حرام نہیں ہوئی مگر وہ سخت گناہگار ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ اس نکاح سے علی الاعلان لاتعلقی کا اظہار کرے اور توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم

بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے اور باپ کی اجازت کے بغیر بھی نافذ العمل ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ہمارے گاؤں میں تقریباً تین ماہ سے ایک نکاح کا جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ جس کی نوعیت حسب ذیل ہے۔ ایک لڑکی مسماۃ بی بی دختر [illegible] قوم مہراج ہے جس کی عمر تقریباً بیس سال ہے۔ اس نے اپنی مرضی سے اپنا نکاح والد کی اجازت کے بغیر اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش ولد [illegible] پٹھان قوم مہراج اپنے ماموں کے گھر جا کر اور وکیل نکاح خواں اور نکاح رجسٹرار کے سامنے اپنا نکاح قبول کر لیا اور اسی وقت فارم نکاح پر انگوٹھا لگا دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے والد کے گھر چلی گئی۔ کیونکہ گھر آمنے سامنے ہے۔ اس کے بعد لڑکی کا والد [illegible] ہو گیا اور اس کا جبراً نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا۔ نکاح کے دوران لڑکی نکاح خواں اور اپنے والد وکیل گواہوں وغیرہ کو بتاتی رہی کہ میں پہلے بھی اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش سے نکاح کر چکی ہوں لیکن مخالفت کی بنا پر انہوں نے اس کا جبراً انگوٹھا لگوا لیا۔ تقریباً عرصہ ایک مہینہ والد نے لڑکی کو غائب رکھا۔ لیکن اللہ بخش نے عدالتی کارروائی کر کے [illegible] کی وساطت سے لڑکی کو برآمد کر لیا اور لڑکی نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا کہ فلاں فلاں آدمی نے مجھے مار پیٹ کر جبراً انگوٹھا لگایا ہے۔ لیکن میں نے قبول نہ کیا۔ اب لڑکی اپنے ماموں کے بیٹے اللہ بخش کے ساتھ تقریباً عرصہ دو ماہ سے آباد ہے۔ اب ہمارے گاؤں میں یہ جھگڑا پیدا

دیا ہے کہ لڑکی نے والدین رضامندی کے بغیر نکاح کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اب ہم آپ سے یہ استفسار کرتے ہیں کہ شریعت کے مطابق رضامندی کا نکاح جائز ہے یا نہیں یا والد جبر کر سکتا ہے، وہ جائز ہے؟

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ لڑکی نکاح میں خود مختار ہے۔ اس پر کسی کو بھی ولایت جبر حاصل نہیں۔ پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر بالغہ لڑکی نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہے اور دوسری جگہ کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ بہر حال عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح خود بھی والد کی اجازت کے بغیر بھی شرعاً جائز ہوتا ہے۔ (درمختار ص ۳۲۴ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ محرم ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت کا خود کیا ہوا نکاح نافذ ہے اور دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت نے بعد عدت کے ایک شخص سے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح شرعاً دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھا اور درج کرایا۔ کچھ عرصہ آباد رہی۔ بعد ازیں اس کو اس کے رشتہ دار زبردستی اپنے گھر لے گئے اور اس کو اس نکاح سے نا خوش ہو کر انکاری کرا دیا اور اس کو مجبور کر کے اس کے بیان عدالت میں رجسٹری کرا لیے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے اور ایک شخص میرا نکاح ظاہر کرتا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس کے بعد اس نے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر لیا۔ مسئلہ فتویٰ کی ضرورت ہے کہ اس کا پہلا نکاح صحیح ہے یا دوسرا؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال جب اگر واقعی عاقلہ بالغہ لڑکی نے اپنی رضامندی کے ساتھ شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ اپنے کفو میں پہلی مرتبہ نکاح کر لیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسری جگہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ پھر شرعی طریقہ سے تحقیق کی جائے۔ اگر واقع میں درست ہے تو عورت کو پہلے خاوند کے حوالہ کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے، اس کا کیا ہوا نکاح کوئی رد نہیں کرسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص حشمت نامی کی ایک لڑکی صفیاں بی بی زندہ موجود ہے۔ جبکہ لڑکی کی عمر تقریباً ۱۲/۱۱ سال تھی تو اس کے والد حشمت اللہ نے دیگر جگہ شادی کرلی۔ لڑکی کی پیدائش کے فوراً بعد لڑکی کے ماموں نے پرورش کی اور حشمت اللہ نے لڑکی کو کوئی خرچہ وغیرہ نہیں دیا۔ جبکہ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۸ سال ہے اور ماموں و دیگر رشتہ داران اس کا رشتہ اپنی برادری میں کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی کی مرضی بھی یہی ہے کہ میرا رشتہ میرے ماموں کی مرضی کے مطابق ہو اور حشمت اللہ لڑکی کا والد کہتا ہے کہ جہاں میں نے رشتہ کیا ہے۔ وہاں رشتہ کردیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس میں لڑکی کے والد کی رضامندی لازمی ہے یا نہ؟ جبکہ لڑکی کے والد نے پرورش وغیرہ بھی نہیں کی۔

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خودمختار ہے۔ اُسے کوئی شخص نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کرلیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ قال فی شرح التنویر ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار ص ۵۸ ج ۳)

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال بالغہ لڑکی کی رضامندی کے ساتھ اپنے کفو میں نکاح جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ والد کی رضامندی بھی حاصل کی جائے۔ اگرچہ نکاح اس کے بغیر بھی اپنے کفو میں منعقد ہو جاتا ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ

باپ کا اپنی بالغ لڑکی کا نکاح بغیر اجازت لڑکی کے دوسری جگہ نافذ نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کی تاریخ برادری کے روبرو مقرر کردی اور کچھ معاوضہ بھی لیا اور کسی مجبوری کے تحت اس نے مقررہ تاریخ منسوخ کردی اور اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنے کی کوشش کی۔ جب

جس بات کا علم لڑکی کو ہوا تو وہ اپنی والدہ کے ہمراہ وہاں سے فرار ہو گئی۔ اُسے ڈھونڈنے کے بعد اس شخص نے اپنی اس عاقلہ لڑکی کی رضامندی کے بغیر دوسری جگہ پر نکاح کر دیا۔ مہربانی فرما کر اس بات کی وضاحت کی جائے کہ آیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں باپ کا نکاح بالغ لڑکی کے حق میں بغیر اجازت و منظوری کے صحیح نہیں ہوا۔ لڑکی آزاد ہے۔ حسب منشاء کفو میں نکاح کر سکتی ہے۔ كما هو المذكور في عامة كتب الفقه من قولهم لا تجبر البكر البالغة على النكاح. الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۵۸ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) کیا متوفی عنہا زوجہا کا قبل از عدت (چار ماہ دس دن) نکاح ہو سکتا ہے؟ (۲) کیا عاقلہ بالغہ بیوہ کا نکاح والد زور اور جبر سے کر سکتا ہے؟

﴿ج﴾

(۱) متوفی عنہا زوجہا غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور معتدہ کا نکاح جائز نہیں۔ یعنی منعقد نہیں۔ كما في الشامية مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ۵۱۶ ج ۳ اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه اه.

(۲) عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اس کی رضامندی کے بغیر کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ اس کی اجازت کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ جبر کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر جبراً بھی اجازت حاصل کر لی جائے تو وہ اجازت شرعاً معتبر ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ نے اپنی رضامندی سے روبرو دو گواہوں کے بغیر اجازت ولی (باپ) کے نکاح کر لیا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

«ج»

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اگر عورت نے شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں اپنے کفو کے ساتھ نکاح کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ قال في شرح التنوير ص ٥٨ ج ٣ ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ وايضا في ص ٥٥ ج ٣ وولاية اجبار على الصغيرة (الى ان قال) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي والاصل ان كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه وما لا فلا (الى ان قال) وله اذا كان عصبة الاعتراض في غير الكفؤ مالم تلد منه ويفتى بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان وفي الشرح وهو المختار للفتوى (در مختار ص ٥٧ ج ٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
١٠ رجب ١٣٨٩ھ

لڑکی بالغہ عاقلہ کے انکار پر اس کا نکاح نافذ نہیں ہوا

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد حسین ولد بہادر خان ذات سیال ساکن موضع اولی تحصیل میلسی ضلع ملتان نے برادری میں چند وجوہات کے باعث عدم رشتہ اپنی دختر مسماۃ امیر مائی دختر محمد حسین ساکن مذکور کا عقد نکاح برادری سے باہر ایک شخص مسمی ... ولد سلطان ذات سہو ساکن موضع چک نمبر ٣ تحصیل خانیوال ضلع ملتان سے بلا رضامندی دختر خود مسماۃ امیر مائی کر دیا ہے۔ حالانکہ لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا۔

کیا جبکہ لڑکی بالغ ہو تو اصول کے مطابق اسے اپنے نکاح کا منظور کرنا ضروری ہو مگر والد بلا رضامندی وایجاب کے لڑکی کا نکاح کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟ فقط

(١ اکتوبر ١٩٦٩ء)

﴿ج﴾

عاقلہ بالغہ عورت اپنے نکاح میں خود مختار ہے۔ اسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کی اجازت کے بغیر اس کی طرف سے کسی شخص نے نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح درست نہیں۔ غرضیکہ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

بنا بریں صورت مسئولہ میں جس وقت اس کے باپ نے اس سے اذن طلب کیا یا نکاح ہو جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے انکار کر دیا تو یہ نکاح جائز نہیں ہوا اور اگر بوقت طلب اذن یا بلوغ خبر ساکت ہوگئی تو نکاح ہو گیا اور پھر بعد نکاح کے انکار کا اعتبار نہیں۔ جبکہ استیذان ولی یا بلوغ خبر کے وقت سکوت کیا ہو۔ کما فی **الهداية** (مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ١٦١ ج ٣) ولا يجوز للولي اجبار البكر البالغة على النكاح ... واذا استاذنها (الولي) فسكتت او ضحكت فهو اذن الخ (الى ان قال) ولو زوجها فبلغها الخبر فسكتت فهو على ما ذكرنا. ص ١٦٧ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۸۸ھ

باپ کے بالغہ لڑکی کا نکاح کرنے پر لڑکی خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ نے اپنی ولایت سے اپنی بالغہ کنواری لڑکی کا اس کے وکیل بنائے جانے کے بغیر روبروئے گواہان کے نکاح کر دیا اور بعد از نکاح چند دفعہ منکوحہ سے اس نکاح کے متعلق رضا یا عدم رضا کا سوال کیا گیا تو لڑکی نے جواب دیا کہ میرے باپ نے جو کچھ کر دیا ہے۔ میں اس سے کس طرح منحرف ہو سکتی ہوں۔ کیا یہ نکاح شرعاً صحیح نافذ ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعی اصول یہ ہے کہ اگر باپ نے اپنی لڑکی عاقلہ بالغہ کا بغیر اس کو وکیل بنانے کے نکاح کر دیا اور جب اس منکوحہ کو اس نکاح کے متعلق خبر پہنچے اور وہ خاموش رہے تو شرعاً نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کما فی فتاوی

عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۸۷ ج ۱ واذا قال لها الولي اريد ان ازوجك من فلان بالف فسكتت ثم زوجها فقالت لا ارضى او زوجها ثم بلغها الخبر فسكتت فالسكوت منها رضى في الوجهين جميعا ۱۲. صورت مسئولہ میں یہ شکل موجود ہے۔ اس لیے شرعاً نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر اللہ عنہ مفتی بہاولپور
الجواب صحیح محمد عبدالحکیم عفی عنہ جامع اسلامیہ بہاولپور
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغ عورت اپنے نفس کی مالک ہے اور نکاح میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسلک حنفی ما تولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں صورت کہ مسماۃ ہندہ مسلکاً اہل حدیث (غیر مقلد) کی عمر ۱۲۰ / ۱۰۰ سال سے زیادہ ہے۔ اس کا ایک بیٹا عمر ۲۲ / ۲۰ سال اور دو بھائی عمر تقریباً ۵۰ / ۵۵ سال ہیں۔ بقید حیات ہیں۔ ہندہ کا والد بھی اہل حدیث مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا بیٹا مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ ہندہ کا پہلا خاوند بکر مسلک حنفی سے تعلق رکھتا تھا۔ بکر اور مسماۃ ہندہ کی منگنی (رشتہ داری) ایک تھی۔ بکر کی وفات کے بعد مسماۃ ہندہ کم و بیش ۱۰ / ۱۲ سال تک بیوہ بیٹھی رہی۔ بعد ازاں ہندہ نے اپنے ایک دیور کی زیر نگرانی دو معززین کی موجودگی میں اپنے ایک رشتہ دار خالد سے نکاح کر لیا۔ ہندہ کا بیٹا اور دونوں بھائی اس نکاح میں نہ تو موجود تھے اور نہ ہی اس نکاح کے کرنے پر رضامند تھے۔ تو ہندہ رضامند تھی۔ ہندہ کے دیور نے نکاح خواں کے فرائض انجام دیئے اور دو معززین کو گواہ بنائے گئے۔ وکیل کوئی نہیں بنایا گیا۔ بوقت نکاح طرفین کی جانب سے صرف ایجاب و قبول کیا گیا اور نہ ہی بر موقع نکاح حق مہر کیا گیا اور نہ ہی خطبہ مسنونہ نکاح پڑھا گیا۔ ہندہ نے خالد سے جو نکاح کیا ہے۔ خالد مسلک حنفی رکھتا ہے۔ اس کے بعد ہندہ کے بیٹے نے اپنی والدہ اور اپنے دونوں ماموں سے بات چیت کر کے ہندہ کو خالد کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہندہ کے لڑکے اور دونوں بھائی کہتے ہیں کہ جب تک وارث موجود ہوں نکاح منعقد نہیں ہو سکتا۔ نہ بیٹا نکاح کرنے پر رضامند ہے اور نہ دونوں بھائی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ہندہ نے خالد سے جو نکاح بغیر رضامندی لڑکے اور بھائیوں اپنے ہی گھر میں کیا ہے اور نہ ہی بوقت نکاح حق مہر مقرر کیا گیا ہے اور نہ ہی خطبہ نکاح پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں کیا یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟ حوالہ کے طور پر قرآن و

عاقلہ بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ مسماۃ ستاں بی بی کی شادی خانہ آبادی مسمّی غلام محمد کے ساتھ ہوئی۔ برادری کے تنازعات کی بناء پر مذکور غلام محمد ہر وقت تنگ کرتا رہتا۔ مسماۃ ستاں بی بی نے عرصہ پانچ چھ سال بڑی مشکل سے اپنے گھر میں گزارے۔ اسی دوران کئی دفعہ مسماۃ ستاں بی بی کو میکے بھیجا گیا۔ مسمّی غلام محمد نے دوسری شادی کا پروگرام بنایا اور اپنی بیوی کو اور زیادہ تنگ کرنے لگا۔ اسی دوران مسماۃ ستاں بی بی کے پاس دو بچے ہوئے۔ یعنی ایک بچی اور ایک بچہ۔ لڑکا ایک سال کا بچہ ہو کر قضاء الٰہی فوت ہو گیا اور بچی زندہ ہے۔ یہ دونوں بچے مسماۃ ستاں بی بی نے اپنے میکے میں جنم دیے۔

جب بچی عرصہ دو ڈھائی سال کی ہوئی۔ مسمّی غلام محمد نے اپنی بیوی مذکورہ کو طلاق دے دی اور بچی کو چھیننا چاہا۔ ایک دو دفعہ اصرار کرنے کے مسمّی غلام محمد نے دوبارہ بچی کو چھیننا چاہی۔ لیکن مسماۃ ستاں بی بی نے کہا کہ کچھ عرصہ لڑکی میرے پاس رہنے دے، کیونکہ آپ کے گھر میں میری لڑکی کا رہنا ٹھیک نہیں۔ آپ کے گھر اس کی سوتیلی ماں ہے۔ لیکن غلام محمد نے ایک دفعہ زبردستی لڑکی کو چھین لیا۔ اس وقت ایوب خان کا دور حکومت تھا۔ اس قانون کے تحت ۱۲ سال تک بچی کی ماں کا حق تھی۔ مسماۃ ستاں بی بی نے درخواست عدالت میں پیش کی۔ جس کے تحت تاریخ آتے رہے۔ لیکن مسمّی غلام محمد چھپ جاتا تھا۔ اس وقت زمینداروں نے کہا کہ غلام محمد عدالت میں پیش ہو، اور لڑکی بچی کی ماں کو دے۔ مسمّی غلام محمد پیش نہ ہوا اور لڑکی واپس کر دی۔ اس درخواست پر مسماۃ ستاں بی بی کا کافی خرچہ ہوا ہے۔

مسماۃ ستاں بی بی نے اپنی لڑکی کی خاطر دوسری شادی نہ کی۔ کیونکہ یہ سوچتی رہی کہ میری لڑکی آوارہ ہو جائے گی۔ اس نے محنت مزدوری کر کے اپنی لڑکی کی تربیت کی۔ اب لڑکی جوان ہو چکی ہے۔ اندازے کے مطابق بلحاظ لڑکی کی عمر ۱۵ یا ۱۶ سال ہوگی اور شادی کرنے کے لائق ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک مسمّی غلام محمد نے کوئی خرچہ وغیرہ نہیں دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ مسمّی غلام محمد کہتا ہے کہ لڑکی کا حق میرا ہے اور میں جہاں چاہوں شادی کر سکتا ہوں۔ ستاں کا کوئی حق نہیں ہے۔ بیان کریں کہ ستاں بی بی کا کوئی حق بنتا ہے یا کہ نہیں اور لڑکی اپنی خوشی سے جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ یہ بھی بتائیں کہ مسمّی غلام محمد مسماۃ ستاں بی بی کو اپنی لڑکی کی تربیت کا خرچہ بھی دے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

جب یہ نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہوا اور عورت نے ایجاب اور مرد نے قبول کیا تو یہ نکاح درست ہو گیا۔ کیونکہ بالغہ لڑکی جب اپنا نکاح کفو میں کرے تو وہ درست ہو جاتا ہے۔ بالغہ کے نکاح کے لیے ولی کی ضرورت نہیں ہوتی لہٰذا ان کے والدین نے جو نکاح پڑھایا۔ وہ نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ نکاح پر نکاح ہے۔ اگر حاضرین نکاح کو پہلے نکاح کا علم تھا اور پھر دوسرے نکاح میں شریک ہوئے تو گنہگار ہیں۔ لہٰذا ان کو توبہ کرنی چاہیے۔ اگر لاعلمی میں شرکت کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ درمختار مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۵ ج ۳ میں ہے۔ الولی شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسعود علی مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بالغہ عورت پر نکاح میں جبر کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی بڈھا نے اپنی لڑکی مسماۃ منظوراں جس کی عمر تقریباً ۳۰ سال تھی اور بیوہ عرصہ ۳ سال کی تھی۔ اس کا نکاح کرنے کے لیے مسمی اللہ بخش ولد راجھا قوم بھٹی سے کرنے کا وعدہ تاریخ مقرر کر دی۔ بروز عقد نکاح بوقت صبح نمبردار موضع و دیگر اشخاص نے اس لڑکی کے والد کو سمجھایا اور ورغلایا اور کہا کہ اس نکاح سے باز آ جا۔ بازار بھی اور رو کئے پر بہت زور لگایا۔ بلکہ کچھ لالچ بھی دیا گیا اور دھمکایا گیا۔ اس کے ورغلانے پر قابو میں آ گیا۔ اس کے کہنے پر محمد رمضان ولد غلام رسول سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنے پر رضامند ہو گیا۔ جب نکاح کا اندراج ہونے لگا تو لڑکی نے سراسر انکار کیا۔ بلکہ سر میدان لڑکی باہر آ گئی۔ کہتی تھی کہ میں بالکل نکاح منظور نہ کروں گی۔ اگر جبر کیا تو میں بالکل آباد نہیں ہوں گی تو جبراً ایک شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ کر انگوٹھا لگایا۔ وہ فریاد کرتی رہی کہ میں بالکل آباد نہیں ہوں گی۔ مجمع عام میں آ کر شور مچایا اور انکار کر کے کہا کہ میں محمد رمضان سے عقد نکاح کرنے پر ہرگز تیار نہیں ہوں۔ مگر اس کے بعد اور دیگر شخصوں نے اس کا انگوٹھا لگا لیا۔ عورت بار بار کہتی تھی کہ مجھے منظور نہیں ہے۔ اس کے گھر جانے اور آباد ہونے پر ہرگز تیار نہیں ہے۔ اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ بغیر ایجاب و قبول نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

بالغہ عورت نکاح میں خود مختار ہے، باپ کا کرایا ہوا نکاح نافذ العمل نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرے خاوند کو وفات پائے عرصہ چار سال کا گزر چکا ہے۔ میں اور میرے سابقہ خاوند سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھے اور میں آج تک اپنے خاوند کے گھر خاوند کے ترکہ سے آباد رہی اور اب میں بعض وجوہات کی بنا پر اپنے باپ کے گھر گئی ہوئی تھی کہ اچانک مورخہ [illegible] کو میں نے یہ بات سنی کہ میرا باپ ایک آدمی سے میرا نکاح کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے باپ کی اس ناروا حرکت کو ناپسند اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے فوراً اپنے گھر آ گئی۔ اس لیے کہ جب میں خود صاحب اختیار تھی تو مجھ سے پوچھنا چاہیے تھا مجھ سے پوچھنا اور اجازت لینا تو درکنار تذکرہ تک بھی نہیں کیا گیا۔ چنانچہ میں اپنے گھر آنے کے بعد یہ سنتی رہی کہ میرے باپ نے اپنے کچھ اغراض کے ساتھ دوسرے چک سے نکاح خوان وہاں بلا کر مجھ سے خفیہ طور پر محض اس لیے نکاح کر دیا کہ بعد میں ورغلا کر اور یہ کہہ کر کہ تیرا نکاح ہو چکا ہے۔ اس آدمی کے گھر بھیج دیا جائے گا۔ تو ایسی صورت میں جیسا کہ سننے میں آیا ہے کہ میرا نکاح اس مرد سے ہو گیا اور کیا شریعت ایسے برائے نام نکاح کو نکاح سمجھتی ہے یا کہ نہیں؟

سائلہ منیر بی بی بیوہ رحمت علی چشتی موضع کنارہ پیرہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال مسماۃ مذکورہ کا نکاح اگرچہ اس کے باپ نے کرایا ہو منعقد نہیں ہوا۔ اس لیے کہ مسماۃ مذکورہ سے اس نکاح کے متعلق اجازت حاصل کرنا تو ایک طرف ذکر تک نہیں کیا گیا اور اس نے ایسا سنتے ہی باپ سے ترک تعلق کا اقدام اور فیصلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الایم احق بنفسها من وليها کہ بیوہ اپنے نکاح کی ولی سے زیادہ حقدار ہے اور دوسرے مقام پر یہ ارشاد فرمایا: لا تنكح الايم حتى تستأذن (ابو داؤد) کہ جب تک بیوہ سے اجازت حاصل نہ کی جائے۔ اس کا نکاح نہ کیا جائے۔ ان احادیث اور اس کے سوا دیگر احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ولی کو بیوہ کو مجبور کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں اور نہ ہی بلا اجازت بیوہ اس کا نکاح کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایسا نکاح منعقد ہوتا ہے۔ تو جس مرد سے مذکورہ کے والد نے اس کی اجازت کے بغیر اور علم کے بغیر نکاح کیا ہے۔ (جیسا کہ درج سوال ہے۔ وہ مسماۃ مذکورہ کا خاوند نہیں بن گیا ہے)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ مفتی مدرسہ تعلیم الاسلام مظفر گڑھ
۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

نامہ صلح نامہ منظور کر لیا تو مسمی امیر خان نے اپنے لڑکے محمد نواز خان کو گاویز خاتون کے واپس لینے کے لیے رشتہ داروں کے پاس بھیج دیا تو رشتہ داروں نے بجائے واپس کرنے کے انکار کر دیا اور واپس موڑ دیا تو محمد نواز خان نے واپس آ کر والد صاحب کو حالات سے آگاہ کیا تو والد نے ناراض ہو کر اپنے لڑکے محمد نواز خان کو دوبارہ بھیج دیا کہ ان کو کہو کہ ہمارے اور محمد شفیع خان کے درمیان راضی نامہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا تم ہماری امانت واپس کر دو۔ تو ان رشتہ داروں نے محمد نواز کو کہا کہ اگر اس گاویز خاتون کو لے جانا ہے تو پھر پہلے اپنی ہمشیرہ جلال خاتون اور صلیح خاتون اور اپنی دختر نصیرہ خاتون کی طلاقیں لیں اور گاویز کے ہمراہ ان تینوں کو اپنے گھر لے جائیں۔ اگر محمد شفیع خان کو تم واپس دینا چاہتے ہو تو صورت ہمارے مہربان خان ولد عزت خان کو تو نکاح کر دے تو محمد نواز خان کو بہ مجبوری بلکہ کر ہمشیرہ کے نکاح میں شامل کیا اور لڑکی کے پاس گئے اور کہا کہ تیرا نکاح مہربان خان ولد عزت خان کے ساتھ ہم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تو اپنے نکاح کی مسمی مہربان خان کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دے دے۔ لیکن لڑکی نے اس سے صاف انکار کر دیا اور زبان سے کہتی رہی کہ میرا نکاح محمد شفیع خان کے ساتھ ہے۔ تو ان رشتہ داروں نے لڑکی پر جبر و اکراہ کیا کہ تو محمد شفیع خان کے نکاح سے انکار کر اور مہربان کے نکاح کی اجازت دے لیکن لڑکی کا محمد شفیع خان کے نکاح کا اقرار اور مہربان خان کے نکاح کے انکار کا اصرار رہا اور اسی زبانی انکار کی حالت میں لڑکی کا ہاتھ جبراً پکڑ کے ایک کتاب پر نشان انگوٹھا لگوا لیا اور نکاح پڑھا۔ لیکن لڑکی زبانی برابر انکار کرتی رہی اور آخر تک رہی۔ نیز گاویز خاتون کی ہمشیرہ گل خاتون نے مہربان خان کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ دیا تو گاویز خاتون نے ہمشیرہ کو بھی کہا کہ تم نے میرا نکاح اگر مسمی مہربان کے ساتھ کیا تو میرا اس سے بالکل صاف انکار ہے۔ اگر آپ نے کیا بھی تو میں اپنی مرضی کا کام کروں گی یعنی بھاگ جاؤں گی۔ بہر حال چند دن کے بعد مسماۃ گاویز خاتون مسمی محمد شفیع خان کے پاس پہنچ گئی اور اس وقت تک محمد شفیع خان کے پاس آباد ہے۔

امام مسجد کے بیان مندرجہ ذیل ہیں۔ مولوی صالح محمد امام مسجد بستی ... ضلع میانوالی۔

(۱) بندہ نے مسماۃ گاویز خاتون کے والد امیر خان سے تفصیلی حالات اول سے لے کر آخر تک پوچھے تو اس نے کہا کہ پہلے میرے ساتھ دھوکہ کر کے محمد شفیع خان بھانجے نے کیا۔ پھر دوبارہ ان رشتہ داروں نے کیا۔ لیکن لڑکی کے نکاح کا وعدہ چونکہ پہلے سے ہی محمد شفیع خان کے بھانجے کے ساتھ کیا تھا۔ لہٰذا اب لڑکی اب محمد شفیع خان کو دی ہے۔ ان رشتہ داروں سے بالکل میرا صاف انکار ہے۔

(۲) نیز بندہ نے گاویز خاتون کے بھائی محمد نواز خان سے حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ لڑکی نے میرے سامنے مہربان ولد عزت خان کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت بالکل نہیں دی۔

میں سے کسی علامت کا ثبوت ہو جائے یا دو معتبر گواہوں سے چند روز اس سے زیادہ کی عمر ثابت ہو جائے یا لڑکی اقرار بلوغ کرے تو وہ لڑکی شرعاً بالغ شمار ہوگی اور اس کی اجازت سے کیا ہوا نکاح صحیح شمار ہوگا۔ اور اگر بلوغ کا ثبوت نہ ہو اور لڑکی بھی اقرار نہیں کرتی تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ نابالغوں کی موجودگی میں ولایت حاصل نہیں اور چچوں نے اس نکاح کو رد کر دیا ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

اگر لڑکی سے اجازت لی ہو تو نکاح صحیح ہے اگرچہ جبر کی گئی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ کا نکاح زید سے ہوا۔ سابقہ مولوی صاحب ہندہ زید سے قبول کرایا۔ جب ہندہ کے پاس آئے تو اس نے انکار کر دیا۔ جب ہندہ کو زد وکوب کیا بعد میں اس نے قبول کر لیا۔ بعد میں خاوند زید سے دوبارہ ایجاب وقبول کرایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہو گیا اور اگر زید سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے اس کی صورت کیا ہے۔ بینوا توجروا

تنقیح۔

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ عورت نے ابتداء میں رمضان کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر زدوکوب کے بعد بیوی نے نکاح کو منظور کر لیا۔ چنانچہ عورت کی طرف سے اس کے بھائی نے رمضان کے ساتھ ایجاب وقبول کرایا۔ یہ ایجاب وقبول باقاعدہ شرعی طریقہ سے کیا گیا۔ پہلی دفعہ انکار کرنے پھر مارنے کے بعد اجازت دینے سے نکاح منعقد ہوا ہے یا نہ؟ نیز اسی نکاح سے تقریباً چھ ماہ سے گھر رہ رہی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی عورت سے اجازت حاصل کی گئی ہے اگرچہ جبر کی ہو اور اجازت کے بعد باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا گیا اور عورت نے ایجاب و قبول کے بعد کوئی انکار نہیں کیا بلکہ اسی نکاح کی وجہ سے تقریباً چھ ماہ اکٹھے میاں بیوی کی زندگی گزارتے رہے تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ اگر خاوند طلاق دینے پر رضامند نہیں تو خلع کرنا بھی جائز ہے۔ یعنی اگر عورت مہر دے تو اس سے رقم لے کر طلاق دینا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ محرم ۱۳۹۳ھ

بالغہ عاقلہ پر جبر نہ کیا جائے

﴿ سوال ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک بالغہ عورت نے جب محسوس کیا کہ اس کا نکاح مثلاً زید کے ساتھ باندھا جانے والا ہے تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے رشتہ داروں کے ہاں احتجاجاً چلی گئی۔ لڑکی کا والد مثلاً عمرو وہاں سے اپنے گھر لے آیا وہ پھر احتجاجاً چلی گئی۔ لڑکی کا والد پھر لڑکی کو واپس گھر لا کر لڑکی کو اس پر مجبور کرتا تھا کہ میں جو کچھ کہوں تو اس میں کچھ نہ کہے گی اور اگر کچھ کہے گی تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ ایک موٹی لاٹھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ مگر لڑکی کو اس پر مجبور نہ کر سکا کہ وہ اس کو اختیار دے دے۔ جب اس طریقے سے والد نا کامیاب ہوا تو باہر سے تین آدمی لایا جن میں سے ایک پیش امام تھا۔ جس نے بعد میں نکاح پڑھا اور دو بطور گواہ بنائے گئے۔ اگرچہ گواہ اور پیش امام بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ بیان دیتے ہیں کہ ہماری موجودگی میں والد لڑکی کو بیٹھنے کے لیے مجبور کر رہا تھا مگر وہ نہیں بیٹھی اور اس کی آنکھوں سے صرف آنسو بہہ رہے تھے۔ پیش امام صاحب کا بیان ہے کہ میں نے لڑکی کو تعلیم دی کہ صرف خاموش رہو لیکن لڑکی خاموش نہ ہوئی اور بدستور روتی رہی لڑکی کا والد غصہ میں آ کر مجھ سے پوچھنے لگا کہ میں اپنی لڑکی کی وکالت کر سکتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کا والد مجھے بازو سے پکڑ کر باہر لے گیا اور کہا کہ مجھے اختیار حاصل ہے کہ لڑکی کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان دونوں گواہوں کا بھی بیان ہے اور لڑکی کا بھی بیان ہے کہ میں نے والد کی بات نہیں مانی۔ میں نے بار بار ناراضگی ظاہر کی اور انکار کرتی رہی اور اس وقت والد صرف خاموش رہنے کو کہہ رہا تھا۔ میں نے ڈر کے مارے خاموشی اختیار کی اور بدستور زور زور سے روتی رہی۔ لڑکی کا والد بھی اقرار کرتا ہے کہ واقعی میں نے سخت ظلم کیا ہے۔ لڑکی کو جب نکاح کا علم ہوا تو کسی عالم کے پاس چلی گئی اور اس کو واقعات بیان کر کے ناراضگی کا اظہار کیا جس پر اس کو عالم کی طرف سے تسلی دی گئی کہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا مخصوص صاحب بالا عورت کو بذریعہ رجسٹری اطلاع دے چکی کہ جبراً میرا نکاح پڑھایا گیا ہے۔ میں خود حاضر خدمت ہو نہیں سکتی قید و بند میں رکھنے کی وجہ سے معذور ہوں۔

﴿ ج ﴾

جس نکاح سے متعلق پوچھا گیا ہے۔ یہ نکاح صحیح نہیں۔ مندرجہ ذیل عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح بالکل معدوم ہے۔ فی الدر المختار ص ۳۰۳ ج ۲ ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية

بعد البلوغ فإن استأذنها هو أي الولي وهو السنة أو وكيله أو رسوله أو زوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة أو ضحكت غير مستهزئة أو تبسمت أو بكت بلا صوت فلو بصوت لم يكن إذنا ولا ردا حتى لو رضيت بعده انعقد

اس کی تشریح میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ كيف والبكاء بالصوت قرينة على الرد وعدم الرضا وعن هذا قال في الفتح بعد حكاية الروايتين والمعول اعتبار قرائن الأحوال في البكاء والضحك الخ شامی ص ۴۰۵ ج ۲ [illegible] ان عبارات سے بخوبی معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جس نکاح کے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ قطعاً نکاح نہیں ہے کیونکہ یہ تو خود شاہد ہوتی ہے اور اصل میں قرائن کا اعتبار ہوتا ہے۔ كما قال الشامي اور اس پر تمام فقہائے احناف کا اتفاق ہے کہ اس قسم کا نکاح صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

بالغ لڑکی خود ایجاب وقبول کر سکتی ہے لیکن رشتہ دار کا ہونا افضل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا جو نومسلم ہے۔ ویسے وہ پیدائشی مسلمان ہے مگر اس کے باپ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ایک لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جس کا باپ سید اور ماں پٹھان ہے۔ کیا نکاح ہو سکتا ہے۔

اگر نکاح ہو سکتا ہے تو اگر اس کا باپ نکاح میں شریک نہ ہو تو کیا اس لڑکی کی والدہ اپنے خاوند سے طلاق حاصل کر چکی ہے۔ جبکہ یہ لڑکی صرف چند ماہ کی تھی اور لڑکی کے دادا نے لڑکی کی [illegible] مہر کے مقابل یہ لڑکی دی تھی کہ جہاں چاہے اس کی ماں اس کا بیاہ کر سکتی ہے۔ کیا پھر والد کی غیر موجودگی میں نکاح ہو سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ بھی نکاح میں شریک نہ ہو تو کیا لڑکی کی مرضی سے دو گواہوں کے روبرو نکاح ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لڑکی کے خاندان والے سید لڑکی کے باپ کے رشتہ دار اور اولیاء غیر سید کے ساتھ نکاح ہونے پر معترض نہ ہوں تو وہ ان سید رشتہ دار عورت کے غیر سید شخص سے نکاح ہونے میں عار نہ سمجھیں تو نکاح صحیح و معتبر ہوگا اور بالغ لڑکی دو گواہوں کے روبرو ایجاب وقبول کر کے نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن

میں نے اپنی لڑکی فلاں لڑکے کو دی، مجلس کا اعتبار ہے، اگر مجلس نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو بچے تھے دونوں کی طرف سے ایجاب و قبول ان کے سرپرستوں نے حضوری میں کیا یعنی لڑکی کے والد نے تین دفعہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی فلاں کے لڑکے کو دے دی ہے اور لڑکے کی طرف سے اس کے چچا اور بھائی نے تین دفعہ کہا کہ میں نے قبول کیا۔ بعد ازیں بصورت منگنی رسم کی وجہ سے شیرینی تقسیم کی گئی اور فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔ ایجاب و قبول کی گفت و شنید تین گواہان کے سامنے ہوئی۔ وہ دو گواہان اب بھی گواہی دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اب لڑکی کے باپ نے ان پڑھ ہونے کی وجہ سے اس ایجاب و قبول کو منگنی سمجھ کر ایجاب و قبول سے منکر ہو کر اپنی لڑکی کو دوسری جگہ دینا چاہتا ہے۔ دیگر یہ بھی بات قابل غور ہے کہ دو تین گواہان بطریق سنت و مستحب خطبہ وغیرہ نہیں پڑھا گیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح پر لڑکی کے نکاح سے انکار کرنا اور لڑکی کا انکار شرعاً صحیح ہے یا نہ؟ اس صورت میں ان حالات کے ماتحت مذکور لڑکی اور لڑکے کے درمیان شرعاً نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟ یا اس گفتگو کو منگنی قرار دیا جائے۔ بینوا توجروا

(ج)

میں نے اپنی لڑکی فلاں لڑکے کو دے دی اور لڑکے کے چچا و بھائی کی طرف سے یہ کہنا کہ میں نے قبول کیا۔ دو باتوں کا محتمل ہے نکاح کا احتمال بھی ہے اور منگنی کا بھی۔ اس طرح الفاظ کہے جاتے ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں مجلس میں یہ گفتگو ہے اور کن امور کے مابین ہوئی ہے۔ اگر یہ مجلس نکاح کے لیے منعقد کی گئی تھی دونوں جانب والوں کی مجلس میں لڑکے اور لڑکی کے مابین نکاح کرنا چاہتے تھے اور یہ گفتگو ہوئی تو اس کہنے سے نکاح منعقد ہو گیا۔ اب اس کے بعد لڑکی اور اس کے والد کا انکار کرنا شرعاً جائز اور صحیح نہیں ہے۔ لڑکی کے والد کا فرض ہے کہ اپنی لڑکی اس کے خاوند کے حوالے کر دے اور لڑکی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ آباد ہو۔ خطبہ پڑھا جانا وغیرہ نکاح میں باعث برکت و ثواب ہیں۔ نکاح اس پر شرعاً موقوف نہیں۔ جبکہ ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے مجلس میں ہو گئے ہیں۔ البتہ اگر یہ مجلس نکاح منعقد نہ تھی بلکہ یہ گفتگو دونوں کے رشتہ داروں کے مابین منگنی کے لیے ہوئی تو اگرچہ الفاظ ایجاب و قبول صورۃ پائے جاتے ہیں۔ شرعاً یہ ایجاب و قبول نہیں اور نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ بلکہ شرعاً یہ گفتگو منگنی متصور ہوگی۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے کہ مجلس کس قسم کی تھی کسی عالم دین کو حکم بنا دیں۔

فیصلہ کر دے گا۔ کما فی الدر المختار ص ۱ ج ۳ والثانی المضارع المبدؤ بهمزة او نون او تاء کتزوجینی نفسک اذا لم ینو الاستقبال وکذا انا متزوجک او جئتک خاطبا لعدم جریان المساومة فی النکاح او هل اعطیتنیها ان المجلس للنکاح وان للوعد فوعد الخ وفی شرحه عقدا ان المجلس للنکاح ای لانشاء عقده لانه یفهم منه التحقیق فی الحال فاذا قال الآخر اعطیتکها او فعلت لزم ولیس لاول ان لا یقبل الخ ص ۱۴ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

”میں نے اپنی بچی تیرے بیٹے کو دے دی، اس نے کہا۔ میں نے بیٹے کے لیے قبول کر لی“

ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی غلام حسین کہتا ہے کہ میں اور ملک غلام حسن اور مولی داد غلام حسن اور نواب ولد حسن ملک مرزا ولد ملک محمد حیات کے گھر جا کر بیٹھے۔ تو میرے بھائی غلام حسن نے ملک مرزا سے کہا۔ اگر تم نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دینا ہے تو کر دے اور نکاح کر لے تو ملک مرزا نے جواب دیا کہ میں نے اپنی لڑکی فاطمہ غلام حسین کے بیٹے غلام محمد کو دے دی ہے۔ تو غلام حسین والد غلام محمد نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے غلام محمد کے لیے قبول کر لی ہے۔ ملک مرزا نے یہ الفاظ دو مرتبہ کہے ہیں اور غلام حسین والد غلام محمد نے دو مرتبہ قبول کیا ہے۔ سننے میں غلام حسن برادر غلام حسین نے یہ کہ غلام حسین بھائی کی لڑکی تیرے بیٹے محمد صدیق کو دے دی ہے۔ اس وقت ملک غلام حسین بھی موجود تھا۔ تو ملک مرزا نے اپنے بیٹے کے لیے قبول کر لی ہے۔ پھر دعا کی گئی۔ آیا ان الفاظ سے نکاح کا شرعی ثبوت ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

مجلس نکاح میں ان الفاظ کے ساتھ کہ
"میں نے اپنی بیٹی فلاں کے بیٹے کو دے دی ہے" سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے ماموں شیخ محمد یوسف صاحب نے اپنے والد صاحب شیخ حاجی صدر الدین صاحب جو کہ اب فوت ہو چکے ہیں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تنویر بی بی عرف تنی کا رشتہ اپنے بھانجے شیخ منیر احمد صاحب کو دے دیا ہے۔ یہ مجلس نکاح کے لیے تھی۔ اس وقت لڑکی اور لڑکا بالغ تھے تو لڑکے کی طرف سے اس وقت اس کی والدہ مرحومہ رحیم نے قبول کیا۔

﴿ ج ﴾

بر تقدیر صحت واقعہ ان کلمات سے عقد نکاح ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

"تم اپنی لڑکی میرے لڑکے کو دیدو" کے الفاظ سے نکاح نہیں ہوتا

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمرو دونوں ایک مجلس میں باہم اپنے لڑکا لڑکی کے رشتہ کی بات چیت کرتے ہیں۔ یعنی زید کی لڑکی ہے اور عمرو کا لڑکا ہے۔ دونوں سرسری طور پر بات کرتے ہوئے لڑکے والے نے لڑکی والے سے کہا کہ تم اپنی لڑکی میرے لڑکے کو دیدو۔ لڑکی والے نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کی منگنی تمہارے لڑکے سے کرتا ہوں۔ جب میری لڑکی جوان یعنی بالغ ہو جائے گی تو نکاح دیدوں گا۔ آیا شریعت محمدی کے اعتبار سے اس گفتگو کرنے سے نکاح ہوا ہے یا نہیں؟

﴿ ج ﴾

صورت مسئولہ میں یہ وعدہ نکاح ہے۔ شرعی نکاح نہیں۔ محض ان الفاظ کی وجہ سے جو سوال میں درج ہیں۔ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

اور لکھ دیتا ہوں کہ مسماۃ صغراں بی بی دختر خان محمد مذکور عمر سات سال کی مسمی محمد مقصود پسر اللہ دتہ ولد میاں اللہ بخش قوم بھٹی ساکن چک نمبر ۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان کو دیدی ہے۔ جس وقت بالغ ہوئی بغیر کسی حیل وحجت کے مسمی محمد مقصود کو نکاح کر دوں گا۔ کسی قسم کا عذر نہیں کروں گا۔ میں نے یہ لڑکی مسماۃ سکینہ بی بی دختر نبی بخش بھٹی کے بدلہ میں دی ہے۔ اگر لڑکی کے دینے میں کسی قسم کا عذر کروں گا تو مبلغ پانچ ہزار روپیہ ادا کروں گا اور اس کا خرچہ وغیرہ بذمہ خود ہوگا۔ مورخہ ۲۵/۱۰/۱۲ العبد خان محمد مذکور

گواہ شد   گواہ شد

نواب ولد غلام حیدر قوم بھٹی چک نمبر ۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان   غلام ولد ہاشم قوم ماچھی ساکن چک نمبر ۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

گواہ شد

بہاول خان ولد رہان خان قوم سیال براج چک نمبر ۲ تحصیل خانیوال ضلع ملتان

﴿الجواب﴾

مسماۃ صغراں بی بی مسمی مقصود کو دیدی ہے۔ یہ الفاظ ھبہ ہیں اور ھبہ کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ نیت اور قرینہ نکاح موجود ہو۔ مثلاً مجلس نکاح کا انعقاد گواہان نکاح اور بیان مہر وغیرہ کا ذکر ہو۔ اگر نیت اور قرینہ نکاح موجود نہ ہو بلکہ منگنی کے طور پر یہ الفاظ کہے تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ قال فی الدر المختار ص ۱۶ ج ۳ وانما یصح بلفظ تزویج ونکاح لانهما صریح وما عداهما کنایة وهو کل لفظ وضع لتملیک عین کهبة وتملیک الی قوله بشرط نیة او قرینة وفهم الشهود المقصود الخ وفی رد المحتار (قوله بشرط نیة الخ. هذا ما حققه فی الفتح ردا علی ما قد مناه (الی قوله) وملخصه انه لا بد فی کنایات النکاح من النیة مع قرینة او تصدیق القابل للموجب وفهم الشهود المراد او اعلامهم به اه. ص ۱۸ ج ۳

اس روایت سے جو شرط مفہوم ہوتی ہے۔ سوال کی اس عبارت سے (کہ جس وقت بالغ ہوئی بغیر کسی حیل وحجت کے مسمی محمد مقصود کو نکاح کر دوں گا) اس شرط کا ارتفاع معلوم ہوتا ہے۔ نیز نکاح کے قبول کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ پس صورت مسئولہ میں نکاح منعقد نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

میں یہ لفظ عرفاً مستعمل بھی ہے اور قرینہ بھی دوسرے معنی کی تعیین پر دلالت کرتا ہے۔

کتبہ احقر عبد اللطیف مفتی دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر سوال مذکورہ کے مطابق جب کہ دولہا نے کہا کہ مجھے آمین ہے۔ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ مفتی عبد اللطیف صاحب کا عرف کے ثبوت میں لغت وغیرہ کے حوالہ جات پیش کرنا صحیح ہے۔ لیکن نکاح خوان حضرات کو صحیح الفاظ مجھے قبول ہے چھوڑ کر دوسرے الفاظ کے ساتھ قبول کرانے سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ تاکہ عوام المسلمین میں فتنہ برپا نہ ہو۔ نیز اسی قسم کا ایک سوال خیر المدارس ملتان میں آیا جس میں تحریر تھا کہ دولہا نے کہا ''آمین'' اور پورا جملہ ''مجھے آمین ہے'' نہیں تھا جس کا جواب نفی انعقاد نکاح کے ساتھ تحریر کیا گیا تھا اور وہ فتویٰ مدارس میں شائع بھی ہو چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرات اپنے حسب منشا سوالات تحریر کر کے جواب حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر اختلاف کی نسبت علماء اہل فتویٰ کی طرف کرتے ہیں۔ لہذا ایسے سائل حضرات سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

فقط محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۲۹ شوال ۱۳۹۳ھ

لفظ ''دے دی'' سے اس وقت نکاح ہوگا جب کہنے والے کی نیت نکاح کی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین۔ صورت مسئولہ یہ ہے کہ ایک مجلس منعقد ہوئی جو چھ افراد پر مشتمل تھی۔ دو عورتیں اور چار مرد اس مجلس میں ایک مرد نے کہا ہے دوسرے مرد کو کہ میری فلاں لڑکی جو نابالغہ ہے میں نے تمہیں دے دی ہے۔ دوسرا مرد بالغ تھا اس نے کہا ہے میں نے قبول کر لی ہے۔ مذکورہ گفتگو کے بعد قبول کرنے والے مرد نے کہا ہے کہ ان دو مردوں اور دو عورتوں کو جو وہاں بیٹھے ہوئے تھیں تم نے یہ بات سن لی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں صرف یہی گفتگو ہوئی مولوی صاحب بھی نہیں تھے اور عبارت نکاح بھی نہیں پڑھائی گئی مٹھائی وغیرہ تقسیم نہیں ہوئی۔ بعد میں مجلس برخاست ہوگئی۔ آخر میں دعا پڑھی گئی ہے۔ بتائیے شرع شریف کی رو سے مذکور شخص کا نکاح اس نابالغہ لڑکی کے ساتھ ہوگیا ہے یا نہیں بغیر طلاق دیئے اس لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

''دے دی ہے'' کے لفظ سے نکاح اس وقت منعقد ہوتا ہے جبکہ بولنے والے کی نیت نکاح کی ہو یا وہ مجلس نکاح کے لیے منعقد کی گئی ہو۔ بظاہر یہ مجلس نکاح کے لیے منعقد نہیں ہوئی تھی۔ اب لڑکی کا والد اگر کہتا ہے کہ

﴿ج﴾

جب مہر علیحدہ علیحدہ رکھا گیا اور جملہ شرائط نکاح ایجاب و قبول و وجود شاہدین موجود ہوں تو یہ نکاح جائز ہے۔ یہ شغار نہیں ہے۔ شغار میں محض نکاح ہی طرفین سے عوض ہوتا ہے۔ مہر نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے بعد شرائط کے لگانے سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ اس کے بدلہ میں اگر تو نے مجھے لڑکی دی تو یہ نکاح جائز ہے ورنہ نہیں ہوگا۔ یہ بات بعد از نکاح کی تھی اور اس نے کہا کہ جب تک بدلہ نہ دو گے تو میں شادی نہیں کروں گا۔ اب اس نے بدلہ نہیں دیا ہے۔ کیا اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ نکاح کے بعد شرائط لگانے کا نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا شخص مذکور پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی کی شادی اس کے خاوند کے ساتھ کر دے۔ اسی طرح اگر ان لوگوں نے شخص مذکور کو دینے کا وعدہ کر لیا تھا تو ان کو ایفاء عہد و وعدہ پورا کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ

وٹہ سٹہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے جبکہ مہر الگ الگ ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح وٹہ سٹہ پر کیا تھا۔ لڑکی کچھ عرصہ خاوند کے گھر آباد رہی۔ بعد میں گھریلو جھگڑے کی وجہ سے لڑکی میکے آ گئی اور اس کے دیور والی بھی میکے چلی گئی۔ اس لڑکی کا بھائی فوت ہو گیا۔ تو انھوں نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ اب اس دوسری لڑکی کا خاوند زندہ ہے۔ لیکن اس کا باپ اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دیتا ہے۔ خاوند سے طلاق نہیں لی جاتی۔ وہ اللہ بخش عالم

کرنا چاہتا ہے اور بکر اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ آیا اس طرح آپس میں رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ شرعاً جائز ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کسی کو نکاح میں دے اور وہ اپنی لڑکی فریق اول کو دیدے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی زوجہ کو مہر شرعی ادا کرے بغیر مہر کے یہ نکاح جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شغار منع ہے لیکن جائز ہونے کا طریقہ طرفین سے مہر ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے لڑکے کی شادی کے لیے بکر کو وعدہ کرتا ہے۔ بکر اس کی درخواست کو اس شرط پر منظور کرتا ہے کہ زید بھی بکر کے لڑکے کے واسطے یا کسی رشتہ دار سے لے کر دے۔ زید اس شرط کو منظور کر لیتا ہے۔ اس شرط کو بذریعہ معتبر شخص لکھ دیتا ہے۔ مگر عامۃ الناس کا بالعموم وہی رواج ہے۔ جو زید اور بکر کے مابین بطریق عوض جاری ہوا۔ اس میں فقط عقد بالعوض ہی مقصود ہوتا ہے۔ البتہ چونکہ بکر کا فقط ایک لڑکا تھا اور اسی کے نام متعین کر دیتا ہے در حقیقت بکر کا یہ مقصد ہے جو عامۃ الناس میں بھی دستور ہے کہ اگر بکر کا یہ بیٹا فوت ہو جائے تو زید اس شرط سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ بکر کا مقصود عوض دینا ہے اور اگر بکر یہ شرط نہ کرے تو اسے فی الوقت کے لحاظ سے اپنے لڑکے کی تنگی کا سخت اندیشہ ہے۔ بدیں وجہ مذکور اگر بکر کا لڑکا جس کو زید نے متعین کر دیا تھا۔ فوت ہو جائے تو پھر بکر حسب رواج عامۃ الناس و اندیشہ مذکور زید سے مطالبہ پر عوض کا حق دار ہے یا نہ؟ نیز ابھی تک بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مکمل کر کے نہیں دیا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح شغار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ عقد کے عوض میں عقد کو ہی شغار کہتے ہیں۔ اس لیے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے شغار کی صورت میں مہر مثل کو واجب کر دیا ہے اور نفس نکاح صحیح۔ مسئلہ مذکورہ میں اگر بکر کی لڑکی کے نکاح میں مہر معین ہو چکا ہے پھر تو اسی کا مطالبہ بکر کی یا لڑکی کا وکیل کر سکتا ہے۔ زیادہ نہیں اور اگر مہر ذکر نہیں ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا۔ عوض عقد کا مطالبہ صحیح نہیں۔ مہر مثل ہی کا مطالبہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے بعد قبل از اختتام عدت کسی محمد شفیع نے اس کے ساتھ نکاح کیا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا بعد از عدت اسی عورت کا اسی خاوند کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عدت کے اندر جو نکاح پڑھا گیا ہے وہ نکاح شرعاً صحیح نہیں۔ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه (رد المحتار مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۱۳۲ ج ۳) بعد از عدت مسمی محمد شفیع کے ساتھ اسی عورت کا نکاح جائز ہے۔ نیز نکاح میں موجود اشخاص کا نکاح باقی ہے۔ البتہ وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مدخول بہا عورت کا عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت مدخولہ کو طلاق دی ہے اور فوراً لڑکی بغیر عدت کے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرایا ہے۔ آج اس بات کو تقریباً ایک سال گزر گیا ہے۔ اس نکاح کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اور نکاح کرنے والے یعنی امام نکاح خوان کے متعلق از روئے شرع کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ عورت مدخول بہا تھی اور خاوند نے اسے طلاق دے دی تو اس پر عدت گزارنا شرعاً لازم ہوتا ہے۔ شرعاً یہ نکاح فاسد ہوا ہے۔ میاں بیوی کو الگ ہونا شرعاً لازم ہے۔ اگر وہ شرعی طور پر صحیح طریقہ سے آپس میں آباد ہونا چاہتے ہیں تو دوبارہ شرعی نکاح آپس میں کر دیں۔ اس فاسد نکاح کے ساتھ آباد ہونا حرامکاری و فسق ہے۔ چونکہ منکوحہ مدخول بہا کا عدت کے اندر طلاق وغیرہ کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح کرنا شرعاً فسق و کبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے نکاح کرنے والے اور خصوصاً نکاح خوان امام نے اگر باوجود علم کے یہ نکاح کیا ہے تو ان سب کو توبہ کرنا شرعاً لازم ہے اور یہ بھی ان کی توبہ میں داخل ہے کہ اس مرد و عورت میں دوبارہ شرعی نکاح کرنے کی کوشش کریں اور ان کو سمجھائیں اور صحیح نکاح کرنے پر انھیں مجبور کریں۔ امام نکاح خوان اگر تائب ہو جائے تو اس کی امامت بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۳ھ

﴿ج﴾

اگر واقعی عدت گزرنے کے بعد عورت کا نکاح کسی سے ہوا ہو یعنی جس قسم کی عدت گزارنی تھی وہ عدت گزار چکی ہو اور اس کے بعد اس کا نکاح ہوا ہو اور یہ سب کچھ شرعی تحقیق کے ماتحت ہوا ہو۔ پھر چونکہ دوسرے نکاح کے جواز میں بظاہر کوئی خرابی نہیں آ رہی ہے۔ اس لیے دوسرا نکاح جائز ہوگا اور جس نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ قصداً غلط بیانی کا ارتکاب کیا ہے۔ گنہگار ہے۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح ثانی کے لیے حاملہ عورت کے لیے عدت وضع حمل ضروری ہے۔ اگر یہ حمل صحیح ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت تقریباً ۳ ماہ کی حاملہ ہے۔ اس کا نکاح کیا گیا ہے۔ وہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سوال میں اجمال ہے۔ کیونکہ یہ نہیں بتایا کہ یہ حمل زنا سے ہے یا عورت مطلقہ ہے۔ اگر حمل زنا سے ہو تو نکاح جائز ہے۔ البتہ ہمبستری جائز نہیں۔ حاملہ مطلقہ کی عدت چونکہ وضع حمل سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس لیے وضع حمل سے قبل اس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

عدت طلاق کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا نکاح والدین نے اپنی رضامندی سے کیا۔ وہ عورت اپنے خاوند سے کسی ناچاکی کی وجہ سے والدین کے گھر واپس آ گئی۔ تین سال گزر گئے۔ لڑکی کے بھائی نے عورت کے خاوند کو کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو ورنہ طلاق دے دو۔ خاوند نے فوراً طلاق دے دی۔ عدت کو تقریباً اٹھائیس دن گزرے تھے تو مخالف پارٹی نے بغرض اغوائی رات کو جبری طور پر اس کا نکاح کیا گیا۔ یعنی

جبراً اس کا انگوٹھا لگوا دیا۔ تین دن گزرنے کے بعد عورت موقع پا کر چلی گئی۔ جس کو پسند کرتی تھی۔ اس کے گھر پہنچ کے طلاق کی عدت گزار کر اس اپنے دوست سے نکاح کرلیا۔ اس عورت کے تعلقات پہلے سے تھے۔ حتیٰ کہ باقی لوگوں نے بھی فیصلہ دے دیا کہ جس کو چاہے جائے سے نکاح ٹھیک ہے۔ کیا اس عورت کا جبری نکاح جو کہ عدت گزار دی تھی ٹھیک ہے یا عدت گزرنے کے بعد یا وہ صحیح ہے؟

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ یعنی اگر پہلے خاوند نے واقعی طلاق دی ہے اور دوسرے شخص نے طلاق کے ۲۸ دن کے بعد یعنی عدت کے اندر نکاح کرلیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا اور اس تیسرے شخص نے اگر عدت گزرنے کے بعد نکاح کرلیا ہے تو تیسری جگہ نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً شامی ص ۵۱۶ ج ۲۔ جواب صحت واقعہ پر مبنی ہے۔ جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے اس کے ساتھ نکاح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عدت کے اندر نکاح فاسد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے عدت کے اندر نکاح کرلیا ہے۔ عدت کے دن ابھی باقی تھے کہ نکاح کرلیا۔ نیز نکاح کیے ہوئے تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے۔ لہٰذا یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ لہٰذا یہ شخص اس کو چھوڑ دے۔ یعنی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور دونوں اس گناہ سے توبہ تائب ہو جائے۔ جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے اور جان بوجھ کر انھوں نے ایسا کیا ہے ان کو بھی توبہ تائب ہونا چاہیے اور چونکہ نکاح کیے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اس لیے جب عدت بھی گزر چکی ہے۔ اب اگر اسی خاوند کے ساتھ جس کے ساتھ پہلے نکاح فاسد کر چکی ہے دوبارہ آباد ہونا چاہتی ہے تو نکاح صحیح

بر اس پر دونوں عدتیں ضروری ہیں اور اگر عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تب ضروری ہے کہ پہلے زوج کی وفات سے عدت گزار لینے کے ساتھ ساتھ زوج ثانی کی آخری وطی کی تاریخ سے بھی عدت شرعیہ تین حیض گزارے اور تب نکاح کرے۔ اگر زوج ثانی نکاح فاسد کے ساتھ اس کو وطی کر چکا ہو اور اگر وطی نہ کر چکا ہو تو اس کی کوئی عدت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

وضع حمل کے بعد نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شادی کی اور تقریباً چار مہینہ دس دن کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی بالکل زندہ اور تندرست تھی۔ پھر چوتھے روز فوت ہو گئی۔ کیا اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(نوٹ) بعد میں لوگوں نے کہا کہ تیرا نکاح جائز نہیں تو نے دوبارہ کیا کہ یہ تو میری کی طرح ہے۔ کیا اس صورت میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

السائل محمد اسحاق مقام شجاع آباد ملتان بازار اندرون شہر

﴿ج﴾

اگر وہ عورت جس سے شخص مذکور نے نکاح کیا۔ کسی کی عدت میں نہیں تھی تو یہ نکاح درست ہے۔ لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رمضان ۱۳۸۷ھ

بغیر عدت پورا کیے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ برہان اور غلام محمد دو حقیقی بھائی تھے۔ غلام محمد فوت ہو گیا۔ دونوں شادی شدہ تھے۔ غلام محمد کی بیوی ناراض تھی کہ میں برہان کے ساتھ نکاح نہیں کرتی۔ لیکن برہان نکاح کرنے پر

معتدہ کا نکاح کسی طرح بھی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک زمیندار قریشی نے ایک مولوی صاحب جس کا دعویٰ ہے۔ ایک عورت مطلقہ جس کو دس دن کی طلاق ملی ہوئی ہے، کا ناجائز نکاح مولوی صاحب نے قریشی صاحب سے رعب ڈال کر پڑھا دیا۔ چالیس آدمی دوسرے بھی نکاح میں شریک ہوئے۔ مولوی صاحب نے ناجائز نکاح پڑھنے سے توبہ کی۔ حفیظ نکاح کی تجدید بھی کی۔ اب مولوی صاحب کے پیچھے لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ آیا شرعاً مولوی صاحب امامت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ جان بوجھ کر معتدہ عورت کا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ پڑھانا نیز ایسے نکاح میں کسی کا شریک ہونا علم رکھتے ہوئے یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اسلامی احکامات پر استہزاء کے مترادف ہے۔ اعاذنا اللہ منہ ایسے امام کو اور اس شرکاء نکاح کو توبہ کرنی ضروری ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر امام موصوف باقاعدہ صحیح توبہ کر چکا ہے اور آئندہ اس قسم کی ناشائستہ اور ناجائز کام کے نہ کرنے کا دل سے تہیہ کر چکا ہے اور لوگوں کو اس امام کی اس توبہ پر اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ تب تو اس کو بدستور امام رکھا جائے اور یہ شرعاً امامت کرا سکتا ہے اور اگر اس قسم کی توبہ ابھی تک نہیں کر چکا ہے تو اسے امام نہ رکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ

عورت کے اقرار پر کہ "میری عدت ختم ہو چکی ہے" نکاح صحیح اور درست ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک یہ عورت حلفاً اقرار کرتی ہے کہ میری عدت ختم ہو چکی ہے اور مدت بھی محتمل ہے اور عورت نے یہ اقرار ایک مجمع میں کیا ہے۔ اس میں نکاح کنندہ اور گواہان موجود تھے۔ پھر نکاح کنندہ نے اور گواہوں نے بھی دوبارہ پوچھا ہے کہ کیا تیری عدت ختم ہو چکی ہے۔ پھر اس عورت کے اقرار کے بعد اس سے کہا گیا ہے کہ تیرا نکاح غلام حسین ولد میاں خدا بخش کے ساتھ کر دیا جائے۔ اس عورت نے کہا ہے کہ ہاں میرا نکاح اس غلام حسین ولد میاں خدا بخش کے ساتھ کر دو۔ اس عورت کے اقرار ختم ہونے عدت کے بعد اور اجازت لینے کے بعد اس شخص غلام حسین ولد مذکور کے ساتھ نکاح کر دیا گیا ہے اور یہ عورت پہلے خاوند

عدت کے اندر نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ متوفی غلام محمد کی جب موت واقع ہوئی تو اس کے بعد قل خوانی کے موقعہ پر مردوں میں با آواز بلند متوفی مذکور کی زوجہ مسماۃ پٹھانی کے اس وقت حاملہ ہونے کا اقرار بلند اعلان کیا گیا اور یہ امر بعد کو تیجہ کے مردوں اور عورتوں میں بوجہ شہرت شائع ہو گیا۔ اس کے بعد چند عرصہ گزر جانے پر جبکہ ابھی وضع حمل نہ ہوا تھا مسماۃ پٹھانی کا عقد نکاح متوفی کے بھائی عبدالحق سے منعقد کر دیا گیا اور حمل ابھی موجود تھا اور ہے۔ نکاح خواں اور حاضرین مجلس نکاح اس حمل کے متعلق باخبر تھے اور نکاح خواں تو یقیناً اور باقی شرکاء مجلس عقد نکاح بھی غالباً عدم عقد نکاح سے باخبر تھے تو اس صورت میں اس نکاح کا از روئے شریعت کیا حکم ہے اور اس نکاح خواں وغیرہ و خلاف حکم شریعت عمداً اقدام ارتکاب کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے۔ لہٰذا یہ نکاح فاسد ہے اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ اس لیے یہ شخص اس عورت کو فوراً چھوڑ دے۔ یعنی کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اپنے اس گناہ سے توبہ تائب ہو جائے۔ **کما فی قاضیخان علی ھامش العالمگیریہ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۳۶۹ ج ۱ ولا یجوز نکاح منکوحۃ الغیر و معتدۃ الغیر عند الکل** اگر یہ مرد عدت شرعی یعنی وضع حمل کے بعد اس عورت کو دوبارہ نکاح میں لانا چاہتا ہے تو نکاح کر سکتا ہے۔ یہ حکم تو زوجین سے متعلق ہے اور نکاح خواں اور جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے اگر انہوں نے اس نکاح کو ناجائز سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں اور مرتکب کبیرہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو توبہ کرنا لازم ہے اور حاکم وقت پر زوجین میں تفریق کرانا واجب ہے اور اگر اس معتدہ کے نکاح کو جائز سمجھتے ہوئے انہوں نے ایسا کیا ہے تو اس میں خوف کفر ہے۔ **اعاذنا اللہ منہ**

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

(۱) کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ تفصیلات کے ساتھ فتویٰ دے دیں تاکہ اندیشہ دور ہو جائے۔ حرام ہے یا حلال۔

(۲) کیا یہ نکاح بعد عدت پوری ہونے کے دوبارہ کیا جائے۔ کیونکہ اب عدت بھی پوری ہو چکی ہے یا وہی نکاح درست ہے۔ تفصیلات سے فتویٰ دے کر مطمئن فرمادیں۔

﴿ج﴾

(۱) معتدۃ الغیر کے ساتھ نکاح شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے تو اس پر مہر مثل اور مہر مقرر میں سے اقل واجب ہے اور عورت پر عدت اولیٰ کے ساتھ دوسرے خاوند کی عدت بھی ہوگی۔ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔ عدت اولیٰ گزرنے کے بعد اگر عورت اسی خاوند سے نکاح کرنا چاہے۔ جس سے اب نکاح فاسد ہوا ہے تو عدت ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے گی تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔ قال فی التنویر ویجب مهر المثل فی نكاح فاسد بالوطء فی القبل لا بغيره ولم يزد على المسمى ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل (الی قوله) وتجب العدة بعد الوطء لا الخلوة ومثله تزوج الاختين ونكاح الاخت ونكاح المعتدة الخ والتفصيل فی الشامية (رد المحتار ص ۱۳۱ ج ۳)

(۲) پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا عدت کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

عدت کے اندر معتدہ کی حقیقی بہن سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً اصغر نے اپنی بیوی ریاض بیگم کو طلاق دی ہے۔ عدت گزرنے سے پہلے ریاض بیگم کی حقیقی بہن رضیہ بیگم سے اصغر نے اپنا نکاح کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔ اگر یہ نکاح ناجائز ہے تو جس مولوی صاحب نے یہ نکاح پڑھا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ جو لوگ اس نکاح میں بیٹھے تھے۔ کیا ان کے اپنے نکاح باقی رہیں گے یا ٹوٹ جائیں گے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قال في التنوير ويجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطء في القبل لا بغيره ولم يزد على المسمى ولو كان دون المسمى لزم مهر المثل (الى قوله) وتجب العدة بعد الوطء لا الخلوة وفي الشامية ومثله تزوج الاختين معا ونكاح الاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة (الى ان قال) ومقتضاه الفرق بين الفاسد والباطل في النكاح (الى ان قال) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير (وبعد سطر) والحاصل انه لا فرق بينهما في غير العدة اما فيها فالفرق ثابت وعلى هذا فيقيد قول البحر هنا ونكاح المعتدة بما اذا لم يعلم بانها معتدة الخ (رد المحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچی ص ۱۳۱ ج ۳) وايضا ص ۱۳۲ ج ۳ (الى ان قال) وتقدم في باب المهر ان الدخول في النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب ومثل له في البحر هناك بالتزوج بلا شهود وتزوج الاختين معا او الاخت في عدة الاخت ونكاح المعتدة (رد المحتار ص ۵۱۲ ج ۳) وايضا في الشامية تحت (قوله ولو من المطلق) وفي الدرر ان المرأة اذا وجب عليها عدتان فاما ان يكونا من رجلين او من واحد ففي الثاني لا شك ان العدتين تداخلتا وفي الاول ان كانتا من جنسين كالمتوفى عنها زوجها اذا وطئت بشبهة او من جنس واحد كالمطلقة اذا تزوجت في عدتها فوطئها الثاني وفرق بينهما تداخلتا عندنا (رد المحتار مطبوعه ايچ ايم سعيد ص ۵۱۹ ج ۳) ان روایات سے معلوم ہوا کہ (بشرط صحت سوال) اگر اس شخص نے دوسرے کی معتدہ عورت سے دیدہ و دانستہ باوجود علم کے نکاح کر لیا ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے تو احتیاطاً عورت پر عدت اولیٰ کے ساتھ دوسرے خاوند کی عدت بھی ہوگی۔ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔ عدت اولیٰ کے گزرنے کے بعد اگر عورت اسی خاوند کے ساتھ نکاح کرنا چاہے جس سے اب ثانی ہوا ہے تو عدت ثانیہ گزرنے سے پہلے بھی ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت شرعی حاملہ کے لیے وضع حمل اور غیر حاملہ کے لیے تین ماہواریاں ہیں اور عدۃ وفات چار ماہ دس دن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

اگر خلوت صحیحہ حاصل نہ ہوئی ہو اور طلاق حاصل ہو گئی تو عدت کے اندر نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا نکاح پہلے بکر سے تھا۔ لیکن عورت بکر کے گھر بالکل نہیں گئی اور بکر کی خلاف رضامندی یعنی طلاق حاصل کیے بغیر الف سے نکاح کرا لیا۔ ظاہر ہے کہ الف کا نکاح قطعی نہ جائز ہے اور اس کی اولاد بھی یقیناً حرامی ہوگی۔ اب الف کا نکاح کیسے درست ہو سکتا ہے؟

نیز الف کی حرامی اولاد کا نکاح پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی حرامی اولاد کے نکاح میں شمولیت کس حد تک درست ہے۔

نوٹ۔ الف بکر سے طلاق لے کر عورت سے فوراً نکاح کر سکتا ہے۔ طلاق کے بعد عدت گزارے۔

مندرجہ بالا مسائل کے متعلق مصدقہ فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بکر کی منکوحہ کا نکاح الف سے منعقد نہیں ہوا۔ بکر سے طلاق حاصل کر کے بغیر عدت گزارے الف سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ یہ عورت بکر کے ساتھ خلوت صحیحہ یا ہمبستری نہ کر چکی ہو۔ اس عورت سے جو اولاد ہے۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا اور اس کی مجلس نکاح میں شمولیت کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۱ھ

عدت کے اندر نکاح بلا ریب غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عرصہ پانچ سال تک میں محمد افضل ولد محمد نواز قوم ماچھی کی بیوی رہی اور کوئی اولاد نہ ہو سکی۔ پنچایت کے روبرو اس نے مجھے زبانی طلاق دی۔ دوسرے دن تحریری طلاق بھی دی۔ لیکن یونین کونسل کو اطلاع نہ دی۔ ابھی طلاق لکھی ہوئی کو تقریباً ایک ہفتہ گزرا تھا کہ انہوں نے مجھے رات کی تاریکی میں ایک شخص کے ہاتھ ایک بس میں سوار کرا کر دوسرے علاقہ میں فروخت کر دیا اور قید کر دیا۔ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں نکاح کر لوں۔ میں نکاح نہ کرنا چاہتی تھی۔ دو تین مولویوں نے اس لیے نکاح نہ پڑھایا کہ

ابھی عدت پوری نہ ہوئی ہے اور عورت بھی راضی نہیں ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب نے سفارش کے تحت نکاح کر دیا۔ جس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ میری تحریری طلاق مولوی غلام حسین ساکن کھوہ مجو والا نزد یہ غلام محمد نے (جس نے نکاح پڑھایا) اپنے پاس رکھ لی۔ چونکہ میرا دو نکاح جو مولوی غلام حسین نے پڑھایا تھا۔ عدت پوری ہونے سے پہلے اور میری رضامندی کے بغیر ظاہر کیا گیا تھا۔ جب میں وہاں سے آزاد ہوئی تو میں نے اپنی پسند کے مطابق نکاح کر لیا۔ میں نے اللہ دتہ ولد میاں دو بخش قریشی سکنہ حضرت پیر عبدالرحمان سے نکاح عدت پوری ہونے کے بعد کیا۔ تو کیا اس صورت میں نکاح جائز ہے۔ کیا میری طلاق درست ہے۔ جبکہ یونین کونسل میں اس کی اطلاع نہ دی گئی اور کیا میرا اس شخص سے نکاح ٹھیک ہے۔ جس پر میرے سابقہ خاوند نے اغوا کا الزام لگایا تھا۔ حالانکہ ہم اس الزام سے عدالت میں بری ہو چکے ہیں۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ اگر ان لوگوں نے عدت کے اندر اس عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے اور ان کو معلوم تھا کہ ابھی تک عدت پوری نہ ہوئی تو پھر یہ دوسری جگہ نکاح شرعاً صحیح نہ ہوا۔ اس کے بعد اس عورت کا عدت گزرنے کے بعد اپنی مرضی سے عقد نکاح درست ہوگا۔ طلاق کے وقوع کے لیے یونین کونسل کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

خاوند کی وفات کے ساتویں دن عقد کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام مریم کا خاوند قضائے الٰہی سے فوت ہوا تو نور محمد نے غلام مریم سے بعد وفات خاوند ساتویں یوم میں عقد ثانی کر لیا ہے اور زوجیت میں رہ رہی ہے۔ اب غلام مریم نور محمد کو چھوڑ کر والدین کے ہاں آگئی ہے اور نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا نور محمد کا نکاح جائز ہے اور غلام مریم اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ غلام مریم کا عقد نکاح نور محمد سے شرعاً درست نہیں ہوا۔ اس لیے مسماۃ مذکورہ کا اب دوسری جگہ عقد نکاح درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

آدمی اگر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو مطلقہ بیوی کی عدت کے اندر یہ شخص دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے عورت کو طلاق دی۔ اب اس آدمی نے ایک اور عورت سے نکاح کرنا ہے۔ کیا یہ آدمی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ پہلی عورت کی عدت نہیں گزری ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ شخص دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس کی مطلقہ عورت کی عدت نہ بھی گزری ہو۔ جبکہ دوسری عورت جس سے نکاح کر رہا ہے وہ سابقہ بیوی کی بہن نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

عدت وفات کے اندر نکاح صحیح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد امیر ۲۵ شعبان ۱۳۸۵ھ کو فوت ہوا۔ اس کی بیوہ مسماۃ مریم بی بی نے اپنے شوہر محمد امیر کی رسم قل خوانی پر اعلان کیا کہ مجھے حمل ہے۔ اس کے گواہ بھی موجود ہیں اور بیوہ بھی اقرار کرتی ہے۔ لیکن تقریباً ایک ماہ کے بعد اس نے کہا کہ مجھے خون آیا ہے۔ پھر برادری نے بمطابق کردہ ذی الحج ۱۳۸۵ھ کو بیوہ مذکورہ کا نکاح محمد بخش سے کر دیا۔ یعنی محمد امیر کو فوت ہوئے تین ماہ دس دن گزر رہے تھے۔ برادری نے سمجھا کہ عدت ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے انھوں نے نکاح کر دیا۔ علاقہ کے عالم نے جب یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ عدت میں نکاح ہوا ہے۔ عدت وفات اگر حمل نہ ہو تو چار ماہ دس دن ہے پھر یہ

اور تین ماہ محمد بخش کے ساتھ آباد رہی اس کے نکاح سے ایک ماہ یا سوا ماہ کے بعد پھر بیوہ نے کہا کہ مجھے حمل ہے۔ اس کے گواہ بھی موجود ہیں اور بیوہ بھی اقرار کرتی ہے۔ پھر یہ بیوہ یکم ربیع الاول ۱۳۹۵ھ کو کسی وجہ سے دوسرے رشتہ داروں کے پاس گئی۔ یہ رشتہ دار محمد بخش برادری کے خلاف تھے اور انھوں نے سنا ہوا تھا کہ عالم نے فتوی دیا ہے کہ پہلا نکاح فاسد ہے۔ اس لیے انھوں نے اسی ربیع الاول ۱۳۹۵ھ میں بیوہ مذکورہ کا دوسرا نکاح حق نواز سے کیا۔ پھر جب یہ عالم مذکور گذشتہ بھادوں کو وہاں گیا کسی کام کی وجہ سے تو اس نے کہا کہ یہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نکاح فاسد کی بھی متارکہ کے بعد عدت ہوتی ہے تو انھوں نے بغیر عدت گزارے نکاح کیا ہے۔ اس لیے یہ نکاح بھی جائز نہیں ہے۔ واضح رہے کہ تا حال اول محمد بخش کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح بیوہ مذکورہ اس کے پاس آ جائے۔ آخر وہ کامیاب ہو گیا کہ بیوہ مذکورہ اس کے پاس آ گئی۔ اب دونوں فریق مدعی ہیں کہ نکاح میرا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا ہے، ثانی حق نواز کہتا ہے کہ جب عالم مذکور نے فتوی دیا کہ یہ نکاح ناجائز ہے تو پھر میں نے بیوہ مذکورہ کو تین ماہ دس دن علیحدہ بٹھا کر گزارے ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ نکاح کیا۔ اس دوسرے نکاح اور تین ماہ دس دن علیحدہ بٹھانے کا بیوہ مذکورہ بڑی شدومد سے انکار کرتی ہے۔

مفتی صاحب ملاحظہ فرمائیں۔ ان شہادتوں میں گڑبڑ کافی ہے۔ ایک آدمی الٰہی بخش ان کی برادری کے علاوہ ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ نکاح میں خان محمد اور اس کا لڑکا تھا۔ اس طرح ہم سات آدمی تھے۔ یہ بات بندہ نے تین چار دفعہ پوچھی۔ کیونکہ پہلے شاہد کہتے تھے کہ ہم پانچ آدمی تھے اور خان محمد اور اس کا لڑکا نکاح میں نہیں تھا اور خان محمد سے بھی بندہ نے پوچھا کہ تو نکاح میں تھا تو باوجود حق نواز ثانی کے خصوصی ہمدرد ہونے کے کہا کہ میں نکاح میں نہیں تھا۔ پھر بھی الٰہی بخش نے بڑی شدومد سے کہا کہ خان محمد اور اس کا لڑکا نکاح میں ضرور تھا۔ پھر نکاح کرنے کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ پھر حق مہر میں اختلاف ہے۔ نکاح پڑھنے کی جو ترکیب بتاتے ہیں۔ وہ خود مفتی صاحب ملاحظہ فرمالیں۔ بیوہ مذکورہ کہتی ہے کہ جب میں ان کے پاس یعنی حق نواز ثانی کے پاس گئی تو میں کہتی رہی کہ مجھے حمل ہے۔ انھوں نے کچھ دوائی دی اور نکاح کر دیا۔ پھر میرا حمل گرانے کی کوشش کرتے رہے تاکہ عدت ختم ہو۔ لیکن حمل ساقط نہ ہوا۔ بلکہ خشک ہو گیا۔ اس لیے دیر سے لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی پیدا ہونے کی تاریخ مسلم بین الفریقین ہے کہ یکم شعبان ۱۳۹۶ھ ہے۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ شہادتیں فریقین کی موجود ہیں۔

ملاحظہ فرما کر فتوی صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ چونکہ عورت مذکورہ کا نکاح عدت وفات کے اندر ہو گیا تھا ۔ ابھی تو وضع حمل ہوا تھا اور نہ چار ماہ دس دن گزرے تھے کہ اس کا نکاح محمد بخش مذکور سے کیا گیا تو یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور چونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے اور تسلیم شدہ ہے کہ نکاح عدت کے اندر ہی ہوا ہے ۔ اسی طرح لڑکی کا نکاح جو حق نواز سے کیا گیا ہے وہ بھی فاسد ہے ۔ اس لیے کہ ابھی تو عدت وفات بھی پوری نہ گزری تھی جو کہ عورت کے بیان کے مطابق کہ میں حاملہ ہوں، وضع حمل ہے ۔ نیز محمد بخش کے نکاح فاسد سے متارکت اور اس کے بعد اس کی عدت کا گزر جانا بھی ابھی متحقق نہیں ہوا ۔ اس لیے اس کا نکاح بھی فاسد شمار ہوگا اور چونکہ لڑکی ان کے متوفی زوج کی وفات سے دو سال سے کم میں پیدا ہوئی ہے ۔ لہٰذا یہ دونوں نکاح فاسد شمار ہوں گے اور اس لڑکی کا نسب زوج متوفی سے ثابت ہوگا ۔ لہٰذا اندریں حالات ان دونوں محمد بخش و حق نواز میں سے کسی کا بھی نکاح صحیح نہیں ہے ۔ دونوں کے نکاح فاسد ہیں ۔ حاکم یا ثالث شرعی ان میں تفریق کر دے یا متارکت ہو جائے اور اس کے بعد عدت شرعی نکاح فاسد کی تین حیض گزار کر جہاں چاہے نکاح کر لے ۔ کما قال فی الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۵۵۵ ج ۳ ولو لاقل منها ولنصفه ففي عدة البحر بحث بحثا انه للاول لكنه نقل هنا عن البدائع انه للثاني مطلقاً بان اقدامها على التزوج دليل انقضاء عدتها حتى لو علم بالعدة فالنكاح فاسد وولدها للاول ان امكن اثباته منه بان تلده لاقل من سنتين منذ طلق او مات وقال في البدائع ص ۲۱۵ ج ۳ هذا اذا لم يعلم وقت التزوج انها تزوجت في عدتها فان علم ذلك وقع النكاح فاسدا فجاءت بولد فان النسب يثبت من الاول ان امكن اثباته منه فان جاءت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولستة اشهر فصاعدا منذ تزوجها الثاني لان الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی [illegible]ھ

مطلقۂ عنین سے عدت کے اندر نکاح معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

ایک شخص عنین نے اپنی عورت کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق بائنہ سے چھوڑا ہے ۔ آیا اس مطلقہ عنین پر

عدت ہوئی یا نہ ہوئی۔ اگر ہوئی تو کیوں۔ اگر نہیں ہوئی تو کیوں نہ ہوئی۔ لہٰذا مہربانی کرتے ہوئے اس فتویٰ کو لفافہ مستورہ میں جواب با صواب سے ارسال فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ دیگر عریضہ خدمت اقدس میں ہے۔ اگر یہی عورت پر عدت ہے تو اس کی عدت کے اندر نکاح کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ شادی بعد میں کی جائے۔ اس پر بھی کچھ روشنی ڈالیں۔ مشکور رہوں گا۔

۲ شعبان۔ محمد رفیق ریاست بہاولی

﴿ج﴾

خلوت صحیحہ کے بعد شخص نے اگر اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے تو اس پر عدت لازم ہوگی۔ قال في التنوير مطبوعه ایچ ایم سعید ص ۱۱۷ ج ۳ والخلوة بلا مانع حسي الی ان قال كالوطي ولو مجبوبا او عنينا او خصيا في ثبوت النسب وتاكد المهر والنفقة والسكنى والعدة اھ معتدہ کے ساتھ نکاح کالعدم ہے۔ قال في العالمگیریة مطبوعه مكتبه جاويد كوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة كذا في السراج الوهاج سواء كانت العدة عن طلاق او وفات او دخول في نكاح فاسد او شبهة نكاح كذا في البدائع لہٰذا نکاح اگر عدت میں کیا جائے اور شادی بعد میں کی جائے تب بھی ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شعبان ۱۳۸۱ھ

زبانی اور تحریری طلاق الگ الگ وقت میں دی گئی تو اختتام عدت کس وقت سے شمار ہو کر نکاح ثانی جائز ہو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بچی کی شادی کی۔ لڑکی نے اپنے خاوند کے گھر ایک دن اور ایک رات گزاری۔ اس کے بعد خاوند نے بیوی کو اپنے میکے بھیج دیا اور پھر دوسری شادی کر لی اور اس کے بعد پہلی بیوی کو طلاق دیدی اور اپنی زبان سے یہ الفاظ تین بار دہرائے کہ میں نے اُسے طلاق دی، میں نے اُسے طلاق دی، میں نے اُسے طلاق دی۔ یہ الفاظ اس وقت کہے گئے جب کہ لڑکی کا باپ موجود تھا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ نے مطالبہ کیا کہ طلاق تحریری لکھ کر دو تاکہ میرے پاس ثبوت رہے۔ تو اس نے طلاق لکھ کر دیدی۔ اس نے زبانی طلاق آج سے تقریباً چھ ماہ قبل دی تھی۔ لیکن تحریری طلاق آج سے ایک ماہ قبل دی ہے۔ اب میں اس بچی کا نکاح کسی اور جگہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیا اب میں اس کی شادی کر سکتا ہوں یا ابھی عدت باقی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جس دن سے شخص مذکور نے اپنی بیوی کو زبانی طلاق دی ہے۔ اسی وقت سے یہ عورت مطلقہ ہو گئی ہے۔ پس اگر اس وقت سے لے کر اب تک عورت مذکورہ کو تین حیض آ چکے ہیں تو عدت گزر چکی ہے۔ اور عورت مذکورہ کا دوسری جگہ عقد نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

مجنون کی بیوی کے ساتھ بعد عدت نکاح صحیح ہے، بشرطیکہ کوئی اور مانع نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمود کی عورت کو وادا نے نکال لیا۔ اس کے بعد محمود وغیرہ نے اس وادا پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور وادا کی ہمشیرہ منکوحہ بھی لے گئے۔ لیکن وہ پہلی اپنی منکوحہ عورت نہ لے گئے۔ اب اس کے بعد وادا کی ہمشیرہ جس کے گھر تھی۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کو اپنے پاس رکھتا رہا۔ اب اس کی مقدمہ سازی ہوئی اور محمود گرفتار کر لیا گیا۔ یہ محمود جیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ تقریباً چھ سات ماہ گزر چکے ہیں۔ اب کیا یہ شخص محمود کی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی غلام حسین

﴿ج﴾

محمود جب مر گیا تو اس کی عورت کے ساتھ عدت گزرنے کے بعد یہ دوسرا شخص نکاح کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ دیگر موانع نکاح نہ ہوں۔ چھ سات مہینے کے بعد عدت نہیں ہے۔ البتہ اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہمیشہ رہے گی۔ چاہے ایک دن کے بعد وضع حمل ہو جائے یا کئی مہینوں کے بعد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ محرم ۱۳۹۷ھ

مدت عدت کے اندر نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی ... نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں۔ ایک وقت تقریباً دو

ماہ بعد ایک جگہ سے بعض عالم سے فتویٰ حاصل کر کے عورت کو واپس گھر لے آیا۔ تقریباً تین ماہ بعد پھر دوبارہ گھر سے نکال دی۔ اس عورت نے تقریباً ۱۰ یوم کے بعد ایک مرد سے نکاح کر لیا۔ نکاح خواں مولوی صاحب کو شبہ حمل بھی تھا اور حمل کا فتویٰ بھی حاصل کیا ہوا ہے کیا حاملہ کے جواز نکاح کا بھی فتویٰ ہے؟ وہ فرمائیں کہ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر اس شخص کی تاریخ طلاق سے نکاح ثانی تک اس عورت کو مکمل تین حیض نہ آئے ہوں تو یہ یقیناً معتدہ شمار ہوگی اور معتدہ کا نکاح ناجائز شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس عورت کو ایک یا دو حیض آئے ہوں اور اس کے بعد استقرار حمل ہوا ہو۔ تب بھی یہ معتدہ شمار ہوگی۔ کیونکہ نہ تو اس کی عدت بالحیض گزری ہے اور نہ بوضع حمل، لہٰذا اس کا نکاح اس صورت میں ناجائز شمار ہوگا۔ ان زوجین کے درمیان فوراً تفریق کر دی جائے اور عدت تین حیض مکمل یا وضع حمل کے بعد ان کا نکاح کر دیا جائے۔ نکاح خواں نے [illegible] صورت معتدہ کا نکاح پڑھا کر بڑی غلطی کی ہے۔ لہٰذا وہ اگر اس غلطی سے توبہ تائب ہو جائے اور حتی الوسع زوجین کی تفریق میں بھی کوشش کرے تو اس کی امامت درست ہوگی اور اگر وہ اس غلطی پر اصرار کرے اور توبہ تائب نہ ہو تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ اگر عورت حاملہ ہو تو تفریق کے بعد وضع حمل ہوتے ہی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر حاملہ نہ ہو تب دوبارہ نکاح کے لیے زوج اول کی آخری وطی کی تاریخ سے تین حیض گزر جانے کا انتظار کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۵ھ

کافر میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو وہی نکاح معتبر ہے، البتہ تجدید نکاح بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پہلے خاوند بیوی دونوں ہندو تھے، بعد میں مسلمان ہوئے۔ اب ان کا نکاح دوبارہ ہوگا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

﴿ج﴾

کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ کا نکاح کرتے ہوں شریعت بھی اس کو معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دوہرانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ وہی نکاح اب بھی باقی ہے بشرطیکہ وہ نکاح محرمات کے ساتھ نہ ہوا ہو۔ بہرحال صورت مسئولہ میں اگر دونوں ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو نکاح دوہرانا ضروری نہیں۔ واذا تزوج الکافر بلا شھود او فی عدۃ کافر وذلک فی دینھم جائز ثم اسلما اقرا علیہ (ھدایہ مع فتح القدیر باب نکاح اہل الشرک ص ۲۸۳ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

کیا مسلمانوں کے آپس میں نکاح سے قبل کلمہ پڑھنا ضروری ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے لڑکے نور کا رشتہ بکر کی لڑکی مسماۃ نوراں سے کیا ہے اور گواہوں کے سامنے لڑکے اور لڑکی کو ایجاب و قبول کرایا گیا ہے اور چار روپے نکاح خواں نے اجرت نکاح بھی لی۔ نکاح عام لوگوں کے سامنے کیا گیا ہے۔ چند دنوں کے بعد نکاح خواں دعویٰ شریعت میں دائر کرتا ہے کہ مسمی نور کا جب میں نے نکاح پڑھایا تو اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ الخ نہیں پڑھا۔ میں نے بار بار پڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ نکاح خواں کا بیان ہے کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے کلمہ طیبہ نہیں پڑھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا نور کا نکاح نوراں سے ہو گیا؟

﴿ج﴾

مسلمان لڑکی کے ساتھ نکاح کے انعقاد کے لیے ضروری ہے کہ لڑکا نکاح سے پیشتر کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقراری ہو اور یہ کہ وہ کلمہ گو ہو۔ کلمہ پڑھنے سے اور رب کی وحدانیت کا انکار نہ کرتا ہو۔ پس اگر نکاح کے وقت کلمہ پڑھ لے تو بہتر ہے اور اگر سکوت اختیار کرے تب بھی نکاح ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے سے اور رب کی وحدانیت وغیرہ ایمانیات سے منکر ہو تب تو مسلمان لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

میاں بیوی کے مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جیل نامی نے مع اپنی بیوی اور چھوٹے بچے کے اسلام قبول کیا۔ جیل کا اسلامی نام موسیٰ ہے اور بیوی کا اسلامی نام پٹھانی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلا نکاح جو حالت کفر میں تھا کافی سمجھا جائے یا جدید نکاح بمطابق شرع اسلام ضروری ہے۔ بحوالہ کتب احادیث جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سابق نکاح قائم ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اور عبارات سے واضح ہے۔ عن ابن عباسؓ قال اسلمت امرأة فتزوجت فجاء زوجها الى النبیؐ الی قوله وردها الی زوجها الاول وروی فی شرح السنة ان جماعة من النساء ردهن النبیؐ بالنكاح الاول علی ازواجهن عند اجتماع الاسلامين بالعلیث. مشكوٰة ص ۲۷۴ ج ۲ مطبوعه اصح المطابع دهلی . واذا تزوج الكافر الی قوله ثم اسلما اقرا عليه هداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه ص ۲۸۳۔ وهكذا فی كنز الدقائق مع النهر الفائق مطبوعه مكتبه حقانيه ص ۲۸۳ ج ۲ مجتبائی دهلی اورشرح وقایہ ترجمہ اردو نورالہدایہ ص ۱۲۳ ج ۲ مطبوعہ نظامی کانپور میں ہے۔ اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہے یا دوسرے کافر کی عدت میں تھی اور کسی کافر نے نکاح کیا اور یہ ان کے دین میں جائز ہے اور پھر دونوں اسلام لائے تو نکاح اپنے حال پر باقی رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کے مسلمان ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، خاوند اگر اسلام نہیں لاتا ہے تو وہ طلاق تصور ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تقریباً بیس سال کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک کافرہ شادی شدہ عورت نے اسلام قبول کیا۔ فوراً بعد ایک مسلمان مرد نے اس سے نکاح کر لیا۔ اب دونوں میاں بیوی زندہ ہیں اور اولاد

نہیں ہوئی۔ نہ ہونے کی امید ہے۔ بغیر عدت نکاح کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ نکاح کرنا چاہیے۔ وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

عورت کے مسلمان ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ دارالاسلام میں اگر باقاعدہ قاضی شرعی موجود ہو تو وہ قاضی اس کے خاوند کو مسلمان ہونے کو کہے۔ اگر خاوند مسلمان ہو گیا تو دونوں میاں بیوی رہیں گے اور نکاح بحال رہے گا۔ اگر وہ انکاری ہو گیا تو اب خاوند کے اسلام سے انکار کو طلاق قرار دیا جائے گا اور قاضی ان کو الگ کر دے گا اور اگر دارالحرب ہو اور قاضی موجود نہ ہو جو اس کو مسلمان ہونے کے لیے کہے تو عورت جب تین حیض گزار لے تب اس کا نکاح باقی نہیں رہتا۔ اب اس وقت چونکہ انگریزی راج تھا۔ کوئی قاضی شرعی موجود نہ تھا کہ اس پر اسلام پیش کرتا۔ اس لیے تین حیض کے بعد اس کے نکاح کو کالعدم قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہاں تین حیض گزرنے سے پیشتر اگر نکاح کر لیا گیا ہے تو وہ صحیح نہ ہوگا۔ البتہ اب تجدید نکاح کر لیں اور گذشتہ کی معافی اپنے رب سے مانگ لیں۔ وہو الغفور الرحیم واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میاں بیوی جب ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی مسو جو غیر مسلم تھا اپنے بچوں وغیرہ کے بدست ایک عالم دین مسلمان ہوا مگر جس وقت مسو جو مسلمان ہوا اس وقت اس کی بیوی مسلمان نہیں ہوئی البتہ صرف ۲ یا ۳ دن بعد وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ جس وقت وہ مسلمان ہوئی ۵ یا ۶ ماہ کی حاملہ تھی اور بحالت حمل اور مسلمان خاوند کے ہوتے۔ چند لوگوں نے اس کا نکاح ثانی دوسری جگہ کر دیا حالانکہ اس کا خاوند اور تمام بچے اس کے اس وقت مسلمان تھے۔ جن کے اسلامی نام حسب ذیل رکھے گئے۔ اللہ داد خاوند اللہ دتہ لڑکا وزیراں بی بی ریشم بی بی کنیز فاطمہ لڑکیاں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اللہ داد کا نکاح اس کی اپنی بیوی نو مسلم سے بدستور قائم ہے یا نہیں اور نکاح ثانی غلط ہے یا نہیں۔ واضح ہو کہ بوقت نکاح ثانی اللہ داد کی بیوی نو مسلم اللہ داد سے حاملہ تھی۔ اب سائل مسمی اللہ داد نو مسلم اپنی بیوی نو مسلم از روئے شریعت لینا چاہتا ہے۔ سائل مذکور اپنی بیوی شرعاً لے سکتا ہے یا نہیں۔ از روئے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جواب عنایت فرمائیں اور سائل مذکور کو اس کی بیوی شرعاً دلوائیں۔

ثبوت نکاح کے لیے گواہ ہوں تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی جس کی عمر تقریباً تین سال تھی ایک لڑکے کے نکاح میں دے دی جس کی عمر تقریباً چار سال تھی۔ ہر دو کے والد نے ایجاب وقبول کیا۔ البتہ لڑکی کا والد بوقت نکاح کسی وجہ سے انتہائی مغموم تھا۔ اس کا بیان ہے، نکاح کے وقت مجھے کوئی ہوش نہیں تھا۔ اب حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اس وقت قطعی ہوش وحواس میں نہیں تھا۔ کیا اس نکاح کا اعتبار ہے یا نہیں۔ کیا وہ نکاح ہو گیا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

اگر خاوند اپنے نکاح کو دو گواہوں کے ساتھ جو شرعاً معتبر ہوں ثابت کر دے اور گواہ گواہی دیں کہ شرعی طریقہ سے ان کے والدین نے ہمارے سامنے ایجاب وقبول کیا ہے تو لڑکی اس شخص کی منکوحہ قرار پائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعاً گواہ گواہی دیں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے، لڑکی کا انکار معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ غلام جنت کا نکاح اپنے حقیقی بھتیجے سے ۱۹۶۰ء میں کر دیا تھا۔ نکاح قاضی قادر بخش نے پڑھایا تھا اور گواہ موجود تھے۔ اس وقت قاضی صاحب مذکور صفیہ انکار کرتا ہے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔ مجھے علم تک بھی نہیں ہے۔ مگر چار گواہ حلفیہ گواہی دینے کو تیار نہیں کیا نکاح ہوا ہے۔ ان میں سے ایک گواہ کہتا ہے کہ نکاح قاضی مذکور نے پڑھایا تھا اور نکاح پڑھانے کی فیس مبلغ پانچ روپیہ میں نے لی تھی۔ نیز لڑکی کا حقیقی بھائی اور دو حقیقی چچے کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا اور لڑکی جو کہ ۱۹۶۵ء میں عمر تیرہ سال کی تھی۔ نکاح سے لاعلمی کا اظہار کرتی ہے۔ اس وقت لڑکی بھائی کے پاس ہے اور باپ کے ساتھ جانا نہیں چاہتی۔ گویا ان کی مخالفت لڑکی کے بھائی سے مشہور عام ہے۔ علاوہ جان تک کی دھمکی بھی دے چکے ہیں۔ یہ مخالفت قبل از نکاح بھی آ رہی ہے۔ نیز نقل مقدمہ بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ زید اس وقت اپنے اس حقیقی بھائی کے لڑکے یعنی حقیقی بھتیجا جس کا نکاح مانتا ہے۔ وہ ہزار روپے کر دینا چاہتا ہے۔ کیا نکاح مذکور از روئے شریعت ثابت ہو گا یا نہیں۔ بینوا توجروا

میاں صوبیدار خدا بخش ولد میاں میر محمد و بہادر خان ولد نور خان وغیرہ موجود تھے۔ اب یہ گواہوں کے بیانات حاضر مجلس مسجد میں لیے جا رہے ہیں اور عرض یہ ہے کہ مندرجہ بالا فریقین کا نکاح شرعی تحریری مندرجہ بالا گواہوں کے روبرو پڑھا گیا ہے جو کہ تمام شریعت عاقل و بالغ و شادی شدہ ہیں۔ حافظ قرآن شریف کے ہیں اور تین طلاق کے ساتھ روبرو حاضر مجلس میں بوقت ۹ بجے بیانات دیے ہیں۔ عورت کے والدین موجود نہ ہونے کی وجہ سے مغالطہ پڑ گیا ہے اور کہتے ہیں کہ نکاح نہیں پڑھا گیا ہے۔ اس وجہ سے نکاح میں تفرقہ بھی پڑ گیا ہے۔ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

عالم خاتون مذکورہ اگر شخص مذکور کے ساتھ نکاح کرنے کو تسلیم کرتی ہے اور اس کا اقرار کرتی ہے تو اس کا نکاح قائم ہے اور گواہوں کے پیش کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے اور اگر عالم خاتون اس نکاح سے انکاری ہے یا دونوں اس اقرار سے منکر ہیں تو پھر جو دیے گواہ پیش کرنے کافی نہیں ہیں۔ بلکہ اس مرد اور عورت کو باقاعدہ ایک شخص عالم دین یا اس سے زیادہ کو حکم تسلیم کر لینا چاہیے اور وہ حکم شرعی طور پر ان کے بیانات لیں اور پھر گواہوں کی گواہی شریعت کے مطابق لے کر فیصلہ صادر فرمائیں۔ اگر جانبین کی رضامندی سے حکم مقرر نہیں کیا جا سکا تو پھر حاکم مسلمان کی طرف رجوع کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

اگر شرعی گواہ ہوں تو نکاح صحیح ورنہ عورت کو حلف دیں، اگر وہ حلف اٹھائے تو نکاح کا دعویٰ خارج ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص محمد رمضان قوم موچی نے ایک لڑکی کو فریب سے لے جا کر درخواست دلوائی اور پھر واپس والدین کے پاس بھیج دیا اور ایک سال کے عرصہ تک اس معاملہ کو مخفی رکھا اور سال کے بعد اس نے نکاح کی مشہوری کر دی کہ میرا نکاح نمبردار نے پڑھا ہے اور لڑکی انکار کرتی ہے کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے۔ صرف درخواست ہے اور نمبردار بھی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے نکاح پڑھا ہے۔ لیکن دونوں قابل اعتبار نہیں۔ اب والدین لڑکی کی رضا سے اپنی برادری میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں معتمد علیہ علماء کو ثالث مقرر کیا جائے۔ وہ فریقین کے بیانات اور گواہوں کے بیانات لے لیں اور شرعی طریقہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ یعنی اگر گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں یہ ثابت ہو جائے کہ پہلا نکاح باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہے تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا نکاح بر نکاح ہوگا۔ لیکن اگر نکاح کا ثبوت نہ ہو سکے کہ صرف رسم وغیرہ کی گئی ہو تو دوسری جگہ نکاح صحیح ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

دعویٰ نکاح کے لیے دو گواہ عادل ہونا ضروری ہے ورنہ دعویٰ باطل ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی مولا بخش ولد الٰہی بخش سکنہ موضع راجیرہ ضلع سرگودھا نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح مسماۃ حیاۃ بی بی دختر محمد حیات سکنہ نور والہ ضلع سرگودھا سے ہے۔ جب تحقیق کی گئی تو کوئی نکاح ثابت نہیں ہوا۔ جو نکاح خواں وشواہد مولا بخش مذکور نے اپنے مصنوعی نکاح کے بتائے۔ انھوں نے حلفیہ بیان دیا کہ کوئی شرعی نکاح نہیں پڑھا گیا۔ اب جبکہ مسماۃ حیات بی بی دختر محمد حیات کا شرعی طور پر نکاح مسمی میاں محمد ولد گاما ساکنہ موضع اتابڑی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے مسماۃ حیات بی بی کے والدین نے برضا ورغبت کر دیا۔ ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا ہے۔ موضع اتابڑی کے امام مسجد نے تحریر لگا دی کہ چونکہ مسماۃ حیات بی بی کا پہلے نکاح ہے اس لیے میاں محمد مذکور اور اس کے والدین وعزیز واقارب سے کھانا پینا لین دین کرنا شرعاً منع ہے۔ لہٰذا از روئے شرع شریف جواب عنایت فرمایا جائے کہ صورت مسئولہ میں کیا واقعی میاں محمد کے اقارب کے ساتھ قطع تعلق جائز ہے۔

﴿ج﴾

اس کی صورت صرف یہ ممکن ہے کہ مولا بخش کسی حاکم شرعی کو ثالث تسلیم کر کے اس کے سامنے فریقین حاضر ہوں اور مولا بخش جب دعویٰ نکاح کرے اور عورت انکار کرے تو ان سے گواہ طلب کیے جائیں۔ اگر اس

سے تو وہ لیے گئے ہیں۔ فقط واقعات کو ثابت کرنے کے لیے لہٰذا مدعی علیہ کا وکیل ہونے کی حیثیت سے گواہ
پیش کرتا ہے۔ وہ تمام یہ ثابت کرتے ہیں کہ مولوی نے مدعی علیہ فریق کے سامنے نکاح کا اقرار کیا ہے۔ بلکہ بعض
گواہان تو خود مجلس میں مدعیہ مدعی کا نکاح ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا وجوہات مندرجہ کی بنا پر فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔

﴿ج﴾

اگر گواہان مذکورین میں سے کم از کم دو گواہوں میں بھی شہادت کی اہلیت پائی جاتی ہے اور حکم (ثالث) کو
اطمینان حاصل ہو گیا ہے۔ تب فیصلہ مذکورہ صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
صفر ۱۳۸۵ھ

دعویٰ نکاح ثابت کرنے کے لیے عادل گواہوں کا انتخاب کریں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیٰ غلام محمد و محمد بخش کے درمیان ایک نکاح کے متعلق جھگڑا ہے کہ
مسمی محمد بخش مدعی نکاح ہے۔ محمد بخش مدعی کہتا ہے کہ میرے بھائی محمد حسین کا نکاح مسماۃ الٰہی جو کہ دختر غلام
محمد مذکور کی ہے۔ اس کے ساتھ محمد حسین کا نکاح ہے اور مدعا علیہ غلام محمد نے انکار کیا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی الٰہی
کا نکاح بالکل نہیں کیا۔ جس کے متعلق ایک عالم دین نے کہا کہ مدعی محمد بخش اپنا ثبوت عادل گواہوں کے پیش کرے۔
اس نے کہا کہ میرے گواہ مجلس نکاح میں موجود تھے ہیں۔ پھر مدعی عالم دین نے گواہوں سے پوچھا ہے۔ تو وہ
کہتے ہیں کہ ہم نے تو خطبہ نکاح سنا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کس کے نکاح کا خطبہ تھا۔ کیونکہ اس مجلس میں دو نکاح ہوئے
تھے۔ ہم کو پتہ نہیں کہ مسماۃ الٰہی کا نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ ان شاء اللہ آپ کی رائے میں یا فیصلہ بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر مدعی کا دعویٰ ہے لڑکی کے والد پر کہ اس نے نکاح لڑکی کا کر دیا تھا تو کسی عالم معاملہ شناس
کو طرفین حکم تسلیم کر لیں۔ اپنا ثالث مقرر کر لیں۔ پھر اگر مدعا علیہ تسلیم نہ کرے اور مدعی حلف مدعا علیہ کی طلب
کرے تو لڑکی کا والد حلف دیوے۔ جب مدعی کا دعویٰ ختم ہو جائے اور اگر مدعا علیہ حلف سے انکار کرے تو
دعویٰ ثابت ہو گا اور اگر مدعی ولی لڑکی پر دعویٰ کرے تو اگر لڑکی تسلیم نہ کرے تو یہ دعویٰ لڑکی نکاح کے وقت

﴿ج﴾

مسلمان سول جج اور شرعی حکم کا فیصلہ ہی نافذ ہوگا اور نکاح محمد حسین مذکور کا ہی شمار کیا جائے گا۔

(۲) قرار داد کو شریعت کا کیونکر منکر ہوگا۔ جبکہ وہ شرعی فیصلہ کے لیے فریق مخالف کی رضامندی کے ساتھ ایک عالم دین کو مقرر کر چکا ہے اور اس حکم کے فیصلہ کو تسلیم کر چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۸۹ھ

اگر صغرسنی میں ایجاب وقبول ہوا ہو تو چیئرمین کے فیصلہ کا اعتبار نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نابالغ ہے اور میراں بی بی بھی نابالغ ہے۔ ان دونوں کے نکاح ان کے والدین کرتے ہیں۔ جب دونوں بالغ ہو گئے تو میراں بی بی کے والد نے دینے سے انکار کیا۔ آخر زید کے والد نے زید کے لیے دوسری جگہ شادی کی۔ جب شادی ہو گئی تو میراں بی بی کے والد نے موجودہ عائلی قانون کے ماتحت مقدمہ دائر کیا۔ جب تقریباً دو ڈھائی سال مقدمہ چلتا رہا۔ آخری تاریخ میں حاکم یعنی چیئرمین کے پاس پیش ہوئے۔ تو زید کے والد نے حاکم کے سامنے کہا کہ میں نے نکاح نہیں کیا تھا۔ صرف وعدہ دینے دینے کا میراں بی بی کے والد سے ہوا تھا اور بلوغ کے بعد انھوں نے انکار کر دیا۔ زید کے والد نے دوسری جگہ شادی کرا دی۔ چنانچہ اس بیان پر چیئرمین صاحب نے حکم دیدیا کہ نکاح نہیں رہا اور بیانات لکھائے گئے اور دستخط کیے گئے ہیں۔ لیکن زید مقدمہ میں پیش نہیں ہوا۔ کیونکہ زید کے مالہ وماعلیہ کے والدین ذمہ دار تھے۔ میراں بی بی کا والد کہتا ہے کہ نکاح ٹوٹ گیا۔ اب میراں بی بی کی شادی دوسری جگہ کرنے لگا ہے۔ اب شرع شریف کی رو سے زید سے نکاح ٹوٹ گیا ہے یا کہ نہیں؟ اور میراں بی بی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ان کے مابین صغرسنی میں باقاعدہ ایجاب وقبول کے ساتھ شرعی نکاح ہوا تھا تو پھر باپ کے اس بیان سے نکاح ختم نہیں ہو سکتا اور مذکورہ عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی اور اگر واقعی صرف وعدہ ہی ہوا تھا۔ نکاح کا وعدہ لیا گیا تھا تو پھر یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اثبات نکاح کے لیے معتمد علیہ علماء کو ثالث مقرر کیا گیا اور گواہان پیش ہوگئے تو دعویٰ ثابت ہوگیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش خان قوم بلوچ۔ نزد شادی کی۔ تھانہ محمود کوٹ تحصیل کوٹ ادو کا باشندہ ہے۔ جس نے عرصہ ۱۳، ۱۴ سال کی لڑکی مسماۃ حیاتاں نابالغہ کا نکاح مسمی خیر محمد ذات مصلی جویہ سے کر دیا تھا۔ اس وقت اس کے لڑکے اور تمام برادری ناراض تھی۔ جب لڑکی جوان ہوئی تو اس نے غیر برادری میں جانا پسند نہ کیا۔ بلکہ موقعہ پا کر اپنے بھائی کو ساتھ لیا اور اپنی برادری پہنچ گئی۔ برادری نے خیر محمد کو رقم مہر ادا کر کے طلاق حاصل کر لی۔ طلاق حاصل کرتے وقت لڑکی کے والد کو شامل نہ کیا گیا اور نہ ہی اسے رضامند کیا گیا۔ بلکہ اس فیصلہ سے بالکل ناراض رہا۔ یہ نکاح فقط پیٹ کے لالچ پر پڑھا گیا تھا۔ یعنی یہ وہ فروخت ہوئی تھی۔ مندرجہ بالا طلاق کی ضد پر مسمی اللہ بخش نے اپنی دوسری لڑکی مسماۃ انوری مسمی محمد رمضان جٹ قوم مصلی کو دینے کا وعدہ کر لیا۔ اس وقت لڑکی بھی نابالغ تھی۔ بغیر رضامندی اپنی برادری و اپنے لڑکوں کے اپنی دختر مسماۃ انور کو مسمی محمد رمضان کے گھر پہنچا دیا۔ اس وقت لڑکی کے بھائی اور ایک قریبی رشتہ دار نے ایک نوٹس مسمی محمد رمضان کے نام رجسٹری کر دیا کہ مسماۃ انور کا نکاح پہلے شرعاً پڑھا ہوا ہے۔ آپ اس کے ساتھ نکاح نہ کریں۔ یہ الفاظ محض دباؤ کی خاطر لکھے گئے۔ نہ کہ پہلے نکاح پڑھا گیا تھا۔ اس پر محمد رمضان نے واپس جواب نوٹس بذریعہ رجسٹری دیا کہ میں نے مذکورہ سے سو روپیہ کے عوض منگنی کی ہے۔ اس تحریر میں نکاح ثابت نہ کیا۔ سات سو روپیہ کی تحریر اس لیے لکھوائی کہ مجھ سے خیر محمد ذات جویہ والا سلوک نہ ہووے۔ چنانچہ مسماۃ انور دختر اللہ بخش قریباً ایک سال جبکہ نابالغ تھی۔ اسے خاندان تحصیل میں چھپا کے رکھا ہوا اس پر پہرہ اور نگرانی رکھی۔ چونکہ اس سے بالکل ناخوش اور ناراض تھی۔ اس کے بعد محمد رمضان اسے واپس اپنے گھر محمود کوٹ لایا۔ چنانچہ لڑکی مسماۃ انور نے موقعہ پایا اور اپنے بھائی کے گھر پہنچ گئی۔ اس وقت بھی لڑکی نابالغ تھی۔ عرصہ دو سال ہوئے ہیں کہ اپنے بھائی کے گھر رہائش رکھتی ہے۔ اب ایک سال سے بالغ ہے۔ غیر قوم میں ہرگز واپس جانا پسند نہیں کرتی۔ اس وقت برادری نے لڑکی کے والد اللہ بخش سے پوچھا کہ تم نے اپنی لڑکی کا نکاح کس مولوی صاحب سے اور کس جگہ پڑھوایا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ محمد رمضان مجھے محمود کوٹ سے شہر مظفر گڑھ لے گیا اور وہاں پر ایک مولوی صاحب کو اس کی آواز پر بلا لایا۔ مجھ سے ایک کاغذ پر یہ تحریر کر دیا کہ اگر تم نے لڑکی محمد رمضان کو نہ دی تو مبلغ سات سو روپیہ محمد رمضان کو ادا کرو گے اور دوسرا یہ تحریر لکھوایا کہ محمد رمضان برائے حق مہر ادا کرے گا۔ صرف یہ تحریر

﴿ج﴾

ثبوت نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ قال فی شرح التنویر ولغیرها من الحقوق سواء کان مالا او غیره کنکاح وطلاق ووکالة ووصیة واستهلال صبی للارث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص ۴۶۵ ج ۵) پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند اپنے گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں۔ عدالت میں نکاح ثابت نہیں کر سکا اور عدالت کے ہاں یہ ثابت ہو گیا کہ خاوند کا دعویٰ درست نہیں اور اس بنا پر عدالت نے عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا تو عدالت کا فیصلہ شرعاً درست ہے اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے اور اس فیصلہ کے بعد جس خاوند سے نکاح ہوا ہے اس کے ساتھ برادری کے تعلقات قائم کرنا مسلمانوں کے لیے درست ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۶ھ

اگر نکاح کے گواہ موجود ہوں تو نکاح صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر روبرو گواہان کے شرعی نکاح پڑھا جائے۔ لڑکی سے اجازت لے کر روبرو گواہان کے لڑکے کا دادا لڑکے کی جگہ پر قبول کرے پھر جب لڑکا ملازمت سے رخصت پر آ جائے۔ پھر اس کو روبرو گواہوں کے قبول کیا جائے۔ پھر اگر کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کا والد کسی بہانے سے انکار کر دے کہ ہم نے اپنی لڑکی نہیں دی نہ یہ نکاح پڑھایا ہے۔ گواہ بھی موجود ہیں۔ اسی زبان سے اس نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی لڑکی بی بی مریم نامی والی نسیم ولد سلطان کے حق نکاح میں دے دی ہے۔ حالانکہ جب نکاح شرعی ہوا تو مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ لڑکی کو کپڑے وغیرہ بھی پہنائے گئے۔ سونے کے زیور بھی پہنائے گئے۔ اب کسی غیر کے بہانے سے کہتا ہے کہ میں نے نہیں دی ہے۔ یہ نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ فتویٰ طلب کرتا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ نہیں؟ لڑکی اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ نکاح پڑھانے کے وقت مولوی صاحب بھی موجود تھا۔ یعنی اس نے خود نکاح پڑھایا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر نکاح پڑھانے کے گواہ موجود ہیں اور وہ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے روبرو فلاں لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے پڑھا گیا ہے تو شرعاً نکاح ثابت ہے۔ لڑکی کے والد کے انکار کرنے سے یہ نکاح ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ لڑکی اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعاً مجاز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم صفر ۱۳۹۶ھ

ایجاب وقبول کے بعد انکار کرنا معتبر نہیں ہے

﴿س﴾

میں مسمی میاں غلام رسول ولد میاں دین محمد نکاح خواں ساکن اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے مسماۃ بیوہ زینت خاتون دختر مہر خان قوم اعوان ساکن موضع یانوالہ جو کہ مولوی غلام رسول مرحوم ولد احمد خان قوم اعوان ساکن موضع یانوالہ حال اوچھالی کی بیوی تھی۔ مذکورہ زینب خاتون کا نکاح محمد اقبال ولد احمد خان اور برادر مولوی غلام رسول مرحوم سے نکاح ثانی پڑھا۔ اس سلسلہ میں مسماۃ مذکورہ نے اپنی رضامندی نکاح کی اجازت روبرو گواہان کے دی اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ مسماۃ مذکورہ عرصہ تین سال تک راضی خوشی محمد اقبال مذکور کے گھر آباد رہی ہے۔ نکاح خواں میاں غلام رسول ولد میاں دین محمد ساکن اوچھالی ضلع سرگودھا بقلم خود میاں غلام رسول۔ حافظ صالح محمد ولد حاجی فتح دین ساکن اوچھالی۔

قاری گل محمد ولد قاری محمد حیات ساکن مردوال حال اوچھالی۔

خدا بخش ولد نور محمد مدرس گورنمنٹ مڈل سکول اوچھالی

شہادت گواہان نکاح

گواہ نمبر ۱۔ میں مسمی احمد خان ولد خان محمد قوم اعوان ساکن موضع یانوالہ حال اوچھالی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرے روبرو مسماۃ زینب خاتون دختر مہر خان قوم اعوان ساکن موضع یانوالہ حال اوچھالی نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ میرا نکاح مسمی محمد اقبال ولد احمد خان سے پڑھا جائے۔ چنانچہ اس کی

۵۔ نائب صدر برادر غلام رسول ۶۔ حافظ منظور محمد بقلم خود

۷۔ احمد خان ولد خان محمد قوم اعوان سکنہ بانوالہ حال بچھان شاہ اکوڑا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال زینت خاتون کا نکاح مسمیٰ محمد اقبال کے ساتھ شرعاً درست اور صحیح ہے۔ عرصہ تین سال تک مسماۃ زینت خاتون کا مسمیٰ محمد اقبال کے ساتھ اس نکاح کے ساتھ زوجی تعلق قائم رکھنا بھی اجازت کی کافی دلیل ہے۔ بہر حال زینت خاتون کا اب اجازت دینے سے انکار کرنا شرعاً معتبر نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۰ محرم ۱۳۹۷ھ

بلا ثبوت شرعی صرف افواہ پھیلانے سے نکاح ثابت نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت تا حال قبل بائیس سال ایک آدمی کے ساتھ اغوا ہوئی۔ اس وقت اس لڑکی کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی۔ اغوا ہونے کے بعد عرصہ ایک ماہ کے اندر واپس آئی۔ اس وقت کسی نے پتہ نہ کیا کہ اس کا کوئی نکاح وغیرہ ہوا ہے یا نہیں۔ لڑکی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ مجھے کوئی معلوم نہیں۔ بعد کو دوسرے رشتہ میں کر دی گئی۔ جس کے بطن سے تین لڑکیاں اور چار لڑکے پیدا ہوئے۔ جب تک بھی کسی نے نکاح کا انکشاف نہ کیا۔ پھر اس کا خاوند بقضاء الٰہی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد تقریباً سات سال وہ بیوہ رہی۔ جب بھی کسی نے نکاح کا ظہور نہ کیا۔ پھر اس کے بعد اس بیوہ کے حقیقی بھائی نے اور پھر حقیقی نے رضامندی سے اپنی خوشی میں نکاح کیا۔ نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ان تمام واقعات کا جس کو علم تھا اس نے اب ایک ہفتہ قبل سے نکاح کا اظہار کیا۔ اس لڑکی کے نکاح میں شامل ہونے والوں کا نکاح مکروہ ہے۔ کیونکہ اس لڑکی کا نکاح پہلا دوران اغوا میں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے یہ سب نکاح مکروہ ہیں۔ حالانکہ وہ شخص افواہ پھیلانے والا پہلے نکاح میں موجود نہیں تھا اور نہ ہی کوئی گواہ ثابت ہے۔ جو پہلا نکاح کیا گیا تھا وہ بلا وارثوں کے ہوا تھا۔ نہ ہی اس کا باپ اور نہ ہی بھائی وغیرہ۔ حالانکہ کوئی رشتہ دار بھی اس وقت نکاح میں شامل نہ تھا۔ نکاح جس کے ساتھ ہوا تھا۔ اس نے بھی اس وقت وارثوں کو کسی قسم کی کوئی نکاح کی دلیل نہیں دی اور نہ اب تک کوئی کسی قسم کا ذکر ہوا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کا جو کہ بغیر وارثوں کے نکاح ہوا ہے وہ منعقد ہوا ہے یا نہیں اور جو

شخص یا کسی سوال کرنے پر کسی کے سامنے اس عورت کے دو نکاح شرعی ہوئے ہیں۔ اس نے اظہار نہیں کیا۔ اس کے واسطے بھی آپ فتویٰ دیں کہ یہ شرعی نکاح ہوا ہے اور جس کے ساتھ پہلا نکاح ہوا تھا۔ اس کو اطلاع نہ دینے کی وجہ سے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں کیا عورت کو افواہ کے وقت نکاح کا علم ہے یا نہیں اور مدعی نے اپنے سے نکاح کرنے کی اجازت اس سے لی ہے یا نہیں۔ یا بغیر اجازت لیے عورت کا اپنے سے نکاح کیا ہوا اور بعد میں عورت کو اطلاع ہوئی ہو۔ اگر ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی اور عورت کو مدعی سے کسی قسم کے نکاح کا علم نہیں ہوا اور افواہ پھیلانے والے نے اتنے طویل زمانہ میں عورت سے منکوحہ ہونے کا ظہور تک نہیں کیا اور نہ دعویٰ کیا اور اب بھی اس شخص کے پاس پہلے نکاح کے ثبوت نہیں ہیں تو یہ شخص افواہ پھیلانے والا جھوٹا اور گنہگار ہے۔ بلا ثبوت شہادت شرعی اس افواہ کا کوئی اعتبار نہیں اور نکاح بلا شبہ اس وقت صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح ہونے یا نہ ہونے میں جب اختلاف ہو تو عدالت مقرر کر کے فیصلہ کیا جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی لڑکی مسماۃ غلام فاطمہ دختر غلام حیدر ساکن موضع کپا جو کہ ڈاکخانہ جھک تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کی رہنے والی ہے۔ لڑکی کے رشتہ داروں نے بوقت نابالغی لڑکی کے والد کو رشتے کے متعلق کہا کہ اس کا شرعی نکاح کر دو۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس وقت میری لڑکی مسماۃ غلام فاطمہ سن بلوغت کو پہنچے گی تو تمہیں نکاح کر دوں گا۔ اس وقت میں نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ بات سن کر لڑکے کے وارث چلے گئے۔ اب چونکہ لڑکی جوان بالغ ہو چکی ہے۔ جس پر لڑکے والے نے رشتہ کا دعویٰ کیا کہ تم نے بوقت نابالغی نکاح کر دیا تھا۔ حالانکہ لڑکی کے والد نے شرعی نکاح نہیں کیا تھا۔ اب لڑکی کے والد نے لڑکے کے والد کو کہا کہ اگر میں نے نکاح کر دیا ہے تو کوئی تحریری ثبوت پیش کر دو یا موقع کے گواہ پیش کرو۔ اس پر لڑکے والے نے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں اور یونہی لڑکے والے اپنے رشتہ داروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور لڑکی کے والد کو بدنام کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا لڑکی کا والد دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟ مفصل تحریر فرمایا جائے۔

فوت ہونے سے ایک ماہ پہلے کیا ہوا ہے تو ہم کو اس بات کی بہت پریشانی ہوئی اور پنچایت نے دریافت کیا کہ کس طرح تو اس نے کہا کہ رجسٹر پر سجاول خان کا انگوٹھا ہے۔ لیکن پنچایت نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ صرف اکیلا سجاول خان اور راجولی کا انگوٹھا خدا جانے کہ جعلی انگوٹھا ہے یا کہ ٹھیک۔ اس بات پر میں نے پنچایت اور اپنے وارثان کو کہہ دیا کہ میں جوان ہوں اور میں اس بات کو نہیں مانتی۔ یہ سب میرے ماموں صاحب نے فرضی دھوکہ بنایا ہے۔ میرے والد کی بیماری کی وجہ سے ہوش وحواس ٹھیک نہیں تھے۔ جس جگہ بھی میرے رشتہ کے متعلق میرے بھائی نے بات چیت کی تو میرا ماموں شرارت کرنے کی وجہ سے روک دیتا اور اس نے ایک قتل آگے کیا ہوا تھا۔ اس سے ڈر کے مارے رشتہ کوئی نہیں کرتا تھا اور اب وہ ایک سال ہوا فوت ہو چکا ہے اور ابھی اسی کا لڑکا شرارت کرتا ہے۔ مولانا صاحب میری عمر ۲۹ سال ہو چکی ہے۔ میں اب بالکل برداشت نہیں کر سکتی اور نہ میں بیٹھ سکتی ہوں۔ اس لیے یہ صرف میرا ایک بھائی ہے جس کو ضلع منٹگمری میں ایک مربع زمین گورنمنٹ کی طرف سے فوجی انعام ہے۔ جس پر قبضہ میرے بھائی فضل حسین کا ہے اور ہماری سابقہ سکونت جہلم کے ضلع میں ہے۔ ضلع منٹگمری میں ہمارا خدا کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی سابقہ سکونت میں۔ اس لیے میں جوان ہوں اور مجھے اپنی عزت کا خطرہ ہے اور اس میں شرارت کی وجہ سے میری عمر خراب کر دیں گے۔ لیکن اب میں بہت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ آپ منتظر ہوں۔ حکم محمدیؐ شرع کے اس لیے جناب واپسی جواب سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ میں اپنی عصمت بچا سکوں اور اپنا نکاح کر سکوں۔ اس بات کا اجر خدا دے۔

مسمات مختار بیگم بذریعہ حقیقی بھائی فضل حسین ولد سجاول خان چک نمبر ۳۔ای ۲۳۹/ ۲۳۹ نشان انگوٹھا درج ہیں۔ ڈاکخانہ چک نمبر ۳۔ای ۲۷۵/ ۵۱ تحصیل پاک پتن ضلع منٹگمری۔ فضل حسین بقلم خود درج ہیں اصل کاغذ میں۔

ج

نکاح کے ثبوت کے لیے دو عادل دیندار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ مدعی نکاح، نکاح یعنی ایجاب وقبول کو دو دیندار گواہوں سے ثابت کر دیں کہ ہمارے سامنے مختار بیگم کے باپ نے فلاں لڑکے سے باقاعدہ نکاح یعنی ایجاب وقبول کرا دیا ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور مختار بیگم دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی اور اگر دو عادل دیندار گواہوں سے ثابت نہ کر سکے تو عورت آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ

اثبات نکاح کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے، گواہ دو عادل ہوں

﴿س﴾

واقع بینہ کا بیان واقع شہر چوامولانی تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

بیان کنندگان مستفتیان کے اسماء مولوی رضاء اللہ صاحب و مولوی حضرت عمر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ فیض المدارس و مولوی غلام صدیق صاحب و خانصاحب شیرک خان وغیرہم علماء عظام و مفتیان کرام سے اپیل کی جاتی ہے کہ واقعہ مذکورۃ الصدر کی تحقیق سے ممتاز عان و عوام الناس کو مشکور و ممنون فرمائیں۔ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں گے۔ مسمی حاجی و برادری رمضان فرزندان ملک سوار مرحوم مغفور جو کہ فرزند ملک صالح مرحوم نے اپنے ثبوتی دعوئ نکاح جو کہ بوکالت پدرانش ہوا تھا۔ مسماۃ بختو بی بی منکوحہ حاجی و جندو بی بی منکوحہ رمضان دختران عم مسمی پیارا ملک مرحوم مغفور فرزند صالح پر علماء کرام کے سامنے اپنے دعوئ و گواہان دائرہ موجود کیے۔ دونوں برادران نے اول گواہ ملک حبیب صاحب برادر ملک صالح مرحوم یعنی اپنے جد فاسد کو پیش کیا۔ مولوی صاحب نے حلف دے کر یہ بیان ملک حبیب مذکور سے لیا کہ پیارا مرحوم مغفور برادرزادہ نے اپنی دختر مسماۃ بختو بی بی کا نکاح برادرزادہ مسمی حاجی فرزند سوار مرحوم کے ساتھ اور دختر جندو بی بی کا نکاح اپنے برادر زادہ سے مسمی رمضان فرزند سوار مرحوم سے کیا ہے۔ ایجاب و قبول انھوں نے خود کیے ہیں۔ ہاں میں مزوج و نکاح خواں و تعبیر کنندہ تھا۔ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی نکاح خوانی کی ہے۔ دوسرے گواہ مسمی غلام رسول فرزند ملک حبیب کو مولوی صاحب نے حلف دے کر یہ بیان اس سے لیا کہ میں مسمی غلام رسول موجود تھا کہ میرے باپ حبیب صاحب نے اپنے برادرزادوں مسمی پیارا مرحوم و مسمی سوار مرحوم سے ایجاب و قبول کرائے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ مسمی حاجی کا نکاح مسماۃ بختو بی بی کے ساتھ اور مسمی رمضان کا نکاح مسماۃ جندو بی بی کے ساتھ بوکالت اپنے باپوں سے ہوا ہے۔ میرا باپ مزوج و نکاح خواں و تعبیر کنندہ تھا اور حبیب صاحب و فرزندش غلام رسول نے کہا کہ وقت ایجاب و قبول کے ہمارے ساتھ ملک حسین و ملک ولی داد ساکنان ملتانی بھی تھے جو کہ فوت ہو گئے ہیں اور ایک ملک مراد بھی تھا جو کہ مریض در این شہر میں پڑے ہیں۔ جس کی گواہی شرعی طریقہ سے تین چار آدمی نقل کر کے موجود ہیں۔ مسمی مولوی رضا محمد صاحب و مولوی غلام صدیق و ملک شیرک خان و رمضان ساکن ملتان۔ ان صاحبان نے کہا کہ ہم کو ملک مراد ساکن ملتان نے کہہ دیا ہے۔ چونکہ میں مقام ممتازعہ عندالحکمین و مفتیان کرام کے بوجہ مرض شدید کے نہیں جا سکتا تھا۔ لہٰذا میں نے آپ صاحبوں کو اور ہر ایک کا نام

الحاکم لان شهود الفرع کالبدل من شهود الاصل وبدل لا یثبت حکمه مع القدرة الخ الجوهرة النیرة صفحه ۲۹۹ کتاب الشهادة وتقبل الشهادة علی الشهادة الا فی حد و قود او شرط لها تعذر حضور الاصل بموت او مرض او سفر و عند ابی یوسفؒ یکفی مسافة ان غدا لا یبیت الی اهله الخ . شرح وقایه باب قبول عدمه ولا تقبل شهادة شهود الفرع الا ان یموت شهود الاصل او یغیبوا مسیرة ثلثة ایام فصاعداً او یمرضوا مرضا لا یستطیعون معه حضور مجلس الحاکم لان جوازها للحاجة وانما تمس عند عجز الاصل وبهذه الاشیاء یتحقق العجز الخ هدایه باب الشهادة ص ۱۳۷ هکذا فی رقم واحد من الکاتب . قہستانی کی اصل عبارت یہ ہے۔ وشرط لها ای لقبول الشهادة الفرع تعذر حضور الاصل لا دائها باحد من الاسباب الثلثة بموت ای بموت الاصل کما فی الهدایة وغیره لکن فی قضاء النهایة وغیره ان الاصل اذا مات لا تقبل شهادة فرعه فیشترط حیوة الاصل او مرض الخ . کتاب الشهادة جامع رموز قهستانی . قہستانی کے منقولات میں خطاء اور سہو پائی ہے۔جیسا کہ ذیل کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ ولعل ما فی جامع الرموز ان غیر الاب والجد اذا انکحا غیر الصغیر والصغیرة بالغبن والغرور جاز کما فی الجواهر کان سهوا منه وانی رأیت نکاح الجواهر کله لم اجد فیه اصلا ولهذا بین العلماء عدة کتب وهی جامع الرموز وخزانة الروایات وحسب المفتین لان بعض منقولاتهم لم یوجد فی المنقول عنه غایة الحواشی فتاوی نور الهدی صفحه ۱۹۳ کتاب القضاء فریق اول میں حبیب صاحب کی گواہی علی فعل نفسہ کے متعلق جواب دیا کہ حبیب صاحب کی گواہی علی فعل نفسہ نہیں ہے۔حبیب یہاں وکیل نہیں ہے۔ بلکہ سفیر اور معبر ہے۔ کیونکہ صغیرین کے باپ موجود ہیں۔ دونوں میں یہی مباشر ہیں۔ حبیب مباشر نہیں ہے۔حبیب گواہ معتبر ہے اور حبیب کی گواہی مقبول ہے اور زیلعی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ قوله والا لا ای وان لم یکن الاب حاضرا لا یصح لان الاب اذا کان حاضرا یجعل مباشر الا تمام المجلس فبقی الوکیل المزوج سفیراً او معبراً فیکون شاهدا مع الرجل بخلاف ما اذا کان الاب غائباً لان المجلس مختلف فلا یمکن ان یجعل الاب مباشراً فلا ینقل کلام الوکیل الیه فیبقی الرجل وحده شاهداً و به لا ینعقد النکاح الخ . زیلعی علی حاشیه کنز لمولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی کتاب النکاح صفحه ۹۲ حاشیه نمبر ۳

(نوٹ) بجانب سوال جواب بہت ہوئے ہیں۔ اختصاراً یہی اپنا مطلب لکھ دیا ہے کہ مسئلہ اس پر موقوف ہے فریق ثانی نے یہ بھی کہا۔ آج تک کسی نے نہیں سنا کہ ان کے درمیان میں نکاح ہوا ہے اور ہم نے آج سنا ہے تو مجمع عام میں بوقت تنازع کے تین گواہ اس امر کے فریق اول مدعیان نے پیش کیے۔ مسمی ملک گوزا و ملک داود خان و ملک سدو خان ساکنان جھنڈی جو کہ مسکن مدعیان کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے بیان دیا کہ جب سوار ملک گرہ بنالیں جو کہ مسکن اپنے برادر پیارا کا ہے۔ نکاح پڑھ کر آیا تو یہاں اپنے گھر گرہ جھنڈی میں خوشی منائی اور ہم لوگوں نے مبارک بادی نکاح دی تھی۔ ہم نے سواران مرحوم سے نکاح کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ حاجی اور رمضان دونوں کا نکاح کیا گیا ہے۔ یہ تین گواہ سماع کے بھی موجود ہوئے ہیں۔ ممتاز خان کی قرابت و گواہان کا نقشہ نوٹ مہربانی فرما کر تحقیق بلیغ سے عوام کو خود سند کریں۔

﴿ج﴾

فریقین کے دلائل کے ماخذ کو بغور دیکھا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ فریق اول کے دلائل صحیح ہیں اور فریق ثانی کے غیر صحیح۔ فریق ثانی کی دلیل جس سے شہادت اصل کی موت کی وجہ سے شہادت فرع کے سقوط کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے صحیح نہیں کہ یہ تمام فقہاء کی تصریحات کے خلاف ہے۔ سراجیہ میں ہے۔ وانما تجوز الشهادة على الشهادة اذا كان الاصل ميتا او غائباً الخ قاضی خان میں ہے۔ الشهادة على الشهادة لا يجوز الا ان يكون المشهود على الشهادة مريضاً مما لا يقدر ان يحضر لاداء الشهادة او يكون ميتاً الخ عالمگیری میں ہے۔ ولا تقبل شهادة شهود الفروع الا ان يموت شهود الاصل الخ . وهكذا فى جميع الفتاوى التى عندنا وهكذا فى جميع المتون والشروح مسئله رسم المفتى قالوا ما فى المتون مقدم على مافى الشروح وما فى الشروح مقدم على مافى الفتاوى ثم قال بعد اسطر القهستانى كجار فى سيل وحاطب ليل الخ قال وانما كان دلائل الكتب فى زمانه ولو كان يعرف بالفقه وغيره بين اقرانه يؤيده انه يجمع فى شرحه هذا بين الغث والسمين واذا الفقه روايات المتون والشروح والفتاوى فكيف يعتبر بقول القهستانى وهذا حال شانه . باقی شامی نے جو تائید کلام قہستانی میں تحریر کیا ہے۔ (تیرکلام) ويؤيد كلام القهستانى قوله الأتى ويخرج اصله عن اهلها ثم قال (والصواب ماهنا قال فى الدر المنتقى لكن نقل البرجندى والقهستانى

کلامهما فی البحر و المنح السراج وغیرها انه متی خرج الاصل عن اهلیة الشهادة بان خرس او فسق او عمی او جن او ارتد بطلت الشهادة آه فتنبه. اس کے متعلق عرض ہے کہ فتح میں درحقیقت باقی مفسدات اہلیہ اور موت کے فرق کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ موت منہی ہے اور خرس عمی جنون وغیرہ مبطل ہیں۔ اہلیت شہادت کے لیے تو چونکہ موت اصل میں اس کی اہلیت شہادت کی انتہاء ہے۔ فساد و بطلان نہیں۔ فرع کی شہادت باوجود موت اصل کے صحیح ہے اور خرس و عمی وغیرہ امور میں فساد اہلیت اصل ہے۔ اس لیے جب اصل ان عوارض سے موصوف ہو کہ اہل شہادت نہ ہوگا تو فرع کی شہادت بھی صحیح نہیں۔ فوضح الفرق بین الموت وسائر مفسدات الاهلیة وقال هذا ما عندی والله اعلم. موت کے منہی ہونے کے متعلق ہدایہ وغیرہ میں تاکید المہر بالموت کے مسئلہ باب النکاح نیز قہستانی مجہول ہے۔ اس کے قول پر فتویٰ جائز نہیں۔ الدراسة الرابعة فی فوائد متطرفه مفیدة للمفتی و المصنف کما فی مقدمة عمدة الرعایة لمولانا عبدالحی لا یجوز الافتاء من الکتب المختصره الی ان قال او لعدم الاطلاع علی حال مصنفیها کشرح الکنز لملا مسکین وشرح النقایه للقهستانی ثم قال بعد صفحة قریباً ومن الکتب الغیر المعتبرة شرح مختصر الوقایه للقهستانی. الغرض فریق ثانی کی دلیل دربارہ سقوط شہادت کے مجبر نکاح بوجہ اس کے کہ یہ شہادۃ علی نفسہ ہے، بھی صحیح نہیں۔ قاضی خان کتاب الشهادة فصل ومن الشهادة الباطلة الشهادة علی قول نفسه ذکر فی الطلاق الاصل لو شهدا علی رجل انه امرهما ان یزوجا فلانة و انهما قد فعلا ذلک جازت الشهادة بهما صرح جزئیہ ہے۔ نیز وہ عبارت جس کو فریق اول نے مجبر فی النکاح کی صحت شہادت کے لیے پیش کی ہے۔ وہ بھی تصریحات ہیں۔ جس میں تاویل کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی۔ اب اگر اور کوئی شرط شہادت مفقود نہ ہو تو نکاح ثابت ہوگا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہ نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کو قسم دی جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمود خان ولد احمد خان قوم ۔۔۔ سکنہ ۔۔۔ تحصیل و ضلع محمد و ڈیرہ غازی خان

مائی مبارک بخت خاتون ہیرالی اب بالغ ہو چکی ہے۔ کیا اس کو شریعت محمدیہ میں نکاح کرنے کی اجازت دی جاتی ہے یا نہیں۔ اس صورت میں مسئلہ کو بحوالہ جات تحقیق و توثیق کے ساتھ ثابت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمادیں۔

﴿ج﴾

دوبارہ پھر تحقیق کی جاوے اور گواہان سے رجوع کیا جاوے اور حسب سابق اگر گواہ بدل سکے یا انکار کر دیں تو اصول کے مطابق البينة على المدعي واليمين على من انكر لڑکی کو قسم دلوائی جاوے۔ اگر لڑکی نے قسم نکاح کی نفی میں اٹھائی اور کہا کہ مجھے نکاح کا کوئی علم نہیں ہے تو بے شک اس کا نکاح اور جگہ کیا جاوے۔ ورنہ بصورت دیگر مدعی کی منکوحہ ہو جائے گی۔ وفي الهداية مع فتح القدير مطبوعه مكتبه رشيديه كوئته ص ۱۰۰ ج ۳ ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور.

وفي الدر المختار مع الرد المحتار مع التحليف في الكل الا في الحدود ۔ الاحقر

عبد الرحمن عفا الله عنه

شواہد نہ ہوں تو صرف دعویٰ نکاح کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

بیان حلفی از اس مسماۃ زینب بی بی دختر رحمانی قوم ماچھی عمر تقریباً ۱۹/۱۸ سال سکنہ موضع لونگ اعظم وہاڑی ضلع ملتان حال مقیم نشاط مارکیٹ نشاط روڈ بیرون حرم گیٹ ملتان

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مظہرہ کی عمر اس وقت ۱۹/۱۸ سال ہے اور مظہرہ عاقلہ بالغہ ہے۔ اپنے نفع نقصان کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مسمی کرم دین ولد اعظم قوم ماچھی سکنہ موضع باقر شاہ تھانہ لڈن تحصیل وہاڑی ضلع ملتان اپنے آپ کو میرا خاوند ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب مظہرہ ایک سال کی تھی تو مظہرہ کے والد نے اس کا نکاح اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ اس امر کی تصدیق اس کے برادر حقیقی مظہرہ اور اس کا چچا کرتے ہیں جو کہ اس وقت بعد از وفات والد مظہرہ اس کے وارثان ہیں۔

مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہے کہ مظہرہ اس وقت اپنے برادر حقیقی مسمی اللہ جوایا کے پاس رہتی ہے۔ کیونکہ اس کا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی پہلا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں کیا ہے تو خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور نہ دوسرے نکاح کی مجلس میں شریک ہونا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

لیکن بہتر یہ ہے کہ حفیظ الدین نے جب دوسری شادی کر لی ہے۔ اب اگر اس میں ہمت ہو اور دونوں بیویوں کا حقوق شرعی کے مطابق الگ الگ مکان اور نان ونفقہ دینے پر قدرت ہو تو کنیز فاطمہ کو لے لے اور آباد کرے۔ محض اس لیے کہ کنیز فاطمہ میری ہمشیرہ کے بدلے میں میرے نکاح کے اندر آئی تھی۔ اس کا معاوضہ وصول کرنے کی خاطر نہ اسے آباد کرے اور نہ ہی طلاق دے۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ پہلے رمضانی ظالم تھا کہ رخصتی نہیں کرتا تھا۔ اب یہ ظالم ہوگا اس لیے شریعت میں وٹے کے نکاح سے منع کیا گیا۔ اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے مگر مکروہ ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہوگا اگر دونوں کا آباد کرنا مشکل ہو جیسا کہ ہمارے علاقہ میں خصوصاً عوام کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ سابقہ بیوی کنیز فاطمہ کو طلاق دے دے۔

خلوت صحیحہ میں شوہر کا قول معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو حسب ذیل ہے کہ بکر نے ہندہ کے ساتھ عقد نکاح کیا۔ پھر نزاع واقع ہوا۔ پھر بکر نے ہندہ کو مطلقہ کر دیا تین طلاقیں دے دیں۔ اب عدت میں گفتگو ہے کیا ہندہ بلا عدت زوج ثانی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ ہندہ کہتی ہے کہ میرے ساتھ بکر نے ہم بستری نہیں کی نہ خلوت صحیحہ ہوئی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ میں نے ہندہ کے ساتھ ہم بستری کی ہے اور خلوت صحیحہ بھی ہوئی۔ گواہ بھی قائم کرتا ہے شرعی فیصلہ سے مشکور فرمائیں تا کہ نزاع ختم ہو جائے۔

﴿ج﴾

اگر زوجین صرف ایک مرتبہ کسی ایک کمرہ میں یا کسی خالی جگہ میں اکٹھے ہو چکے ہیں تو عدت لازم آ جاتی ہے۔ اس لیے زوج کا قول جبکہ وہ گواہ بھی قائم کر رہا ہے درست ہے اور عدت واجب ہوگی۔ عدت کے اندر نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

ولی کے علاوہ (نابالغ لڑکی) کے لیے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ (۱) نکاح کے لیے کتنے گواہ ضروری ہیں۔ (۲) بعض حالات میں ولی کو گواہ سمجھا جاسکتا ہے یا صرف ایک گواہ ہو تو کیا ایسا ایجاب شرعاً ٹھیک ہوگا یا نہ؟

﴿ج﴾

(۱) انعقاد نکاح کے لیے دو گواہوں کا وجود ضروری ہے۔ کما فی شرح الوقایہ ص ۹ ج ۲ (و شرط) حضور حرین او حر و حرتین مکلفین مسلمین سامعین معاً لفظهما الخ

(۲) لڑکی اگر نابالغ ہو تو ولی یا وکیل کے علاوہ دو گواہوں کا وجود ضروری ہے اور اگر لڑکی بالغ ہے تو نکاح پڑھانے والے کے علاوہ ایک اور آدمی کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ و ان امر الاب رجلاً ان ینکح صغیرته فنکح عند رجل ان حضر ابوها صح و الا فلا کالاب ینکح بالغةً عند فرد ان حضرت صح لصار کان البالغة عاقدة فالاب و ذلک الفرد شاهدان و عبارة المختصر هذا و الوکیل شاهد ان حضر موکله کالولی ان حضرت مولیته بالغته (شرح الوقایہ ص ۱۰ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

ایجاب و قبول نکاح کا رکن اعظم ہے، اس کے بغیر صرف انگوٹھا لگانے سے نکاح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جو کہ احمد یار و بہاول نے بیان کیا ہے، درست ہے یا غلط، اس کا استصواب کیا جائے۔

ایک حنفی المذہب کنواری عورت شرعاً بالغ ہے۔ جس کا والد فوت ہو چکا ہے۔ اس کے بڑے بھائی کے پاس اس کے چچا کے لڑکے کی طرف سے اور دوسرے چچا کے بیٹے کی طرف سے رشتہ کا تقاضا ہوا۔ لڑکی کے بڑے بھائی نے کہا میں چچا کے بیٹے کو دوں گا۔ لڑکی کے چھوٹے بھائی نے ایک کاغذ پر نام لکھ کر اس میں دونی

«ج»

سوال میں تفصیل نہیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ خود دارالافتاء میں حاضر ہو کر تسلی حاصل کریں۔ بہر حال اگر ایک دفعہ بھی گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کر دیا جائے تو نکاح ہو گیا ہے۔ تین دفعہ ایجاب وقبول کرانا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

اگر گواہ نکاح عادل دیندار ہے تو گواہی معتبر اور نکاح صحیح ہے، اگر فاسق ہو تو گواہی معتبر نہیں

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ راوی عبدالرحمن ولد محمد قوم شیخ ساکن سعید والا نے اور مسماۃ امیراں دختر محمد حیات قوم مسلم شیخ رات کے وقت ایک جگہ بیٹھ کر روبرو مسلمان غلام رسول ولد … قوم … ساکن سعید والا، محمد ولد تاج قوم مسلم شیخ ساکن سعید والا نکاح بایں الفاظ کیا۔ مسماۃ امیراں کو عبدالرحمن نے یہ کہا کہ میں نے روبرو گواہان مذکورہ کے بعوض حق مہر پچیس روپیہ کے تجھ کو نکاح کیا۔ مسماۃ مذکورہ نے بھی الفاظ کہے۔ بعد میں نے جواباً کہا کہ میں نے قبول کیا ہے تجھ کو۔ گواہ غلام رسول ولد … قوم … ساکن … بالمعہ … بیان کا درست ہوگا۔ عبدالرحمن ولد محمد قوم مسلم شیخ بوقت شب میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ تم میرے اور مسماۃ امیراں کے نکاح میں شریک ہو کر گواہ ہو۔ میں نے جواب دیا کہ تم ایسا نہ کرو۔ مگر عبدالرحمن کے اقرار کرنے کے بعد میں چلا آیا اور مسماۃ امیراں نے عبدالرحمن کو کہا کہ میں نے روبرو گواہان بعوض حق مہر ۲۵ روپیہ تجھ کو نکاح کیا۔ عبدالرحمن نے جواب دیا کہ میں نے قبول کیا۔ مسماۃ امیراں نے کہا کہ میں اس وقت عاقلہ بالغہ ہوں۔ گواہ غلام رسول گواہ محمد ولد تاج قوم شیخ ساکن سعید والا شیخ … بیان کا درست ہوگا۔

مجھے عبدالرحمن اور غلام رسول مذکوران نے بوقت شب بلوا کر کہا کہ تو عبدالرحمن کے نکاح میں شرکت کر کے گواہ ہو۔ مسماۃ امیراں نے کہا کہ میں اس وقت عاقلہ بالغہ ہوں۔ میں نے روبرو گواہان بعوض حق مہر ۲۵ روپیہ کے عبدالرحمن سے نکاح کیا اور عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہے۔

الجواب

اگر گواہ عادل، یعنی دیندار ہیں تو ان کی گواہی سے نکاح ثابت ہے اور اگر فاسق ہیں اور حالت مخفی مستور کی ہے۔ اس لیے کہ فاسق کی گواہی مستحق رد ہے تو اس صورت میں عیسیٰ الفضل المعنی بعد عورت کو حلف دیا جائے۔ اگر وہ حلف اٹھائے کہ میرا ساتھ مدعی کا نکاح نہیں ہوا تو نکاح ثابت نہیں ہوگا ورنہ نکاح ثابت قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر گواہوں کے یا ایک گواہ کے ہوتے ہوئے نکاح درست نہیں ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مطلقہ عورت کا نکاح بعد گزرنے عدت شرعی کے یوں ہو گیا۔ ایک مولوی صاحب نکاح خواں نے اس عورت سے اس کے باپ حقیقی کی موجودگی میں ایجاب کرایا اور پھر مولوی صاحب مذکور اور اس عورت کا باپ مذکور تقریباً چار میل کے فاصلہ پر اس شخص کے مکان پر پہنچے جس کے ساتھ نکاح کرنا تھا۔ پھر اس شخص سے اس عورت کے باپ کی موجودگی میں مولوی صاحب نے قبول کرا لیا۔ مجلس ایجاب و قبول میں سوائے ان دو شخصوں کے یعنی مولوی صاحب نکاح خواں اور اس عورت کے باپ کے اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ آیا یہ نکاح شرعاً ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

ج

صورت مسئولہ میں لڑکی کا باپ اور مولوی صاحب ہی جب صرف اس شخص کے پاس گئے جس سے نکاح کرانا چاہتے تھے اور اس کے علاوہ اور کوئی شخص موجود نہ تھا تو ان میں سے ایک تو لڑکی کی طرف سے وکیل یا رسول ہوگا اور اس کے علاوہ دو گواہ نکاح کے لیے ضروری ہیں اور یہاں صرف ایک گواہ ہے۔ دوسرا تو وکیل یا رسول بن گیا۔ اس لیے اگر فی الواقع ان کے سوا اور کوئی شخص وہاں نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ قال فی البحر ص ۸[illegible] ج ۳ واما فی الغائب فکالخطاب وکذا الرسول فیشترط سماع الشهود قراءة الكتاب وكلام الرسول الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الثانی [illegible]

بغیر گواہوں کے نکاح صحیح نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک بالغ مرد اور بیوہ عورت نے اکیلے آپس میں بیٹھ کر ایجاب و قبول کی۔ لیکن تیسرا کوئی انسان سننے والا نہیں تھا بجز اللہ اور اس کے فرشتوں کے۔ چنانچہ انہوں نے ایک دوسرے سے حلف کر دیا۔ کیا یہ نکاح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح شرعاً درست نہیں ہے۔ لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا ببینۃ بغیر گواہوں کے نکاح نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ رجب ۱۳۷۵ھ

صرف انگوٹھے لگوانے سے اجازت تصور نہ ہوگی، مجلس دوبارہ قائم ہوگی، کارروائی از سر نو ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ مسمیان غلام حیدر اور محمد ہاشم نے آپس میں رشتہ یوں کیا کہ نکاح خوان مع گواہوں کے اور مع ہاشم کے ہاشم کے گھر اس کی لڑکی سے ایجاب کرانے گیا کہ ہاشم اپنی لڑکی غلام حیدر کے بیٹے اسلم کو نکاح کر دے۔ لڑکی خاموش رہی تو ہاشم نے اس کا انگوٹھا لگوا کر چلے۔ ہاشم نے لڑکی کا انگوٹھا رجسٹر پر لگا لیا گیا۔ جبکہ لڑکی بالغ ہے۔ اس کے بعد نکاح خوان غلام حیدر کے گھر ایجاب کرانے گیا تاکہ غلام حیدر کی لڑکی کا نکاح ہاشم کے لڑکے اللہ بخش سے ہو۔ وہاں بھی اسی طرح پوچھنے کے بعد انگوٹھا لگا دیا گیا۔ اب دونوں طرف سے واپس آ کر نکاح کی تکمیل کے لیے برادری جب بیٹھی تو غلام حیدر اور محمد ہاشم میں اختلاف ہو گیا۔ جس کی بناء پر مجلس برادری برخاست ہو گئی۔

دوسرے روز غلام حیدر نے ہاشم کے بھائی محمد قاسم سے سازش کر کے رجسٹر نکاح پر انگوٹھا لگوا لیا اور پروپیگنڈہ کر دیا کہ اسلم کا نکاح مکمل ہو گیا ہے اور اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ کر دیا۔ جب محمد ہاشم کو اس سازش کا علم ہوا تو وہ حیران ہو گیا اور بہت ناراض اور غصہ میں آ گیا۔ اب جھگڑا بڑھ رہا ہے۔

اب اس صورت مذکورہ بالا میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا محمد ہاشم کی لڑکی کا نکاح اسلم سے ہو گیا ہے (جیسا کہ غلام حیدر دعویٰ کرتا ہے) جبکہ دوبارہ یہ لڑکی اسلم سے اور منادی سے بیزار ہے۔

اب محمد ہاشم اس صورت میں اپنی لڑکی کا نکاح کسی اور جگہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نکاح خوان نے اس کا نکاح اپنے رجسٹر میں درج کر لیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ بات درست ہے کہ دونوں لڑکیوں سے انگوٹھے لگوانے کے بعد ایجاب و قبول فریقین کے مابین نہیں ہوئے تھے کہ مجلس برخاست ہوئی تو جبتک فریقین از سر نو اجازت حاصل نہیں کریں گے۔ سابقہ انگوٹھے کو اجازت تصور نہیں کیا جائے گا اور سابقہ اجازت پر نکاح پڑھانا شرعاً درست نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر مذکورہ طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا گیا تو اجازت نکاح کے لیے انگوٹھا لگوانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

ایجاب و قبول، گواہ و شرائط نکاح میں سے ہیں، ان سے نکاح ہو جاتا ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص زید اور اس کی لڑکی مسماۃ زینب جبکہ زید بھی ہوش و حواس خمسہ رکھتا ہے اور مسماۃ زینب بھی عاقلہ بالغہ ہوش و حواس میں مسلم ہے۔ مسمی زید نے دو عدد گواہان کے روبرو کر کے کہا ہے کہ یہ میری لڑکی مسماۃ زینب ہے۔ میں نے اس کا رشتہ مسمی بکر کے ساتھ کر دیا ہے۔ یعنی میں نے لڑکی کا ہاتھ مسمی بکر کو دیا ہے اور مسماۃ نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ بکر مجھ کو منظور ہے اور کلمہ شریف بھی تین دفعہ مسماۃ نے پڑھا ہے اور مسمی زید نے بھی پڑھا ہے اور مجلس بھی موجود ہے۔ یعنی شاہد بھی موجود ہیں اور حلفاً بھی زید نے کہا کہ یہ لڑکی تیری ہو گئی۔ یعنی تیرے عقد میں ہو گئی۔ لفظ ماضی کے الفاظ استعمال کیے گئے۔ اور اب مسمی زید مسماۃ کا نکاح دوسری جگہ عمر کے ساتھ کر کے دے رہا ہے۔ کیا پہلا نکاح ہوا یا پچھلا نکاح ہوگا۔

انھوں نے کہا کہ ہم تو گواہی پھیر دیں گے۔ اگر مدعی جانب میں سے دو آدمی اپنی لڑکی کا نکاح انہیں دے دیں۔ مجرموں نے انکار کیا۔ لیکن بعد میں کئی زمینداروں نے کہا کہ تم مان لو پھر دیکھا جائے گا۔ وہ مدعی گواہی دیں گے تو آپ رہا ہو جائیں گے۔ پھر نکاح کا معاملہ دیکھا جائے گا۔ پھر ان مجرموں میں سے دو آدمیوں نے اپنی اپنی لڑکی کا نکاح مدعی کے دو لڑکوں سے کر دیا۔ جب معاملہ سیشن کی عدالت میں گواہی دینے کا آیا تو مدعی کی طرف سے جو وعدہ گواہی پھیرنے کا آیا تو انھوں نے گواہی پوری دے دی۔ وعدہ کا خلاف کیا اور گھر آ کر خوش ہوتے رہے کہ ہم نے گواہی پوری دی ہے۔ اب مجرم رہا نہ ہوں گے۔ کیونکہ ہم نے گواہی بالکل پوری دی ہے۔ لیکن عدالت نے ان میں سے پانچ آدمیوں کو رہا کر دیا اور ایک کو دس سال سزا کر دی۔ اب جن دو آدمیوں نے اپنی اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لڑکیاں نہیں دیتے۔ کیونکہ انھوں نے وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔ لہٰذا ہم بھی اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جناب مفتی صاحب سے عرض کیا جاتا ہے کہ جواب فتویٰ فرمادیں کہ اس صورت میں نکاح باقی رہے گا یا نہ؟ بینوا تؤجروا

﴿الجواب﴾

اگر باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہو گیا ہے تو یہ ایک نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ وعدہ خلافی کی وجہ سے وہ شخص گنہگار ہو گا۔ لیکن اس کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

عورت سے اجازت لی ہو اور اجازت سے انکاری نہ ہو تو نکاح بلا ریب صحیح ہے

﴿س﴾

ایک عورت مسماۃ غلام فاطمہ غیر مدخولہ بنت اللہ نواز کو طلاق مسمی نذیر احمد ولد جمال الدین نے دی تھی۔ اس نے نکاح مسمی محمد اکرم کے ساتھ کرنا تھا۔ نکاح اس طریقہ سے کیا ہے۔ ایک گواہ مسمی غلام رسول و والد مسماۃ غلام مذکورہ کا تھا۔ مسماۃ سے دریافت کیا گیا۔ اس نے اقرار کیا۔ جس وقت مسماۃ سے دریافت کیا گیا تھا ۲ بجے کا ٹائم تھا۔ جن دیگر تھی اور جس وقت والد نے ایجاب وقبول کیا۔ وہ ۵ بجے شام کا ٹائم تھا۔ نکاح پڑھنے والا ناکح کا والد تھا اور دوسرا گواہ ناکح کا بھائی تھا۔ عورت کے والد نے خود آ کر ناکح کے گھر میں ایجاب وقبول کرایا ہے۔

رضامندی نہیں کیا۔ کیا شرعاً زرینہ بیگم کو سعید احمد سے منسوب سمجھا جا سکتا ہے۔ کیا وہ بالغ ہوتے ہی اظہار بیزاری کے باوجود سعید احمد سے شادی کرنے پر مجبور کی جا سکتی ہے۔ کیا وہ اپنے سرپرستوں کی دعاء خیر کی مکلف ہے۔

بینوا توجروا

المستفتی پیر محمد بخش ساکن جلالپور

تنقیح

ان امور کی تنقیح مطلوب ہے۔ (۱) کیا ایام طفلی میں باقاعدہ ایجاب و قبول ہوا تھا یا صرف وعدہ نکاح پر دعائے خیر کی گئی۔ (۲) اگر نکاح ہوا ہے تو وہ باپ نے کرایا تھا یا کسی اور نے۔ زرینہ بیگم کی عمر تقریباً تین سال کے قریب تھی کہ اس کے والد پیر بخش نے اپنی لڑکی زرینہ بیگم کی نسبت یعنی نکاح کی دعائے خیر سعید احمد سے کر دی تھی۔ ایجاب و قبول وغیرہ نہیں کرایا تھا۔ صرف دعا۔ خیر پڑھی گئی نکاح نہیں کیا گیا تھا۔

﴿الجواب﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی لڑکے کے والد نے باقاعدہ ایجاب و قبول کر کے نکاح نہیں کرایا۔ بلکہ صرف وعدہ نکاح پر دعائے خیر کی ہے تو چونکہ شرعاً بغیر ایجاب و قبول کے نکاح نہیں ہوتا۔ اس لیے صورت مسئولہ میں نکاح ہے ہی نہیں ہے۔ لہذا شرعاً لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعی نکاح یعنی ایجاب و قبول ضروری ہے، صرف لڑکی بالغہ کا اذن ضروری ہے

﴿س﴾

بیان فیصلہ چک نمبر ۱۰۰/۱۲۹ نکاح غلام دستگیر ولد نور احمد قوم ... ساکن چک نمبر ۲۹۔ چونکہ اس نکاح میں لڑکی جوان تھی کہ نکاح ہوا ہے یا نہیں اور نکاح کے گواہ یعنی وکیل اور دو گواہان ذیل کی بابت بیان کرتے ہیں۔

(۱) گواہ شیر محمد خان ولد میاں خان قوم پٹھان ساکن چک نمبر ۱۰ے/۱۲۹۔ بیان کرتا ہے کہ نکاح غلام محمد میں پڑھا گیا ہے۔ مگر مجھے یہ علم نہیں کہ کون وکیل و گواہ ہے۔ اور خاص کر مجھے معلوم ہے کہ لڑکی سے کوئی نکاح کی اجازت طلب نہیں کی گئی۔

(۲) گواہ مولوی عبدالرزاق امام مسجد چک نمبر ۲۹۔ بیان کرتا ہوں کہ میں نکاح غلام دستگیر کے وقت میں

موجود تھا۔ مجھے یہ علم ہے کہ وکیل مولوی صاحب چک ۳۳ کا ہوا تھا اور دو گواہوں کا علم ہے۔ ہدایت اللہ ولد غلام حسین و یار محمد ولد نواز مولوی صاحب کے ساتھ گئے تھے۔ نکاح خود مولوی صاحب چک نمبر ۳۳ نے پڑھا تھا۔ ہدایت اللہ میں یہ عام مجمع میں حلفیہ بیان کیا ہے۔ مولوی عبدالرؤف چک نمبر ۲۹

(۳) احمد ولد محمد حاجی قوم کھوکھر چک نمبر ۱۰۲۶۲۹ـ گواہی کرتا ہے کہ مجھے یہ علم نہیں کہ وکیل لڑکی کا کون ہے اور دو گواہوں کا مجھے علم نہیں اور میں وہاں موجود تھا۔ مولوی چک نمبر ۱۰۶۳۲ والے نے نکاح پڑھا تھا۔ یہ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں۔ العبد احمد ولد محمد حاجی چک نمبر ۲۹

(۴) گواہ یار محمد ولد نواز قوم کھوکھر چک نمبر ۱۰۳۶۳۲ـ بیان کرتا ہے کہ میں نکاح میں موجود تھا۔ نکاح پڑھا گیا۔ مگر مولوی عبدالرؤف نے بیان میں تحریر کیا ہے کہ نکاح کا گواہ یار محمد ولد نواز و ہدایت اللہ دونوں تھے اور وکیل مولوی صاحب تھا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت وکیل کے ساتھ بھی نہیں گئے تھے اور وکیل کا بھی مجھے علم نہیں ہے کہ وکیل کون تھا۔ ہدایت اللہ برادر منکوحہ کا بیان ہے کہ نہ کوئی وکیل میری ہمشیرہ کی طرف بھیجا گیا ہے اور نہ کوئی گواہان آئے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح غلام دستگیر سے خود پڑھ دیا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔

(۵) بیان منکوحہ بالغہ کا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ نہ کوئی میرے پاس وکیل یا گواہان آئے ہیں اور نہ ہی میں نے اپنے نکاح کا اختیار کسی کو دیا ہے۔ حلفیہ کہتی ہوں۔ عام طور دریافت کیا گیا ہے۔ مگر وکیل و گواہان کی شہادت کوئی نہیں دیتا۔

(۶) بیان مولوی فضل احمد۔ میں بیان کرتا ہوں کہ عرصہ سات آٹھ سال کا ہو گیا ہے کہ میں چک نمبر ۱۶۳۳ ایم۔۱۰ سے چک نمبر ۱۲۹ ایم میں گیا۔ دونوں نکاح اسی روز میں نے پڑھے ہیں۔ وہ مجھے یاد ہے کہ ایک نکاح ہدایت اللہ کا اور دوسرا نکاح غلام فریدہ کا اور بیان کرتے ہیں کہ تم نے تیسرا نکاح غلام دستگیر کا بھی پڑھا تھا۔ وہ مجھے علم نہیں اور نہ کوئی یادداشت ہے کہ میں نے پڑھا تھا یا کہ نہ؟ عرصہ دراز گزر گیا ہے۔ مجھے دو نکاح یاد ہیں۔ تیسرا نکاح غلام دستگیر والا مجھے یاد نہیں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ میں عمر رسیدہ ہوں۔ مجھے پختہ علم نہیں ہے۔

بیان گواہان نکاح کے تحریر ہیں۔ جس طرح کا حکم صادر فرمائیں منظور ہے۔ کیا وہ نکاح جائز ہوتا ہے یا کہ نہ۔ تحریر فرمائیں۔ مولوی فضل احمد چک نمبر ۱۶۳۳ ایم۔۱۰ بقلم خود

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ درحقیقت شرعی حیثیت سے نکاح نہیں ہوا بلکہ اپنے مقصد برآری کے لیے نکاح کا معمہ بنا کر نکاح پڑھا مشہور کر دیا گیا ہے اور اس طرح سے شرعاً نکاح نہیں ہو جاتا۔ اس لیے کہ لڑکی بالغہ ہے اور لڑکی بالغہ کا نکاح بغیر اذن طلب کیے اس سے اور رضامندی کے نہیں ہوتا۔ عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ ص۲۶۹ ج۳ کتاب النکاح ص۱۲۸۳ ج۱ میں ہے۔ واما شروطه فمنها العقل الی قوله ومنها رضا المرأة اذا كانت بالغة بكراً كانت او ثيبا فلا يملك الولي اجبارها على النكاح عندنا كذا في فتاوى قاضيخان. البتہ صورت یہ ہو جائے کہ لڑکی نے اس طرح فضولی نکاح ہو جانے سے مطلع ہو جانے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے یا اس طرح کا نکاح ولی نے کر دیا ہے اور لڑکی نے سکوت کیا ہے تو پھر نکاح شرعاً منعقد ہوگا۔ لیکن اگر لڑکی رضامندی اور سکوت کا انکار کرتی ہے جیسا کہ اس طرح نکاح پر مطلع ہو جانے پر ناراضگی کا اظہار کر چکی ہے تو قول عورت کا معتبر ہوگا۔ جیسا کہ صورت مسئولہ میں استفتاء میں تحریر ہے کہ کسی عورت نے مسماۃ مہر خاتون کو جا کر عورتوں میں بٹھا دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ تیرا نکاح غلام دستگیر ولد نور احمد سے ہوا تو مہر خاتون نے غصہ میں آ کر کہا کہ میرا نکاح بجائے خود ہے جوتے کا نکاح بھی ولی نہیں بالکل۔ ہدایہ مع فتح القدیر مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ میں ص۱۶۴ ج۳ میں ہے۔ واذا استأذنها فسكتت او ضحكت فهو اذن الى قوله وان فعل هذا غير ولي او ولي غيره اولى منه لم يكن رضا حتى تتكلم به الخ. درمختار شرح تنویر الابصار ص ۶۳ ج ۳ ص ۱۳۲۸ ج۲ قال الزوج للبكر البالغة بلغك النكاح فسكت وقالت رددت النكاح ولا بينة لهما على ذلك ولم يكن دخل بها طوعاً في الاصح فالقول قولها بيمينها على المفتي به. الحاصل وجوہ کہ ان بیانات کے ہوتے ہوئے ان مذکورہ عبارات سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں شرعاً نکاح نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عطاء اللہ عفی عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

قریب ہونے کے اس کا نکاح کرا چکا ہو۔

غرضیکہ نکاح فضولی نہ ہوا ہو تو اس صورت میں لڑکی منحرف نہیں ہو سکتی ہے اور نہ اس کا والد محمد سلیمان منحرف ہو سکتا ہے۔ منحرف ہونا بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی طرح اگر نکاح فضولی ہوا ہو لیکن اس کی اجازت ہو گئی اور وہ نافذ بن گیا۔ اس کے بعد محمد سلیمان یا اس کی لڑکی منحرف ہوتی ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر نکاح فضولی ہوا ہو اور اجازت و نفاذ سے قبل محمد سلیمان یا اس کی لڑکی اس سے منحرف ہو جائے اور اس نکاح کو رد کر دے تو یہ نکاح کالعدم ہو جائے گا اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ بہر حال مسئلہ میں بڑی تفصیل ہے۔ کسی عالم دین کو یہ فتویٰ دکھا دیں اور اس سے سمجھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رجب ۱۳۸۹ھ

صحت نکاح کے لیے گواہ اور ایجاب و قبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مساۃ مہر خاتون نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا کہ اپنی لڑکی ام کلثوم عمر دو سالہ کا نکاح میرے لڑکے مسمی منظور احسن کے ساتھ کر دو۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی تیرے لڑکے کے نکاح میں دیدی ہے۔ ابھی جا کر اپنے خاوند کو مطلع کر دے۔ لڑکی کی والدہ نے اسی دن اپنے شوہر کو اس رشتہ کی خبر دی۔ منظور احسن کے والد نے اس رشتہ کو بطیب خاطر قبول کرتے ہوئے نئے کپڑوں کا جوڑا اور کچھ کپڑے اور کچھ نقد رقم شیرینی دے کر اپنی اہلیہ کو واپس بھیج دیا اور کہا کہ ابھی جا کر یہ کپڑے مساۃ کلثوم کو پہنا دو اور شیرینی بھی تقسیم کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد لڑکی کے والد نے بار بار کہا کہ میں اپنی لڑکی تیرے لڑکے کو دے چکا ہوں۔ تسلی کریں اور مطمئن رہیں۔ میرے ان کلمات کو نکاح سمجھا وغیرہ۔ بعدہ دعائے خیر کے لیے ہاتھ اٹھائے اور حاضرین عورتوں نے آمین کہا۔ کیا شرع محمدی میں مذکورہ بالا بیانات سے انعقاد نکاح ہو جاتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً صحت نکاح کے لیے وقت نکاح میں دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ضروری ہے۔ نیز گواہان

نکاح کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں نے متناکحین میں سے ہر ایک کے الفاظ و تعبیر نکاح کو سن لیا ہو۔ کیونکہ نکاح دونوں طرف کے ایجاب و قبول کے مجموعہ کا نام ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر ایک ہی جگہ مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ سوال سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کے والد نے ایجاب کرنے کے لڑکے کی والدہ سے کہا کہ خاوند کو اطلاع کر دیں۔ اسی وقت ایجاب و قبول دونوں یک وقت نہیں ہوئے۔ پس نکاح منعقد نہیں ہوا۔ البتہ اگر صورت اور قسم کی ہو تو دوبارہ پوچھ لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

صرف فروخت کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ایجاب و قبول ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زہرہ بی بی کو اس کے پہلے خاوند نے طلاق دی تھی۔ تو اس کی لڑکی جس کا نام تسیم بیگم ہے صرف دو ماہ کی تھی۔ شوہر نے طلاق دیتے وقت مذکورہ زہرہ بی بی کو کہا کہ تسیم بیگم تم کو حق مہر بھی دیا ہے جاؤ، جہاں مرضی جا سکتی ہے۔ میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ زہرہ مذکورہ نے عرصہ چار سال کے بعد میں دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ لڑکی تسیم بیگم اپنے نانکے گئی ہوئی تھی۔ جس کی عمر ۹۔۱۰ سال کے قریب ہے۔ زہرہ مسماۃ کا پہلا خاوند دھوکہ دہی لالچ دے کر وہاں سے چوری سے نکال کے تحصیل دواڑی کے علاقہ میں گیارہ صد روپے میں فروخت کر گیا ہے۔ کوئی نکاح نہیں ہوا۔ نہ کوئی ثبوت نکاح ہے۔ لڑکی نابالغہ ہے۔ وہ خود کہتی ہے کہ مجھے گیارہ صد روپے میں میرا والد فروخت کر گیا ہے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی لڑکی نابالغہ ہے اور والد نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا تو صرف فروخت کرنے سے شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت سے دوسری جگہ جائز ہوگا۔ البتہ اگر شرعی طریقہ سے والد نے نابالغہ کا نکاح کر دیا ہو تو پھر خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حرره محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ صفر ۱۳۹۷ھ

عادل ہونا گواہوں کا نص قرآنی میں شرط ہے۔ کسی وقت ترک نہیں ہو سکتی۔ دوم مولوی نصیر الدین کو لعل خان لایا۔ نہ ماں خان تو حاضر نہ ہوا اور بیان دیے۔ نصیر الدین نے گواہوں سے بیان لیے تو چوکیدار نے صاف کہا کہ میں نے مولانا اللہ یار خان کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ لعل خان کا نکاح میرے سامنے نہیں ہوا تھا۔ صرف مال کا ذکر ہوا تھا نہ کہ نکاح کا۔ مگر مولانا نصیر الدین نے دو اور آدمی بلائے اور ان کو چوکیدار کی سابقہ گواہی پر جو مولانا اللہ یار کے سامنے دی تھی گواہ بنایا کہ چوکیدار نے مولوی اللہ یار کے سامنے نکاح کی گواہی دی تھی تو ان دونوں گواہوں نے کہا کہ ہاں دی تھی۔ مولانا نصیر الدین نے کہا کہ نکاح ٹھیک ہے۔ لعل خان کا بیس اور ایک مولوی جو کہ پورا علم نہیں رکھتا۔ اسی گاؤں کا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مولانا اللہ یار خان کو حق فیصلہ حاصل ہی نہ تھا۔ وہ کسی غیر جگہ سے آ کر فیصلہ کر کے چلا گیا اور گاؤں کے مولوی سے مشورہ نہ لیا۔ مولوی اللہ یار صاحب کا فرض تھا کہ ہم سے مشورہ لے کر فیصلہ کرتا۔ لہٰذا مولوی اللہ یار کا فیصلہ غلط ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مولانا اللہ یار خان کا فیصلہ بالکل صحیح ہے۔ (۱) غیر عادل کی شہادت ہرگز جائز نہیں۔ (۲) یہ بھی اختلاف الشہادۃ فی الوقت۔ (۳) یہ اقرار شاہد بعد میں کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔ وغیر ذالک من الوجوہ۔ نیز ایک حکم کا فیصلہ کے نافذ ہو جانے کے بعد کسی کو رجوع کا حق نہیں ہوتا اور دوسرے مولوی صاحب نے جو گواہ شہادت علی الشہادۃ کی صورت میں گزارے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ شہادت الفروع کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ اصول اپنی شہادت پر قائم ہوں اور اصول شاہد رجوع کر چکا ہے اور یہ غلط عذر ہے کہ عالم باہر کا شہر کے مولوی صاحب سے مشورہ ضرور کرے۔ اور مولوی اللہ یار نے نہیں کیا۔ العیاذ باللہ یہ کلام کسی ادنیٰ شخص کے بھی شایان شان نہیں۔ چہ جائیکہ کوئی مولوی صاحب ایسا بیان کرے۔ لہٰذا مولوی اللہ یار خان کا فیصلہ بالکل صحیح اور نافذ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

انعقاد نکاح کے لیے ایجاب و قبول کے علاوہ شہود کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی شاہ نواز کہتا ہے کہ مجھے محمد یہ پتہ تھا کہ میری لڑکی مسماۃ عظم جان گلو خان اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے نکاح میں قبول کرے۔ محمد رحمان چونکہ نابالغ ہے۔ اس لیے اس کے باپ گلو خان نے مسمی شاہ نواز سے یعنی گلو خان کو اپنی زوجہ اور بیٹی کے سامنے کہہ دیا کہ علی محمد کہتا ہے کہ میری

لڑکی مسماۃ تخم جانہ اپنے لڑکے محمد رحمان کے واسطے لے لیں۔ جس پر گلو خان نے کہا جب تو کہتا ہے تو مجھے منظور ہے۔ اس تفصیل کے بعد طلب امر یہ ہے کہ کیا تخم جانہ کا نکاح اس طریقہ پر محمد رحمان کے ساتھ ہو گیا یا نہیں۔ مسمی شاہنواز کہتا ہے کہ اس کے بعد میں علی محمد کے پاس گیا اور اسے کہا کہ آپ کی بیٹی تخم جانہ کو گلو خان نے اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے منظور کیا تو علی محمد نے کہا کہ یہ اچھا کام ہو گیا۔ اب علی محمد کہتا ہے کہ نہ میں نے شاہنواز سے یہ بات کی ہے اور نہ مجھے شاہنواز نے اس بات سے باخبر کیا ہے اور نہ اس بات کی شہادت ہے کہ واقعی علی محمد نے شاہنواز سے یہ بات کی ہے اور نہ گلو خان نے علی محمد سے اس کے بعد تقریباً ۸ مہینہ تک یہ بات ظاہر کی ہے کہ آپ کی لڑکی تخم جانہ کو میں نے اپنے بیٹے محمد رحمان کے واسطے قبول کیا ہے۔ اب جب اس بات کا علی محمد کو علم ہوا تو اس وقت علی محمد نے انکار کیا کہ نہ میں نے یہ بات کی ہے اور نہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ تخم جانہ گلو خان کے لڑکے کو دی ہے اور نہ شاہنواز نے یہ کہا ہے کہ آپ میری لڑکی تخم جانہ گلو خان کے لڑکے محمد رحمان کے واسطے منظور کرلے تو کیا اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ نکاح منعقد ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا اور نہ اس طریقہ پر نکاح ہوتے ہیں۔ جبکہ علی محمد اس بات سے انکاری ہے کہ میں نے شاہنواز سے یہ بات کی ہے تو پھر تو یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ نکاح ہو گیا۔ بالفرض اگر علی محمد نے کہا ہو تو بھی بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ نکاح پھر بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ تو محض ایک قسم کا وعدہ ہے۔ شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول نہیں تو یہ نکاح کیسے ہوا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل نکاح نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے تو علی محمد شاہنواز کو ایسی بات کہنے سے انکاری ہے۔ لہٰذا اس کے اثبات کے لیے شرعی شہادت کی ضرورت ہے۔ بالفرض اگر وہ شاہنواز کو یہ بات کہہ بھی چکا ہو تب بھی اس میں ایک قسم کے خیال کا اظہار ہے۔ اس میں ایجاب و قبول وغیرہ نہیں ہے اور اگر اسے ایجاب قرار بھی دیا جائے تب چونکہ مجلس میں قبولیت نہیں ہو چکی ہے۔ اس لیے ایجاب ختم ہو گیا ہے۔ ولا یتوقف شطر العقد علی ما وراء المجلس۔ اور اگر شاہنواز کو یہ بات کہہ بھی چکا ہو اور اس نے شاہنواز کو ولی بنا کر گلو خان سے قبول کرانے کے لیے بھیجا ہو۔ تب چونکہ پیغام پہنچانے اور گلو خان کے قبول کرنے کی مجلس میں دو گواہ مرد یا ایک مرد دو عورتیں موجود نہیں ہیں۔ صرف دو عورتیں ہی ہیں۔ گلو خان اور شاہنواز گواہ نہیں بن سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقد کرانے والے ہیں (من مباشری العقد) لہٰذا بوجہ نہ ہونے

مملوک ولا محدود فی قذف ولا احد ممن لا تجوز شهادته الخ مبسوط سرخسی ص ۱۹۳ ج ۹ کتاب آداب القاضی یہاں لا ینبغی سے مراد لا یجوز ہے۔ قرینہ سے فافہم اور لا تستمعوا بہم فی شیٔ کے لفظوں سے عموم مراد ہے۔ وبعده علیک البیان۔ یہاں جب کاغذ دیا تو گواہ بھی نہ رہا۔ صحت دعویٰ نہ رہا اور نہ مدعی رہا نہ مدعا علیہ رہا۔ اگر اس کے بعد بھی کسی کا شبہ ہو کہ جب ایک گواہ کہتا ہے کہ میں نے مدعی علیہ (یعنی لڑکی کے والد) سے پوچھا کہ تو نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ہے اس نے کہا ہاں کر دیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ گواہ ہے اور اس کے بیان پر کاغذ کے بغیر بھی اعتبار ہونا چاہیے الجواب (رفع شبہ) محترم اس کے بیان سے اتنا معلوم ہوا کہ یہ شہادت بالتسامع کا ایک فرد ہے سمجھا تا! ایک فردی گواہی کا شہادت شرعی میں بھی اعتبار نہیں۔ جہاں تمام شروط کا لحاظ ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک فردی شہادت بالتسامع میں اعتبار ہو یا کوئی شبہ پڑے۔ شہادت بالتسامع کے لیے شرط ہے کہ اتنے آدمی ہوں کہ ان کے کذب کا تصور قاضی یا عالم کے ذہن میں متصور نہ ہو۔ یہاں اگر تمام موجودہ مجلس والے لفظ دو فرض کر لیں اور گواہی مذکورہ اس قسم کی ہو اور لڑکی کا باپ منکر رہے عقد نکاح کا جیسا کہ منکر ہے تو بھی عقد نکاح کا ثبوت مشکل تھا۔ چہ جائیکہ ایک فردی تسامع سے مفتی کی عبارت پر اس کو تطبیق دیں۔ عقد نکاح میں شہادت کے شروط ملاحظہ ہوں۔ تاکہ شبہ کو شبہ بھی رفع ہو جائے۔ وشرط سماع کل منهما لفظ الآخر وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين لفظهما ولا يصح ان سمعا متفرقين نور الهدى ص ۱۸۱ وشرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر وشرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح فاهمين انه نكاح على المذهب بحر۔ درمختار ص ۱ ۲ ج ۳ فلا ينعقد بحضرة نائمين على الاصح وهو قول العامة الخ شامی ص ۲۲ ج ۳ ومن شرط الشهادة في انعقاد النكاح ان يسمع شهود كلا معهما جميعا في حالة واحدة حتى لو كان احد الشاهدين اصم فسمع الآخر ثم خرج واسمع صاحبه لم يجز وكذا اذا سمع الشاهدان كلام احد المتعاقدين ولم يسمعا كلام الآخر لم يصح النكاح الخ۔ كتاب النكاح الجوهرة النيرة ص ۵۸ ج ۲ مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ شاہد مذکور شاہد نہ رہا۔ کیونکہ شہادت کے شروط مفقود ہیں۔ تو شبہ کیسے ثابت ہو۔ بالا مذکور موصوف نکاح جو کہ مولانا عبدالعزیز نے کیا ہے۔ وہ جو بتصریحات کے لحاظ سے جو معلوم ہوتے ہیں بالکل ٹھیک شرعی صحیح ہے۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال

العاقدين لفظ الآخر و حضور شاهدين مكلفين سامعين قولهما معاً دوسری جگہ نکاح فاسد کے بیان میں ۱۳۲ ج ۳ میں ہے۔ ويثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محضر من صاحبه دخل بها اولا في الاصح خروجاً عن المعصية فلا ينافي وجوبه بل يجب على القاضي التفريق بينهما وتجب العدة بعد الوطء من وقت التفريق او متاركة الزوج وان لم تعلم المرأة المتاركة شامی ص ۱۳۳ ج ۳ میں ہے۔ قوله من وقت التفريق اى تفريق القاضي ومثله المتفرق وهو فسخهما او فسخ احدهما ۔ فقط واللہ اعلم

﴿ہو المصوب﴾

اگرچہ فی نفسہ تو نکاح فاسد کا یہ ہے کہ قبل دخول ہر ایک کو زوجین میں سے فسخ کا حق ہے۔ لیکن بعد دخول متارکہ بالقول یا قضاء قاضی شرط ہے۔ باب المحرمات کتاب النکاح شامی میں ہے۔ فقد صرحوا في النكاح الفاسد بان المتاركة لا تتحقق الا بالقول ان كانت مدخولا بها الخ اور یہاں صورت مسئولہ میں چونکہ عورت مدخولہ بہا ہے۔ اس لیے متارکہ من الزوج بالقول ضروری ہے۔ یہ تو حکم مسئلہ کا فی نفسہ ہے۔ لیکن یہاں عورت کا بعد تمکین من الوطی یہ دعویٰ کرنا کہ نکاح بعد شبہ ہوا غیر صحیح ہے۔ یہ دعویٰ نا قابل اعتبار ہے۔ یہ قول عورت کا صحیح نہیں ہے۔ قاضی خان کتاب الاقرار فصل اقرار المریض میں ہے۔ كما لو اقر احدهما ان النكاح كان في عدة الغير او في النكاح الغير او بغير شهود وتزوجها وتحته اربع نسوة او اختها في النكاح او في عدته لا يقبل قول من يدعي هذه الموانع الخ نیز قاضی خان کتاب النکاح فصل فی دعوی احد الزوجین بالحرمۃ میں ہے۔ امرأة تزوجت بزوج ودخل بها ثم قالت لم اكن رضيت بنكاح الاب اقامت البينة على ذلك قال شيخ الامام ابو بكر محمد ابن الفضل تقبل بينتها على رد النكاح وقال القاضي الامام ابو على النسفي لا يقبل بينتها بان التمكين بمنزلة الاقرار على جواز النكاح الخ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ عورت بعد اقرار زوجیت کے اور تمکین وطی کے کوئی بھی ایسا دعویٰ کرے کہ جس سے نکاح کی عدم صحت لازم آتی ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ ۔ ۔ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

موجود ہے۔ کیا یہ تیسرا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ دوسرا تیسرا نکاح پڑھنے والے کی تصدیق۔ نور بخش انصاری حال خطیب جامع مسجد مدنی بقلم خود۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زکی دین کا تیسرا نکاح جائز اور درست ہے۔ کیونکہ زید نے جب دوسرا نکاح کیا تو اس کی بیوی دوسری مطابق اس کی شرط کے حرام ہو گئی اور قسم ختم ہو گئی۔ اب تیسرا نکاح اس کے لیے جائز ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زید کا تیسرا نکاح صحیح ہے البتہ دوسرا نکاح کرنے سے بمطابق یمین کے وہ حانث ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا مسماۃ خدیجہ سے نکاح اس شرط پر ہوا کہ اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ اگر اس کی زندگی میں دوسری شادی کروں گا تو وہ میرے اوپر حرام تصور ہو گا۔ مگر کچھ عرصہ بعد زید نے ایک دوسرا نکاح کر لیا۔ پھر اسے طلاق دے دی۔ پھر کافی عرصے کے بعد تیسرا نکاح ایک اور عورت سے کر لیا۔ کیا یہ تیسرا نکاح جائز ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تیسرا نکاح زید کا جائز اور درست ہے۔ کیونکہ زید نے جب دوسرا نکاح کیا تو مطابق یمین کے وہ حانث ہوا اور وہ بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ اس کے بعد یمین ختم ہو گئی۔ اب تیسرا نکاح اس کے لیے جائز ہو گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلے نکاح کو ختم کی شرط پر دوسرا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بکر نے لڑکی اپنے بھائی خالد کے لیے لی بدلے شادی اور اپنی لڑکی زید کے بکر کے بیٹے کے لیے نکاح کر دی۔ لیکن بکر کے لڑکے کا نکاح پہلے دوسری جگہ بھی تھا۔

الجواب

نکاح میں اگر تعلیق ایسے شروط سے ہو جائے جس کا وجود متوقع ہو یقینی نہ ہو۔ جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو نکاح صحیح نہیں۔ قال في الدر المختار ص ۵۳ ج ۳ قبيل باب الولي والنكاح لا يصح تعليقه بالشرط كتزوجتك ان رضي ابي لم ينعقد النكاح الخ . وقال الشامي ص ۵۳ ج ۳ على هذا القول المراد ان النكاح المعلق بالشرط لا يصح لا ما يوهمه ظاهر العبارة من ان التعليق يلغو ويبقى العقد صحيحا الخ . وقال ايضاً بعد سطور لانه صرح بعدم صحة النكاح المعلق في الفتح والخلاصة والبزازية عن الاصل والعلائية والمعتار خانيه وفتاوى ابي الليث وجامع الفصولين والقنية. لہذا نکاح صورت مذکورہ میں درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حلف کھانے والا ایک مجلس میں نکاح کرے اور پھر دوبارہ اسی مجلس میں نکاح کرے تو دوسرا نکاح باقی ہوگا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شخص زناکار نے توبہ کی ہے اور اس نے توبہ کے بعد کہا ہے کہ اگر میں اجنبی عورت کو شہوت سے ہاتھ لگاؤں اور لڑکے کو شہوت سے ہاتھ لگاؤں تو جس عورت سے میں نکاح کروں وہی مطلقہ ہوگی۔ کئی دنوں کے بعد اس شخص نے ایک لڑکے اجنبی کو شہوت سے ہاتھ لگایا ہے کیا وہ شخص نکاح کر سکتا ہے اور اس کا نکاح باقی رہ سکتا ہے یا نہیں۔ بحوالہ بیان فرماویں محمد بخش نواب پوری

الجواب

صورت مذکورہ میں شخص مذکور جس عورت سے نکاح کرے گا اس عورت پر نکاح کرتے ہی ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اسی مجلس میں دوبارہ عقد نکاح کر لیا جائے۔ اب دوبارہ عقد نکاح کرنے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی اور وہ اس کی باقاعدہ منکوحہ رہ سکتی ہے۔ البتہ اگر یہ شخص اس عورت کو کسی وقت طلاق دے دے تو وہ مطلقہ ہو جائے گی۔ نیز یہ بھی معلوم ہو کہ اگر وہ اس عورت کے علاوہ دوسری عورت سے نکاح کرے گا تو وہاں بھی پہلی مرتبہ نکاح کے بعد طلاق واقع ہوگی۔ دوسری مرتبہ دوبارہ عقد نکاح کرنے پر واقع نہ ہوگی اور یہی حکم ہر عورت میں ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وان المشرا ه بالعکس وفی البحر ما یرجع الی الوکیل فالعقل فلا یصح توکیل مجنون وصبی لا یعقل لا البلوغ والحریة وعدم الردة فیصح توکیل المرتد ولا یتوقف الی آخرہ ما قال ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۶ھ

نکاح خواں کا کافر ہونا نکاح کے لیے مضر نہیں ہے

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عام مسلمانوں میں بھی دستور ہے کہ مجلس نکاح میں ایک شخص نکاح خوانی کے لیے تو ضروری چاہتے ہیں تا کہ مولوی صاحب ناکح منکوحہ یا دونوں کے ولی یا وکیل کو شرائط نکاح اور الفاظ نکاح کہلوائیں۔ بموافق ہدایت مولوی صاحب ایجاب وقبول کراتے ہیں۔ اس صورت میں سوال پھر یہ ہے کہ اگر مولوی نکاح پڑھانے والا مرزائی مذہب کا ہو تو اس کی وجہ سے اصل نکاح میں کسی قسم کا خلل آتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ ج ﴾

جب ایجاب وقبول خود ناکح اور منکوحہ نے یا ان کے اولیاء نے کیا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ نکاح خواں معروف کا کافر ہونا نکاح کے لیے مضر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

نکاح کے اندر والد اور لڑکے کا صحیح نام لینا ضروری ہے، رجسٹرار کی غلطی سے نکاح کے اندر فساد نہیں آتا

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد بن رحم علی کی لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام اللہ بھائی رکھا گیا۔ چند دن کے بعد اللہ بھائی کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اللہ بھائی کی پرورش کی ذمہ داری سوائے کا نساں مائی بنت محمد بن رحم علی جو اللہ یار کی زوجیت میں تھی کے کسی دیگر شخص نے قبول نہ کی۔ محمد بن رحم علی نے جملہ حقوق داخلی خارجی نسبت اللہ بھائی مسماۃ کا نساں مائی زوجہ اللہ یار کو دی۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد بن رحم علی کا انتقال ہو گیا۔ اللہ بھائی

بدستور اللہ یار کی سرپرستی میں پرورش پاتی رہی۔ جب اللہ بچائی سن بلوغت کو پہنچی تو اللہ یار نے اللہ بچائی کی منگنی کے پروگرام میں برادری کے علاوہ اللہ بچائی کے بھائیوں کو بلایا۔ برادری اور بھائیوں کی رضامندی کے مطابق اللہ یار نے اللہ بچائی کا نکاح شرعاً روبرو گواہان ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کر دیا جو کہ محمد بن رحم علی کا نزدیکی رشتہ دار تھا۔ دلہن کی طرف سے اللہ بچائی مذکورہ کا حقیقی چچا خدا بخش بن رحم علی وکیل مقرر ہوا۔ نکاح میں اللہ بچائی بنت محمد کی بجائے اللہ بچائی بنت اللہ یار اندراج ہوا۔ جو کہ سہواً تحریری غلطی ہوئی۔ روبرو گواہان نکاح کر دیا گیا۔ لیکن رسم شادی (الوداعی) نہ کی گئی۔

کچھ عرصہ کے بعد اللہ بچائی مذکورہ کے حقیقی بھائیوں کے اللہ یار اور اپنے چچا خدا بخش بن رحم علی کے ساتھ رقم کے لین دین کے سلسلہ میں تعلقات کشیدگی اختیار کر گئے فریقین مقدمات میں ملوث ہو گئے۔ مقدمات کی سماعت کے دوران ہی اللہ یار ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گیا مگر اللہ بچائی کے بھائیوں کے تعلقات ہمراہ خدا بخش بن رحم علی بدستور منقطع رہے۔ کاماں بائی زوجہ اللہ یار مرحوم نے اللہ بچائی کی رسم شادی ادا کرنا چاہی تو اس کے بھائیوں نے اللہ بچائی کو کاماں بائی سے چھین لیا اور کہا کہ نکاح نامہ میں ولدیت غلط درج ہے۔ جہاں اللہ یار مرحوم نے اللہ بچائی کا نکاح ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کیا ہے وہ غلط ہے۔ اللہ بچائی تا حال لڑکی اللہ یار نے اپنی لڑکی کا اندراج کر کے نکاح ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول کیا ہے نہ کہ اللہ بچائی بنت محمد بن رحم علی چونکہ ولدیت غلط درج ہے اس لیے وہ نکاح جو ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول اللہ بچائی کا کر دیا ہے۔ وہ درست اور جائز نہیں ہے۔ ہم کسی دوسری جگہ دوبارہ اللہ بچائی کا نکاح کریں گے۔

پہلا نکاح ہمراہ احمد یار بن غلام رسول روبرو گواہان درست تسلیم کرتے ہیں۔ اب اللہ بچائی مذکورہ کے بھائیوں کے تعلقات ہمراہ حقیقی چچا خدا بخش بن رحم علی جو نکاح اول ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول میں دلہن کی طرف سے وکیل مقرر تھا کے ساتھ تعلقات خوشگوار ہو چکے ہیں۔ اب انھوں نے احمد یار بن غلام رسول سے اللہ بچائی مذکورہ کی طلاق لیے بغیر سابقہ نکاح کے وکیل خدا بخش بن رحم علی کے ذریعے واحد بخش سے کر دیا ہے۔

اللہ بچائی کا عاقلہ بالغہ عمر میں جو نکاح اللہ یار نے ہمراہ احمد یار ولد غلام رسول روبرو گواہان کے کر دیا تھا جو ولدیت تحریری طور پر غلط درج ہوئی تھی۔ جس نکاح کو گواہان تسلیم کرتے ہیں۔ وہ درست اور جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

نکاح کا بوجہ حالت اغوا میں کرنا بیان کرتے ہیں۔ عدالت دیوانی میں دعویٰ کیا۔ ثبوت نکاح کا عدالت میں بہم نہ پہنچا سکے۔ عدالت نے نکاح تسلیم نہ کرتے ہوئے نکاح کا دعویٰ مع خرچہ خارج کر دیا۔ اب زبانی دعویٰ نکاح کا کر رہے ہیں۔ عورت مذکورہ کے بھائی نمازی اور دیندار ہیں اور اغوا کنندہ اور اس کے خویش اکثر بے دین اور بے نماز ہیں۔ عورت کے بھائیوں نے اس کا نکاح مناسب جگہ پر کر دیا ہے۔ کیا یہ نکاح جو عورت کے بھائیوں کی رضامندی سے کیا گیا ہے۔ شرعاً جائز ہے یا نہ اور پہلا نکاح اغوا کنندہ کا جو مشہور کیا جا رہا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح جو اس کے بھائیوں کی رضامندی سے ہوا ہے۔ شرعاً صحیح اور درست ہے۔ اغوا کنندہ کا نکاح ایک تو عدالت دیوانی میں ثابت نہیں ہو سکا۔ مدعی جھوٹا ثابت ہوا اور اگر فرضاً تسلیم بھی کر لیا جائے تو بوجہ دیں بوجہ غیر کفو ہونے اغوا کنندہ کے اور بوجہ عدم رضامندی عورت کے بھی وہ نکاح شرعاً ناجائز اور کالعدم ہوگا۔

عبدالشکور عفی عنہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

صح الجواب محمد عبدالکریم ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عقد نکاح کے لیے ایجاب و قبول گواہوں کا ہونا ضروری ہے رجسٹریشن کرانا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے چند آدمیوں کے مجمع میں علی الاعلان کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی ہندہ عمرو کو دے دی اور عمرو نے کہا میں نے قبول کر لی۔ اس کے بعد رسمی طور پر دعائے خیر اور مٹھائی تقسیم نہ کی گئی لیکن ابھی دی ہی زید یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح عرفی تو عمرو سے نہیں کیا۔ لہٰذا میں اپنی لڑکی ہندہ کو عمرو کے ساتھ نکاح کرانا چاہتا ہوں نہ میں نے دے دی ہے۔ کیا اس کا سابقہ اعلان مجمع عام میں بسبب کہ ایجاب و قبول کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا تو نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جب باقاعدہ ایجاب و قبول ہو جائے اور گواہ موجود ہوں اور ایجاب و قبول دونوں کو سن لیں تب نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ سرکاری رجسٹر یا قید تحریر میں نہ بھی لایا جائے۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل نکاح منعقد اور لازم ہو گیا ہے۔ اپنے خاوند کے ساتھ شرعاً اس کا آباد ہونا ضروری امر

ہے۔ کما قال فی القدوری ص ۱۳۴، ص ۱۳۵ النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالآخر عن المستقبل الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۸۶ھ

وقت نکاح لڑکی کا نام تبدیل کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نام تبدیل کر کے نکاح کر دیا ہے۔ لڑکی نابالغ ہے اور لڑکی ہے بھی وہی ایک۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا نکاح عند الشرع معتبر ہوگا یا نہ اور اگر صادق کا عالم بعد از تحقیق فتویٰ عدم انعقاد جاری کر دے تو وہ فتویٰ نافذ کیا جائے گا یا نہ؟ جب کہ مدعی نکاح اس بات کو تسلیم بھی کرے کہ واقعی نکاح میں تبدیلی کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ نکاح کا مدعی ہے اور کسی کو حکم تسلیم نہیں کرتا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں لڑکی کا نکاح نہیں ہوا۔ فتح القدیر میں ہے۔ وفي التجنيس له ابنة اسمها فاطمه فقال وقت العقد زوجتك بنتي عائشه ولم تقع الاشارة الى شخصها لم يصح الخ نیز عالمگیری ص ۲۷۰ ج ۱ میں ہے۔ رجل له بنت واحدة اسمها فاطمه قال لرجل زوجت منك ابنتي عائشة ولم تقع الاشارة الى شخصها ذكر في الفتاوى الفضلي انه لا ينعقد النكاح الخ . اور صورت مسئولہ میں جب خود مدعی تسلیم کرتا ہے کہ نام کی تبدیلی کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو اس کا دعویٰ شرعاً صحیح نہیں ہے اور کسی حکم کی ضرورت نہیں ہے اور عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ نیز عالم مذکور کا فتویٰ بھی صحیح ہے۔ عورت دیانةً فيما بينها وبين الله اس پر عمل کر سکتی ہے۔ البتہ اگر مدعی گواہوں سے یہ ثابت کر دے کہ اس عورت کا نام فی الواقع وہی ہے جو بوقت نکاح ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس کا دعویٰ صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ اس کی منکوحہ ہوگی۔ لیکن اس سے قبل آزاد ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمود عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پہلا نکاح جو شرعاً کیا گیا ہے اس کا اعتبار ہے، رجسٹر پر درج کرنے کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش ولد میاں ولی محمد قوم جوندہ بلوچ عرف قاضی ساکن موضع شرشتہ تحصیل تھانہ کوٹ سلطان میرا رشتہ دار ہے۔ اس کی لڑکی مسماۃ امیراں بالغہ ہے۔ بندہ نے اللہ بخش کو اپنے رشتہ کے لیے کہا۔ دو تین مرتبہ کہنے کے بعد مجلس نکاح میں تین گواہان کے سامنے جن کے نام یہ ہیں۔

غلام حسین ولد پیر بخش، غلام مرتضیٰ ولد محمد بخش، محمد بخش ولد میراں خان قوم جوندہ۔

مسمی اللہ بخش نے بایں الفاظ رشتہ دینا قبول کیا کہ میں نے اپنی لڑکی امیراں روبرو گواہان بموجب حکم شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسمی بشیر احمد ولد خدا بخش جانڈیہ کو دے دی ہے۔ بندہ نے قبول کر دیا ہے اور کہا کہ ہمارے درمیان اللہ اور اللہ کا رسول اور فرشتے گواہ ہیں۔ میں نے قرآن کریم کے حکم سے اپنی بنا خدا لڑکی کی شادی کر دکھایا پورا کرتے ہوئے کہ یہ عقد کر رہا ہوں۔ جس کے بعد میری والدہ نے اسی وقت متعلقہ لڑکی کو کپڑے اور انگوٹھی پہنائی۔ جس کے بعد دعا خیر کی گئی۔ بعد میں شیرینی کے طور پر گڑ بھی تقسیم کیا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کے احکام کے مطابق نکاح رجسٹر میں درج نہیں ہوا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ رخصتی کے وقت جب برات آئے گی نکاح درج رجسٹر کرا لیا جائے گا۔ تقریباً ساڑھے پانچ ماہ بعد میرے سسر اللہ بخش نے اپنی لڑکی امیراں کا نکاح دوسرے آدمی غلام رسول کے ساتھ درج رجسٹر کر دیا۔ یہ سارا کام در پردہ ہوتا رہا۔ مجھے اس کا علم نہ ہو سکا۔ آپ جناب اس مسئلہ میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ شریعت کے لحاظ سے یہ دوسرا نکاح جائز ہے یا مندرجہ بالا تحریر کی رو سے میرا نکاح ثابت ہوتا ہے۔ مفصل روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

حسب تحریر سوال مجلس نکاح میں ایجاب و قبول روبرو گواہان کے ہوا۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ اپنی لڑکی امیراں روبرو گواہان بموجب حکم شریعت مسمی بشیر احمد ولد خدا بخش جانڈیہ کو دے دی ہے اور ناکح نے اسی مجلس میں روبرو گواہان کے قبول کیا ہے۔ شرعاً نکاح منعقد ہو گیا۔ کیونکہ روبرو گواہوں کا لفظ قرینہ نکاح ہے۔ اگر مجلس نکاح کی نہ ہو اور قرینہ بھی نکاح کا نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ رجسٹر میں درج کرنا یا بعد میں کر لینا اس پر صحت نکاح موقوف نہیں۔ لڑکی کے باپ کا دوسرے کے ساتھ نکاح درج رجسٹر کرانا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

نابالغ لڑکے مسمی محمد شریف کو درمیان برادری کے روبرو دعویٰ کیا کہ میں اپنی لڑکی شرفو مائی اللہ رکھا معروف کالو کے لڑکے کو دے چکا ہوں اور اس پر نابالغ لڑکے کے باپ اللہ رکھا معروف کالو نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد انکار کر دیا اور کہا کہ کوئی اسٹامپ وغیرہ دکھاؤ جس پر میں نے اقرار نامہ لکھ دیا ہو کہ میں نے اپنی لڑکی شرفو مائی کا شرعاً نکاح کیا ہو۔ کیا شریعت مطہرہ میں بوقت ایجاب وقبول کے اسٹامپ پر لکھنا ضروری ہے یا نہ؟ کیا اس ایجاب وقبول کرنے کے بعد شریعت مطہرہ میں شرفو مائی کا نکاح مسمی اللہ رکھا معروف کالو کے بیٹے محمد شریف کے باپ کے ایجاب وقبول پر محمد شریف کا نکاح ہو چکا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نکاح میں اسٹامپ پر لکھنا شرعاً ضروری نہیں۔ ثبوت نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں (جو شرعاً معتبر ہوں) کی گواہی کافی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکے اور لڑکی کی صغر سنی میں ان کے لیے دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے تو یہ نکاح شرعاً نافذ ہے۔ لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے نہ لڑکے کے والد کو حق انکار۔ اگر باقاعدہ شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول نہیں ہوا تو پھر دوبارہ تفصیل لکھ کر جواب طلب کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی [illegible]ھ

صحت نکاح کے لیے منکوحہ غیر سے ممیز ہو جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نوجوان لڑکا اور ایک نوجوان لڑکی نے دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا۔ لیکن دیواری آڑ میں تھی۔ لڑکی کی آواز دونوں گواہوں نے اچھی طرح سن لی۔ یہ معلوم تھا کہ لڑکی کون ہے یعنی لڑکی کس کی ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو دوبارہ نکاح جائز ہے یا لڑکی کے والد کا نام بتانے سے ٹھیک ہو جائے گا۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

شرط جواز نکاح یہ ہے کہ منکوحہ۔ زوج اور گواہوں کے نزدیک مجہول نہ ہو۔ بلکہ اپنے غیر سے متمیز ہو

جائے۔ خواہ کسی طرح سے امتیاز ہو جائے۔ پس اگر صورت مذکورہ بالا میں لڑکی دلہن اور گواہوں کے ہاں نکاح کے وقت خوب معلوم تھی اور اس میں کسی قسم کا ابہام نہ رہا ہو تو نکاح جائز اور درست ہے۔ باپ کے معلوم کرنے کی حاجت نہیں۔ بشرطیکہ لڑکی کے نام یا آواز وغیرہ سے لڑکی کی پوری تعیین ہو گئی ہو یعنی اس میں کسی قسم کا ابہام نہ رہا ہو۔ شامی ص ۱۵ ج ۳ میں ہے۔ قلت وظاهره انها لو جرت المقدمات على معينة وتميزت عند الشهود ايضاً يصح العقد وهي واقعة الفتوى لان المقصود نفي الجهالة وذلك حاصل بتعينها عند العاقدين والشهود وان لم يصرح باسمها كما اذا كانت احداهما متزوجة اھ اور اگر لڑکی متعین نہیں ہوئی تو نکاح ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

نکاح میں جس کا نام لیا گیا ہے اس کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بہنیں ہیں، نکاح بڑی کے ساتھ ہونا تھا۔ لیکن عقد نکاح کے وقت بجائے بڑی بہن کے نام چھوٹی بہن کا لیا گیا۔ اب بتائیں کہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر یہ واقعہ درست ہے تو نکاح چھوٹی بہن سے صحیح ہو گیا۔ بڑی سے نکاح نہیں ہوا۔ كذا في كتب الفقه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۷۷ھ

خاوند سال سے غائب ہے اور اس کے گھر والوں کو اس کی حیات کا یقین ہو تو نکاح ثانی درست نہیں

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب مدرسہ قاسم العلوم۔ جناب عالی۔

گزارش ہے کہ کمترین کو عرصہ تقریباً دس سال ہوئے ہیں اور عرب شریف بہر حج شریف کرنے کے لیے

میں اپنی بیوی اور بچوں کو گھر چھوڑ کر گیا اور جو میری ذاتی جائیداد مکان اور زیورات اور نقدی اور پارچہ جات وغیرہ تھے۔ اپنی بیوی کے سپرد کر کے بیوی کی رضامندی سے کل خرچ دے کر روانہ ہوا اور ہر ماہ اپنی زندگی اور خیریت کے خطوط اپنی بیوی اور بال بچوں کے پاس روانہ کرتا رہا ہوں اور میرے بال بچے اور بیوی نے مجھے گھر کے احوال لکھے ہیں۔ جو میرے پاس بطور ثبوت موجود ہیں۔ میری جائیداد تھی جس میں میرے بچے اور میری بیوی گزارہ کرتے رہے ہیں اور میرے ذاتی مکان میں ان کی رہائش موجود ہے اور میری اتنی جائیداد تھی جس میں گزارہ کرتے۔ میں حج بیت اللہ سے واپس آیا ہوں تو میرے لڑکے اور رشتہ دار مجھے اسٹیشن سے اپنے گھر لے آئے جہاں میری بیوی اور بچے موجود تھے ہم آپس میں بچے اور بیوی راضی خوشی تھے۔ چند ایک رشتہ داروں اور پڑوسیوں نے میری جائیداد کے لالچ میں آ کر مجھے ایک شخص نے کہا کہ دس سال باہر رہ کر آئے ہو۔ اس لیے تمہاری بیوی تمہارے حق میں نہیں ہے۔ تمہارا نکاح نہیں۔ میں نے کہا کہ میری بیوی کو میرا پورا علم ہے اور جب میں گیا ہوں تو خوشی اور رضامندی سے گیا ہوں اور نہ ہی میں نے طلاق دی ہے اور نہ ہی اس قسم کی تحریری اور زبانی طلاق دی۔ بلکہ ہم اب بھی بال بچے اور بیوی خوش ہیں۔ براہ مہربانی مجھے اس چیز کا فتویٰ دیا جائے۔ میرا نکاح درست ہے یا نہیں؟

گل محمد ولد دل محمد حب سیرنی ملتان

الجواب

سوال میں کوئی ایسی بات نظر سے نہیں گزری جس سے نکاح ٹوٹنے پر کسی قسم کی دلالت ہو۔ اس لیے کہ نہ تو طلاق صریح کا کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی نان و نفقہ کا مسئلہ ہے۔ بلکہ نان و نفقہ دے کر گیا ہے اور اس کی حیات کا بھی اس عرصہ دس برس میں گھر والوں کو یقین حاصل تھا۔ دس برس یا کم و بیش اگر کوئی گھر سے چلا جائے اور اس کی موت و ہلاکت کا حاکم کو غالب امکان ہو جائے جیسے کوئی معرکہ و جنگ میں گم ہو گیا ہو یا مرض کی حالت میں نکل گیا ہو یا بحری سفر پر گیا ہو اور ساحل پر پہنچنے کا پتہ نہ ہو ایسی صورت میں موت کا حکم دے دیا جائے گا اور اس مسئلہ میں تو اگرچہ بحری سفر متحقق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ حیات کا پورا یقین تھا۔ بذریعہ خطوط وغیرہ کے اس لیے یہ بھی وجہ نہیں بن سکتی۔ کما حررہ الشامی حیث قال لکن لا یخفی انہ لا بد من مضی مدۃ طویلۃ حتی یغلب علی الظن موتہ لا بمجرد فقدہ عند ملاقاۃ العدو او سفر البحر ونحوہ شامی مطبوعہ ایچ سعید ص ۲۹۷ ج ۳۔ نیز یہاں پر عورت نے دعویٰ بھی نہیں کیا ہے۔ حاکم

شادی کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں لڑکا دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گیا
اور سرپرست علاج معالجے میں مصروف ہو گئے۔ لڑکی والوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیا۔
جلدی علاج کرو۔ ہماری لڑکی کافی عرصہ سے معلق ہے۔ ہم کب تک بٹھا سکتے اور نہ ہی بیمار کو دیتے ہیں۔ اسی کشمکش
میں تھے کہ لڑکے کا علاج شروع تھا اور علاج کے دوران وہ لاپتہ ہو گیا۔ تقریباً ۱۹۶۹ء میں لاپتہ ہوا اور اس کو
ڈیڑھ سال لاپتہ ہونے کو ہو گیا ہے۔ مگر لڑکی والوں نے بغیر گواہ وغیرہ کے فتویٰ لے کر کسی اور کے ساتھ نکاح کر
دیا ہے۔ ہمیں قرآن و حدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ فقط

(نوٹ) لڑکے کی تلاش شروع ہے۔ ابھی ابھی کچھ خبر ملی ہے۔ اس علامت سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکا ابھی
زندہ ہے اور ایک آدمی اس جگہ پر بھی بھیج دیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں مسماۃ مذکورہ کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ لاپتہ شوہر کو اگر چار سال گزر جائیں اور
کوئی پتہ نہ چلے تو پھر عدالت میں عورت کو رجوع کرنا ضروری ہے۔ عدالت جب فسخ نکاح کا فیصلہ دے تو شرع
کے دستور کے مطابق کسی جگہ نکاح ہونا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حامد علی مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد ملتان

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس لڑکی کا نکاح سابقہ خاوند کے ساتھ بدستور باقی ہے۔ دوسری جگہ
نکاح بدنکاح اور حرام کاری ہے۔ دوسری دفعہ جس شخص کے ساتھ نکاح پڑھایا گیا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً
اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

مفقود الخبر کے متعلق شرعی کارروائی ضروری ہے، بغیر اس کے دوسری جگہ نکاح صحیح نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنے بھائی عبدالرحمن پندرہ سال مفقود الخبر
کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ عبدالرحمن کی موت و حیات کے متعلق قانونی و رواجی طور پر کوئی تحقیق نہیں کی گئی
اور نہ عبدالرحمن خود کوئی طلاق وغیرہ دے کر گیا تھا تو کیا زید مذکور اس نکاح پر مجرم ہے یا نہ؟ نیز جو لوگ اس نکاح
میں شریک ہوئے ہیں ان کا نکاح باقی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں یہ نکاح زوجہ مفقود الخبر کے لیے شرعی طریقہ سے نہیں دوسری جگہ نکاح کرنے کا جو شرعی طریقہ ہے۔ اس کے خلاف کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ نکاح ناجائز اور نکاح پر نکاح شمار ہوگا اور اس طرح زوجین فاحشہ فعل میں آلودہ ہیں اور سخت گناہگاری ہے۔ لہٰذا دونوں پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہو جائے۔ نیز نکاح میں موجود دوسرے اشخاص کا نکاح بدستور باقی ہے۔ البتہ یہ لوگ سخت گنہگار ہو گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح پر نکاح ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کو توبہ کرنی لازم ہے۔
وفی الدر المختار ص ۱۰۱ ج ۳ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی) قوله لم یقل احد بجوازه الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مفقود الخبر کے متعلق کمال کوشش کرنے کے بعد نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فدوی کا ایک لڑکا مسمی گل خان برائے حصول روزی علاوہ گھر سے چلا گیا۔ جس کو تقریباً ۱۰ سال پورے ہو چکے ہیں۔ چونکہ مفقود الخبر ہے۔ تمام پاکستان کے مدارس وغیرہ سے خطوط کے ذریعہ دریافت کیا۔ لیکن کہیں سے پتہ نہیں چلا۔ اس کی اہلیہ ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ کیا اس عورت کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مفقود کی بیوی کے لیے بہتر ہے کہ شوہر کی موت یا خبر ہونے تک صبر کرے۔ اگر صبر نہ کر سکے تو اس حالت میں یہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ کرے اور گواہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے اور شوہر کے مفقود ہونے کی شہادت پیش کرے۔ پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے۔ جہاں اس کے ہونے کا ظن غالب ہو وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے۔ غرض ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔

ہے۔ تو وضع حمل ورنہ تین حیض گزار کر اس پہلے شخص کے ساتھ صحبت جائز ہے۔ کیونکہ یہ موطوءہ بالشبہ ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل الحیلۃ الناجزۃ مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں موجود ہے۔ جس عورت نے اگر دوسرے کے ساتھ نکاح شرعی طریقہ سے نہ کیا ہو۔ یعنی حاکم مسلمان کے ذریعہ شرعی اصول کے تحت نکاح ثانی کی اجازت نہ ملی ہو تو یہ عورت اور یہ مرد دونوں بڑے گنہگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ضروری ہے اور اگر شرعی اصول کے تحت دوسرا نکاح کیا ہو تو گناہ نہ ہوگا۔ بہرحال عورت بہر حال اس پہلے خاوند کو عقد سابق کے ساتھ ملے گی۔ عدت گزار کر پہلا خاوند صحبت کر سکتا ہے۔ تجدید نکاح افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوج سابق معلوم ہونے کی صورت میں نکاح سابق سے وہ اس کی بیوی رہے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ جو مدعیہ ہے کہ انقلاب پاکستان میں میرا خاوند شہید ہو گیا ہے۔ اب تقریباً بیس سال گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس کا خاوند زندہ ہے۔ کیا صورت مسئولہ میں نکاح ثانی درست ہے یا نہ اور اولاد نکاح سے جو مولود ہے۔ وہ کس شخص کی ہے اور مدعیہ عورت کے بیان سے جو نکاح ثانی ہوا ہے۔ زوج ثانی پر بعد از نکاح وبعد از ظہور زوج اول کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں زوج سابق کے زندہ معلوم ہو جانے کی صورت میں نکاح ثانی باطل قرار دیا جائے گا اور بدستور نکاح سابق کے ساتھ زوج اول کی منکوحہ شمار ہوگی۔ یہ عورت زوج ثانی سے عدت شرعیہ گزارے۔ تب جا کر زوج اول کے ساتھ ہمبستری جائز ہوگی اور جو اولاد نکاح ثانی سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ زوج ثانی سے ثابت ہوگی اور یہ عورت موطوءہ بالشبہ شمار ہوگی (کما فی الحیلۃ الناجزۃ ص ۱۱۳) امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آ جائے تو اس کی عورت ہر حال میں اسی کو ملے گی۔ خواہ عدت وفات کے اندر آ جائے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت صحبت کے بعد آئے یا پہلے۔ کما صرح بہ شمس الائمۃ فی

دوسرا خاوند عورت کے ہم پلہ ہو۔ یعنی عورت کے برابر کا آدمی ہو تا کہ عورت کے چچا یا تائے کو اس پر اعتراض نہ ہو۔ باقی نکاح بالکل جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(نوٹ) کفو میں نکاح کرنے پر اگر چچا یا تائے کا اعتراض ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ عورت جس سے چاہے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرے۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ

نکاح میں خطبہ مسنون ہے، کھڑا ہونا شرط نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جب خطبہ نکاح ہو تو خطبہ کون پڑھے۔ یعنی کوئی مولوی صاحب پڑھے یا ناکح خود پڑھے یا کوئی اور پڑھے اور کیا کھڑے ہو کر پڑھنا ادب ہے یا بیٹھ کر پڑھنا۔ مع حوالہ جات کتاب جواب سے ممنون فرمائیں۔ (۲) کیا جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے تیسرے یا پانچویں دن یا ساتویں دن بعض لوگ جمع ہو کر ماسائی اور مولوی صاحب بآواز بلند گا کر اشعار پڑھتے ہیں اور پھر نے لڑکے کی اس پر آمین کرتے ہیں۔ اس کے بعد چائے اور مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور جس نے یہ اشعار پڑھے ہوں۔ اس کو روپے دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ جات کتب مطلع فرمائیں۔ (۳) مردے کے دفن کرنے کے بعد قوم لوگ قبر پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ دعا مانگتے ہیں۔ مفصلاً کیا جائز ہے یا نہیں؟ تمام جوابات مع حوالہ کتب ممنون فرمائیں۔

المستفتی مولوی دوست محمد عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

(۱) خطبہ نکاح مسنون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ نیز نکاح خواں مولوی صاحب کے پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ شیخ عبدالحق در شرح مشکوۃ مے آرد خطبہ نکاح سنت است' بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اس میں کھڑا ہونا شرط نہیں۔ (۲) جو طریقہ اور فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا خیر القرون میں نہ پایا گیا ہو بالغرض موجود ہوا اور اس کو آج دین اور ثواب سمجھ لیا جائے وہ بدعت ہے۔ لہٰذا طریقہ مذکورہ کو اگر دین سمجھ کر ثواب یا برکت کا موجب سمجھ لیا جائے تو بدعت اور ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مولود کی تحنیک، اذان و اقامت اس کے کانوں میں، عقیقہ حلق راس وغیرہ امور ثابت ہیں۔ وہی مسنون ہیں۔ موجب برکت

وغیرہ ہیں۔ باقی سب لغو ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر بعد دفن کے کچھ دیر تک کھڑا رہنا اور دعا کرنے کی ہدایت کی روایت منقول ہے۔ تلقین وغیرہ، ورثاء بیٹھ کے ساتھ اور پھر چوتھی دعا مخصوصاً کہیں ثابت نہیں۔ یہ طریقہ غلط و مروجہ بدعت ہے۔ ومن ادعی بجوازہ فعلیہ البیان۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم بالتثبت فانہ الآن یسئل رواہ ابو داؤد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ [illegible]ھ

باپ نے نشے کی حالت میں لڑکی کا نکاح کفو میں کیا تو صحیح ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص نشہ میں مست ہو اور اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ کر دے تو یہ شریعت نبوی میں جائز ہے یا نہیں؟

(نوٹ) مذکورہ بالا شخص شروع سے ہی منشیات کا استعمال کرتا ہے اور عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے۔

﴿ج﴾

اگر نشے میں مستی کی حالت میں باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تو دیکھا جائے گا۔ اگر لڑکی کا نکاح کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو نکاح صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں یا مہر مثل سے بہت کم پر کیا ہے تو نکاح صحیح نہیں۔ قلت ومقتضی التعبیر ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو زوجها من کفو بمهر المثل صح لعدم الضرر المحقق۔ جس سے پہلے ہے۔ وکذا السکران لو زوج من غیر الکفو کما فی الخانیة وبه علم ان المراد بالاب من لیس بسکران ولا عرف بسوء الاختیار ولا یجوز کفو اور مہر مثل کی تحقیق کسی معتمد عالم سے کرالیں۔ شامی مطبوعہ مصر ص ۴۷ ج ۲ کتاب النکاح باب الولی

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بے ہوشی کی حالت میں نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی کرم کے ہمراہ بھاں بخت پٹھانہ کا نکاح ہوا اور رخصتی بھی ہو چکی ہے۔ اس کے مقابلہ میں کرم کے بھائی محمد نے اپنی لڑکی نابالغہ مسماۃ بخت کا نکاح مسمی لعل ولد پٹھانہ کے ساتھ کر دیا۔ قضاءً کرم کا بھائی محمد اور یہ پٹھانہ دونوں فوت ہو گئے۔ اب پٹھانہ نے اپنے داماد کرم کو کہا کہ اگرچہ میرا لڑکا لعل فوت ہو گیا ہے۔ مگر منکوحہ میری بہو ہے۔ لہٰذا وہ مجھے دے۔ تو کرم نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ پٹھانہ نے کرم کی منکوحہ بھاں اور اس کی دو بیٹیاں نابالغہ جو کہ پٹھانہ کی نواسیاں تھیں۔ قابو کر کے اپنے رشتہ داروں کی طرف جو چالیس میل دور تھے روانہ کر دیں اور ان کے حوالہ کر دیں تو میں نے بیوی اور بیٹیوں کی واپسی کے لیے نہایت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ القصہ بذریعہ تھانہ کے تھانیدار کے کوشاں ہوا۔ مگر تھانیدار نے رشوت لے کر الٹا مجھے بہت مارا پیٹا۔ چنانچہ ۱۱ دن کے رات کو جب کہ بے ہوش تھا کتاب پر یا کسی خفیہ کاغذ پر میرے انگوٹھے لگوائے۔ صبح معلوم ہوا کہ میری بیوی و دونوں بیٹیوں کا نکاح رات کو پڑھایا گیا ہے اور تو نے خود اپنی رضامندی سے نکاح دیے ہیں۔ بزرگوار میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے کسی قسم کا علم نہیں اور نہ میں رضامند ہوں۔ لہٰذا جواب دے کر ممنون فرمائیں کہ آیا عند الشرع میں اپنی لڑکیوں کا اپنی قوم میں نکاح کر سکتا ہوں۔

﴿ج﴾

عالم بے ہوشی میں نکاح نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر حسب بیان سائل نکاح نہیں ہوا۔ وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے سوال میں غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اس کا مفتی ذمہ دار نہیں ہے۔ خود غور کرے۔ دیانت داری ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہوں کے لیے ضروری ہے کہ انھوں نے متعاقدین میں سے ہر ایک کے الفاظ وتعبیر نکاح کو سن لیا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ایک ملک سے دوسرے ملک تک دولہا دلہن فون پر ایجاب و قبول کریں تو آپس میں نکاح صحیح ہو جائے گا یا نہیں۔

مذکورہ بالا طریقہ پر جو لوگ نکاح کر چکے ہیں وہ صحیح ہیں یا دوبارہ یہ لوگ نکاح کریں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ گواہان نکاح کے لیے ضروری ہے کہ دونوں نے متناکحین میں سے ہر ایک کے الفاظ تعبیر نکاح کو سماعت کیا ہو - درمختار میں ہے - وشرط مطبوعہ مصر ص ۲۱ ج ۳ شاهدين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح فاهمين انه نكاح على المذهب اھ فون پر ایجاب و قبول کی صورت میں گواہان متناکحین کے ایجاب و قبول کو نہیں سنتے تنہا فون کے ذریعہ نکاح منعقد نہیں ہوتا - اسی طرح فون کے ذریعہ تعیین متناکحین بھی نہیں ہو سکتی - پس فون کے ذریعہ نکاح منعقد نہیں ہوتا - جو لوگ اس طریقہ سے نکاح کر چکے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ تجدید نکاح کریں - اگر متناکحین دور دراز علاقہ میں ہوں تو نکاح کی بہتر صورت یہ ہے کہ مثلاً لڑکا کسی ایسے شخص کو جو لڑکی کے شہر میں رہتا ہو وکیل بناوے اور وکیل شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں موکل کے لیے نکاح کرے -

اسی طرح تحریر و کتابت کے ذریعے بھی نکاح درست ہے - جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی مرد نے عورت کو نکاح کے لیے خط لکھا اور عورت نے گواہان کو حاضر کر کے اس مرد کی تحریر ان گواہوں کو سنا دینے کے بعد یہ کہہ دیا کہ میں نے اس مرد کو اپنا نفس نکاح میں دے دیا ہے - تو نکاح درست ہے - اگرچہ فریقین مجلس نکاح میں موجود نہ ہوں - فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شہادت بالتسامع سے نکاح کے ثبوت کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عرصہ ہوا ہے نکاح خوان نے چند آدمیوں کے روبرو زید کا نکاح پڑھا تھا - اب اسے یاد نہیں ہے - اصلی گواہ بھی فوت ہو چکے ہیں - البتہ بستی والے اور آس پاس والے اس قسم کی شہادتیں بھی دیتے ہیں کہ واقعی ہم نے سنا تھا کہ زید کا نکاح مسماۃ فلاں سے ہو گیا ہے - دو آدمی یہ بھی کہتے ہیں کہ لڑکی کے والد نے ہمارے روبرو نکاح کا اقرار کیا تھا - لڑکی کے بڑے بھائی نے بھی ایک آدمی کے سامنے نکاح کا اقرار کیا تھا - اب لڑکی کا والد بھی فوت ہو گیا ہے - اب لڑکی کے بھائی نکاح سے انکاری ہیں - شرعاً ایسے نکاح کی کیا حیثیت ہے - ان شہادتوں سے نکاح ثابت ہو گا یا نہیں کتب فقہ معتبرہ سے مدلل تحریر فرمائیں -

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نکاح کے ثبوت کے لیے شہادت بالتسامع بھی کافی ہے۔ یعنی نکاح کی عام شہرت سن کر نکاح پر شہادت دی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ حاکم کے سامنے گواہ تسامع کی تصریح نہ کرے اور حاکم کو ظن غالب ہو کہ گواہ صادق ہیں اور واقعی میں نکاح ہو گیا ہے۔ پس مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کر دیں۔ وہ گواہوں وغیرہ سے واقعہ کی خوب تحقیق کر کے فیصلہ کر دیں۔ محض نفس سوال کے بیان پر ہم نکاح کے ثبوت کا حکم نہیں دے سکتے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

لڑکی کی خاموشی اقرار ہے، والدہ کا راضی ہونا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

محترم جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل تفصیل کو نہایت غور سے پڑھ کر نکاح کے بارے میں فتویٰ عطا فرمایا جائے کہ نکاح شرعی ہوا ہے یا نہ؟ ہمارے ہاں دو بھائی غلام سرور سکول ٹیچر اور سرفراز فوجی تھے۔ آج سے تقریباً تیس سال پہلے کی بات ہے کہ چھوٹے بھائی سرفراز فوجی کے ہاں لڑکا محمد ریاض چھوٹا سا بچہ تھا۔ جبکہ بڑے بھائی غلام سرور کے ہاں رشیدہ بیٹی پیدا ہوئی۔ سرفراز نے اس بھتیجی کو اپنے بیٹے محمد ریاض کی منگیتر ظاہر کرتے ہوئے تین کپڑے، چاندی کے کنگن، سونے کی چیکاں پہنائیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں سرفراز فوجی بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ غلام سرور سکول ماسٹر (بڑے بھائی) نے مرحوم بھائی سرفراز کی رسم قل خوانی کے وقت اعلان عام کرتے ہوئے اپنے مرحوم بھائی کی دیرینہ امید کو عملی جامہ پہنایا اور مجمع عام میں سامنے کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہوئے مخاطب ہوا کہ جس طرح میرے مرحوم بھائی کا خیال تھا۔ اسی طرح میں اعلان عام کرتا ہوں کہ میں اس کے بیٹے کو اپنی بیٹی (جو میرے بھائی مرحوم نے بہو بنا رکھی تھی) دے چکا ہوں اور اب مرحوم بھائی کی بیٹی پیدا ہو گئی ہے اور میں اپنے چھوٹے بیٹے کو بیاہتا ہوں۔ لہٰذا آج کے بعد برادری کا کوئی فرد میرے پاس میری لڑکی یا بھتیجی کا رشتہ حاصل کرنے کے لیے ہرگز ہرگز نہ آئے۔ اب پچھلے سال سردیوں میں سرفراز مرحوم بھائی کے یتیم بیٹے محمد ریاض نوجوان نے برادری کو اکٹھا کر کے اپنے چچا غلام سرور سے رشتوں کی تکمیل کا اظہار کیا تو غلام سرور (ریٹائرڈ) سکول ماسٹر نے یہ طے کر کے چند دعا کی کہ محمد ریاض اپنی

کلمہ پڑھے ہمارے ہاں رواج کے مطابق لڑکیوں کا کلمہ پڑھنا شادی کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ لڑکی نے کلمہ پڑھا۔ مولوی صاحب اور دو گواہان اور وکیل مجلس میں چلے گئے۔ وہاں نکاح خواں نے ولی سے دوبارہ اجازت لے کر لڑکے کو تین دفعہ کہا کہ تیرا نکاح فلاں بنت فلاں بعوض مہر مبلغ ۔۔۔ روپے کیا جا رہا ہے تجھے قبول ہے؟ تو لڑکے نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد شیرینی وغیرہ تقسیم ہوئی اور مجلس برخاست ہوئی۔ دستور کے مطابق نکاح پہلے کرلیا جاتا ہے اور شادی کے لیے پھر دوبارہ تاریخ مقرر کی جاتی ہے اور پھر رخصتی ہوتی ہے۔ چند ماہ گزرنے کے بعد برادری کے اختلاف کی وجہ سے لڑکی کی والدہ نے کہا کہ میں تمہیں لڑکی دینے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ والدہ نے کہا کہ لڑکی کا نکاح ہی نہیں ہوا۔ حالانکہ نکاح پڑھاتے وقت لڑکی کی والدہ خود لڑکی کے پاس موجود تھی اور لڑکی سے کہا کہ کلمہ پڑھ۔ والدہ لڑکی کو اور چند مخالفین کو ہمراہ لے کر ایک عالم دین کے پاس بغرض استفتاء گئی اور نکاح خواں وکیل اور دو گواہان سے بیانات لیے گئے۔ جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ نکاح خواں کا حلفیہ بیان اجازت کے بعد میں دو گواہان وکیل لڑکی کے پاس گیا اور لڑکی سے کہا کہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں کے ساتھ کیا جا رہا ہے تیری اجازت ہے تو کلمہ پڑھ۔ لڑکی خاموش ہوگئی بعد ازاں چچا نے کہا کہ تیرا نکاح نیک کرنا چاہتے ہیں تو تو کلمہ پڑھ۔ پھر لڑکی نے کلمہ پڑھ دیا۔ وہاں سے اٹھ کر مجلس میں ان کی اجازت کے بعد تین مرتبہ لڑکے سے قبول کروا دیا گیا۔ ایک گواہ کا حلفیہ بیان میں بحیثیت گواہ کے مولوی صاحب کے ساتھ لڑکی کے پاس گیا میں نے مولوی صاحب سے لڑکی کو کلمہ پڑھاتے سنا اور لڑکی نے کلمہ پڑھا پھر ہم مجلس میں چلے لڑکے سے مولوی صاحب نے تین مرتبہ قبول کروایا اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مجلس برخاست ہوئی دوسرے گواہ کا حلفیہ بیان میں بحیثیت گواہ مولوی صاحب کے ساتھ لڑکی کے پاس گیا میں نے مولوی صاحب سے لڑکی کو کلمہ پڑھاتے سنا اور لڑکی نے خاموشی اختیار کی بعد ازاں چچا کے کہنے پر لڑکی نے کلمہ پڑھا جو کہ میں نے آدھا کلمہ سنا پھر ہم مجلس میں چلے گئے۔ پھر ولی سے اجازت لے کر مولوی صاحب نے لڑکے کو تین مرتبہ قبول کروایا۔ مٹھائی تقسیم ہوئی اور برخاست ہوئی

الجواب

چونکہ عرف عام میں لڑکی کا کلمہ پڑھ لینا اس کی رضا پر دال ہے اور اسی سے اس کی اجازت سمجھی جاتی ہے اس لیے لڑکی کی اجازت سے یہ نکاح صورت مسئولہ میں ہوا اور دلالۃً رضا عورت کی جانب سے عورت کے نکاح کے لیے کافی ہے صراحۃً الفاظ رضا ضروری نہیں۔ عالمگیری مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۸۷ ج ۱ میں ہے

باب دوم

وہ عورتیں جن سے نکاح درست ہے

ہوا ہے یعنی کیا زید اپنی پہلی بیوی کے لڑکے کی شادی اپنی موجودہ بیوی کی بہن یعنی سالی سے کر سکتا ہے۔ براہ کرم اس کا جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

زید کی پہلی بیوی سے جو لڑکے ہیں ان کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی بہن سے درست ہے۔ اس میں کسی شرعی حرمت نہیں ہے۔ بلکہ زید کی پہلی بیوی کے لڑکے کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی ماں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ کسی میں بھی کسی قسم کی حرمت موجود نہیں ہے۔ وقال تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم۔ الآیۃ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو قبل از دخول طلاق دے دی۔ عدت کے بعد اس عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی۔ اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ خاوند کا دوسری عورت سے جو منکوحہ تھی سے لڑکا پیدا ہوا۔ اب ان دونوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔

الجواب

بلاشبہ صورت مسئولہ میں نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۔۔ شوال ۱۳۸۱ھ

سوتیلی خالہ سے نکاح کرنا

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو عورتیں ہیں۔ ایک عورت سے لڑکے ہیں دوسری عورت کی بہن سے کیا وہ شادی نکاح کر سکتے ہیں یا نہ۔

﴿الجواب﴾

بلکہ تحقیق سے زانی کی بھی بیٹی نسبی دونوں کی موجود نہیں ہے۔ جو موجب حرمت ہو۔ حرمت مصاہرت میں اصول و فروع منکوحہ تک پر حرام ہوتے ہیں۔ یہاں منکوحہ کا بھی اصل و فروع نہیں۔ بلکہ بہن ہے اور بہن کی بیٹی ہے بلکہ اس کا بیٹا ہے۔ یہاں نکاح میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باپ کی منکوحہ کی بیٹی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے رشیدہ سے شادی کی۔ کچھ دنوں کے بعد زید نے رشیدہ کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد رشیدہ نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اس سے اولاد پیدا ہوئی۔ پھر اس مرد نے بھی طلاق دے دی اور رشیدہ نے تیسری جگہ نکاح کیا۔ اس کے بعد زید نے رشیدہ کی ہمشیرہ سے نکاح کر دیا اور رشیدہ جو کچھ مدت پہلے زید کی منکوحہ رہ چکی تھی رشیدہ کی ہمشیرہ کی زید سے شادی ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ رشیدہ کی ہمشیرہ جو اس وقت زید کی منکوحہ ہے اپنے لڑکے سے جو زید سے پیدا ہوا رشیدہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا شرعاً جائز ہے۔ جو کچھ مدت پہلے زید کی بیوی رہ چکی ہے۔ یہ رشتہ زوجیت پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں۔

نوٹ: مسئلہ بالا میں قابل طلب بات یہ ہے کہ یہ دونوں بہنیں ہیں۔ پہلی بہن زید کی تھی اب یہ لڑکی دوسرے شوہر سے رشیدہ کی پیدا ہوئی ہے اور ہمشیرہ کی زید سے ہوئی ہے۔ ان دونوں لڑکے اور لڑکی کے درمیان نکاح جائز ہونے کا مسئلہ دریافت طلب ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے (جو رشیدہ کی بہن کی بطن سے ہے) کا نکاح رشیدہ کی لڑکی سے جو دوسرے خاوند سے ہے جائز ہے۔ واما بنت زوجة ابيه او ابنه فحلال - (الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۰۲ ج ۳) یعنی مطلقہ الاب کی بنت بطریق اولیٰ حلال ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
محرم ۱۳۹۲ھ

خلاصہ یہ کہ زید کا لڑکا جو ایک بیوی سے ہے۔ اس کا نکاح زید کی دوسری بیوی کی لڑکی سے جو لڑکی جو زید سے نہیں بلکہ اس کے دوسرے خاوند سے ہے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مذکورہ دونوں آدمیوں کے درمیان اور کوئی رشتہ مانع نکاح موجود نہیں ہے تو صرف اس سے جو سوال میں مندرج ہے نکاح کے جواز میں کسی قسم کا خلل نہیں آتا۔ ان میں نکاح بلاشک صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

جس لڑکی کو پیغام نکاح دیا ہو اس کا رشتہ بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کسی جگہ اپنا رشتہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے رشتہ لینے کی حتی الامکان کوشش کی مگر جب وہ اپنا رشتہ وہاں نہ کر سکا تو وہ اب اپنے لڑکے کا رشتہ اس لڑکی کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ جسے وہ پہلے اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا۔ کیا تقویٰ کے لحاظ سے وہ اپنے لڑکے کی شادی اس عورت سے کر سکتا ہے یا احتیاط کرنی چاہیے۔

﴿ج﴾

نہ تقویٰ کے خلاف ہے اور نہ فتویٰ کے۔

محمود عفا اللہ عنہ

سابقہ بیوی کی پوتی کا رشتہ اپنے بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حبیب بخش فوت ہو گیا۔ خدا بخش اس وقت اپنی والدہ کا دودھ پیتا تھا اور اس کی عمر تقریباً ایک سال تھی۔ خدا بخش کی والدہ نے بعد عدت کے اپنے دیور محمد بخش سے نکاح کر لیا۔ محمد بخش سے نکاح کے بعد خدا بخش نے اپنی والدہ سے ڈیڑھ یا ۲ سال دودھ پیا۔ پھر خدا بخش کی والدہ فوت ہو گئی۔ پھر کچھ عرصہ بعد محمد بخش نے اور نکاح کیا۔ دوسری عورت سے لڑکا محمد سعید پیدا ہوا۔ اب کیا خدا بخش کی لڑکی محمد سعید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ جبکہ خدا بخش اور محمد سعید مانند سگے بھائیوں کے رہے ہوں اور محمد سعید کے لیے اس لڑکی کا رشتہ مل سکتا ہو۔ شرعی طور پر وضاحت فرمائیں

نے طلاق دے دی ہے۔ تو طلاق کے بعد عدت گزر جانے کے بعد وہی شخص جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو پہلے جو ناجائز کرتا رہا اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں یہ شخص اس عورت کے ساتھ بعد از عدت شرعیہ نکاح کر سکتا ہے۔ سابقہ تعلقات کی وجہ سے یہ شخص سخت گنہگار ہے۔ اس پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹/۷/۱۳۹۱ھ

بھتیجے کی بیوہ سے نکاح کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے شادی کر لی۔ اس عورت سے اس کے پچھلے خاوند یعنی اس کے بھائی سے ایک لڑکا ہے۔ اس لڑکے کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا۔ اب یہ لڑکا اور اس کی ماں دونوں مر گئے ہیں۔ کیا اس لڑکے کی عورت سے اس کے باپ کی شادی ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟ یعنی مذکور بہو اس شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا کہ نہیں۔ رخصتی نہیں ہوئی۔ لڑکی بالغ ہے اور یتیم ہے۔

﴿ج﴾

یہ شخص اپنے بھتیجے متوفی کی بیوہ سے شادی کر سکتا ہے۔ بھاوج یعنی اس بھتیجے کی ماں سے نکاح کرنے سے یہ لڑکا اس کا بیٹا نہیں بنا۔ لہذا کوئی شبہ جواز نکاح میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۷۷ھ

بھتیجی کا رشتہ اپنے نواسے سے کر دینا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عبدالعزیز شاہ اور اسلام الدین دونوں حقیقی بھائی تھے۔ عبدالعزیز شاہ فوت ہو چکا ہے اس کی ایک دختر مسماۃ لطیفاں زندہ ہے۔ اب اسلام الدین اپنے نواسے مسمی زید سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ بموجب شریعت یہ رشتہ جائز ہے جواب مع دلائل دیں۔

بھتیجے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ کوئی شخص اپنے سگے بھتیجے کی منکوحہ مطلقہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ شریعت محمدی کی روشنی میں حکم سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں اور یہ عورت اسی شخص کے جو کہ اب نکاح کرنا چاہتا ہے چچا کے بیٹے کی بیٹی بھی ہے۔

﴿ج﴾

یہ نکاح بلاشبہ جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی [illegible] قاسم العلوم ملتان

چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوہ سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوی اگر مطلقہ یا بیوہ ہو جائے تو دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چچازاد بھائی کے لڑکے کی بیوی بصورت طلاق یا بیوگی بلاشک وشبہ دوسرے چچازاد بھائی کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ اس میں کوئی صورت شبہ یا حرمت وغیرہ کی نہیں ہے۔ ھذا ما ظہر لی و عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب سید اشفاق علی غفرلہ الخفی والجلی مولوی فاضل و فاضل دیوبند [illegible] ملتان۔

یاد رہے کہ بصورت طلاق جب اس کی عدت طلاق گزر جائے اور بیوہ ہونے کی صورت میں اس کی عدت وفات گزر جائے تب یہ عورت نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ رجب [illegible]

﴿الجواب﴾

مزنیہ حاملہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے جائز ہے۔ لیکن اگر نکاح غیر زانی سے ہوا ہے تو وضع حمل سے پہلے ہمبستری جائز نہیں۔ وضع حمل کے بعد ہمبستری کی جائے۔

پس صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح ہے۔ دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ نکاح تا حال اس شخص کے ساتھ بدستور باقی ہے فسخ نہیں ہوا اس لیے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

حاملہ من الزنا کا نکاح تو غیر زانی سے درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت جس کا تقریباً دو سال ہوئے ہیں کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ خاوند کے فوت ہونے سے چند مہینے بعد بچی پیدا ہوئی لیکن وہ چند مہینے کے بعد فوت ہو گئی۔ چند ماہ کے بعد پتہ چلا کہ وہ عورت حاملہ ہے۔ اس کے دوران میں کسی غیر آدمی کے ساتھ زبردستی نکاح کر دیا گیا۔ لیکن جس سے حمل ہو چکا تھا اس کے علاوہ دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

زنا سے حاملہ کا نکاح درست ہے۔ لیکن اگر نکاح غیر زانی کے ساتھ ہوا ہو تو ہمبستری کرنی حرام ہے۔ یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے۔ وضع حمل کے بعد بغیر نکاح جدید کے ساتھ ہمبستری کر سکتا ہے۔ کما قال فی الکنز وحل تزوج الحبلی من زنا لا من غیرہ کذا فی البحر الرائق ص ۱۹۸ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۸ھ

زنا سے حاملہ کے نکاح میں شریک ہونے والوں اور پڑھانے والے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک آدمی نے آج سے تقریباً تین ماہ قبل نکاح کیا - نکاح ایک کنواری سے ہوا - مگر تقریباً تین ماہ بعد اس لڑکی کا تندرست بچہ پیدا ہوا - اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ وہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں - اگر دوسری صورت ہو تو نکاح پڑھانے والے اور گواہان نکاح کے اوپر کوئی جرم ثابت ہوگا یا نہیں - لڑکی کا کہنا ہے کہ شادی سے پہلے میرا بہنوئی میرے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کرتا رہا ہے اور یہ بچہ اسی کا ہے تحقیق بہنوئی اس بات کا معترف ہے کیا اس صورت میں لڑکی کے اپنے نکاح پر کوئی اثر مرتب ہوگا یا نہ -

جواب

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہوتا ہے - اس لیے اس کا نکاح بالکل جائز ہے اور صحیح نکاح ہے - نکاح پڑھنے والے اور گواہوں پر کوئی جرم عائد نہیں ہوگا - خواہ ان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو - البتہ حمل کا علم ہو جانے کے بعد زوج کو اس سے ہمبستری کرنا جائز نہیں - یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے - بہنوئی نے اگر زنا کا ارتکاب کیا ہے تو مجرم اور گنہگار ہے - لیکن اس کی بیوی سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا - اس سے حرمت مصاہرت لازم نہیں آتی - واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱ رجب ۱۳۹۲ھ

حاملہ من الزنا سے نکاح کرنے والا اگر طلاق دے تو صحیح ہوگی یا نہیں؟

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے جائز ہے یا نہیں اور اگر مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے ہو جائے تو نکاح برقرار رہے گا یا نہیں اور طلاق حاملہ مزنیہ غیر زانی کی واقع ہوگی یا نہیں اختصار سے مسئلہ واضح بیان کریں اور فقہی حوالہ نقل کریں نوازش ہوگی

جواب

مزنیہ حاملہ کا نکاح غیر زانی سے جائز ہے - لیکن وضع حمل سے پہلے ہمبستری جائز نہیں اور جب نکاح صحیح ہوا اگر طلاق دے گا تو وہ بھی صحیح ہوگی - ھکذا مذھب [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شعبان ۱۳۹۵ھ

زانی کا مزنیہ کی پوتی سے اپنے بیٹے کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کی والدہ کے ساتھ زنا کیا۔ کیا اب بکر اپنی لڑکی ہندہ زید کے لڑکے کو دے سکتا ہے یا نہیں اور زید اپنی لڑکی بکر کے لڑکے کو دے سکتا ہے۔ یہ دونوں عقد صحیح ہیں یا باطل یا ان میں سے ایک صحیح اور ایک باطل ہے۔ بحوالہ کتاب مع عبارت تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

دونوں عقد صحیح ہیں۔ کما فی الشامیۃ ص ۳۰ ج ۳ ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها و فروعها۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ

حرامی بچے کا اپنے باپ کی منکوحہ (نکاح میں آئی ہوئی) سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمرو کی بیوی کو اغوا کر لیا جبکہ عمرو کی بیوی عمرو کے ہاں کافی عرصہ ٹھہری رہی۔ حتی کہ کوئی بچہ بھی نہ جنے بعد میں اسے زید نے اغوا کر کے کم و بیش ڈیڑھ سال تک اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا۔ بسیار کوشش کے بعد زید نے عورت کو عمرو کے پاس اس حالت میں واپس کیا جبکہ وہ زید سے حاملہ بھی ہو چکی تھی عمرو نے اسے فوراً طلاق دے دی۔ عورت نے وضع حمل کے بعد ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا بہت قلیل عرصہ کے اندر عورت کا یہ شوہر فوت ہو گیا۔ اب عورت نے بعد انقضاء عدت اپنے سابق آشنا زید کے ساتھ نکاح کر لیا کچھ عرصے کے بعد زید نے دوسری شادی بھی کر لی۔ زید کو اس دوسری بیوی سے صرف ایک لڑکی تولد ہوئی۔ بعد میں زید بھی فوت ہو گیا۔ مگر زید کی پہلی بیوی سے جو لڑکا تھا زید کے ساتھ آشنائی کے ایام میں زنا کے نتیجہ سے تولد ہوا تھا وہ اب جوان ہو گیا ہے۔ اب وہ زید متوفی کی دوسری بیوی یا اس کی لڑکی جو اب بالغ ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جبکہ زید متوفی کا بھائی و دیگر باشندگان موضع اس بات پر متفق ہیں کہ لڑکا زید کا ہی نطفہ ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ زید نے کل لڑکا

زانی ومزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کسی اور سے منکوحہ تھی اور اس سے کسی اور سے ناجائز تعلقات رہے۔ اس عورت کا بچہ پیدا ہوا اور ناجائز تعلقات والے نے اپنی منکوحہ بیوی کی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کیا۔ تاکہ اس کے تعلقات اس عورت سے رہ جائیں۔ اب جب لڑکا جوان ہوا اس کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ یہ لڑکی میری بہن ہے اور میں نہیں لیتا اور اس آدمی نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ واقعی میرے ناجائز تعلقات اس لڑکے کی والدہ سے ہیں اور میں نے اس لڑکی کو اس لیے دی تھی تاکہ اس کی ماں سے میرے تعلقات باقی رہیں اور وہ لڑکا بھی اس ناجائز تعلقات والے شخص کا شبیہ ہے۔ باقاعدہ طور پر لڑکے نے اس بات کا انکار معزز لوگوں کے سامنے کیا۔ اس آدمی نے اپنے تعلقات کا اقرار بھی گواہوں کے سامنے کیا ہے اس پر شرعی حکم صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها (شامی ص ۳۲ ج ۳) شرعاً نسب ناکح سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر خاوند اب اس لڑکی کو پسند نہیں کرتا تو اس کو طلاق دے دے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ
۲۳ شوال ۱۳۹۵ھ

زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح تو درست ہو جاتا ہے اگر شوہر طلاق دے تو پورا مہر دینا ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنے لڑکے کی شادی ایک رشتہ دار کی لڑکی سے کرائی۔ نکاح کرتے وقت وہ حاملہ تھی لیکن انھوں نے نہیں بتایا۔ اب شادی کے تین ماہ دس دن کے بعد صحیح سلامت بچہ پیدا ہوا آیا یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں اور کیا میرا لڑکا اس لڑکی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا طلاق دینے کی صورت میں حق مہر واجب ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل جائز ہے اور جس کا حمل ہے اگر نکاح اسی سے ہوا ہے تو اس کو وضع حمل سے پہلے وطی کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ اگر غیر زانی سے نکاح ہوا ہے تو مرد کو وضع حمل سے پہلے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔ درمختار مصری ص ۳۸۰ ج ۲ میں ہے کہ وصح نکاح حبلی من زنا الخ۔ وان حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع لئلا یسقی ماءه زرع غیره (طوح) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً۔ پس صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور عورت کو آباد کرنا جائز ہے۔ اگر دخول کے بعد یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دے گا تو مہر ادا کرنا لازم ہے اور اس لڑکی کو آباد کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ صفر ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ

حرامی لڑکی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک صاحب اپنے لڑکے کی شادی ایک ایسی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکی اپنے والدین کی ناجائز اولاد ہے۔ اس کی ماں کا نکاح اس کے باپ کے ساتھ نہیں ہوا تھا تو کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

درج ذیل چاروں صورتوں میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید نے بحالت بلوغ اور شادی شدہ ہونے کے وقت ہندہ کے ساتھ زنا کیا۔ لیکن ہندہ کی لڑکی زنا سے پہلے چار سال کی تھی۔ بعد از یں مسمی زید نے ہندہ کے علاوہ کسی

اور عورت سے نکاح کیا اور اس کا لڑکا پیدا ہوا تو آیا ہندہ کی لڑکی جو کہ قبل اسلام ہے کا نکاح زید کے لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں۔ دوسری شق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ہندہ کی لڑکی جو کہ قبل اسلام ہے۔ بالغ ہوئی اور زید نے لڑکے کے علاوہ کسی اور سے نکاح کیا اور لڑکی پیدا ہوئی تو آیا ہندہ کی لڑکی سے زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ تیسری شق اس مسئلہ کی یہ کہ زید کے لڑکے کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔ چوتھی شق اسی مسئلہ کی یہ کہ زید کے لڑکے کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

ان چاروں صورتوں کا علیحدہ علیحدہ جواب تحریر کریں۔

﴿ج﴾

چاروں صورتوں میں بلاشبہ نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زانی کا مزنیہ کی بیٹی کا رشتہ اپنے بھائی یا بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کبھی اپنے خاوند کے گھر رہتی ہے اور کبھی میکے۔ ایک شخص اس کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے۔ اس کا زنا ثابت ہے۔ اسی دوران میں اس عورت کے دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئی ہیں۔ کیا وہ زانی شخص ان لڑکیوں کا نکاح اپنے بھائی یا بیٹے سے کر سکتا ہے۔ اگر وہ نکاح کرے تو شرع میں اس کے لیے کیا حکم ہے۔ وہ شخص اپنا ناجائز تعلق رکھنے کے لیے یہ رشتہ کرنا چاہتا ہے تا کہ اس کی پردہ پوشی ہو سکے۔

﴿ج﴾

یہ رشتہ شرعاً ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عورت منکوحہ ہے اور منکوحہ کی جو اولاد ہو وہ خاوند سے ثابت النسب ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر او کما قال۔ مولانا تھانوی صاحب امداد الفتاوی نے ص ۲۶۹ ج ۲ میں اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا فتوی سے جائز ہے۔ مگر احتیاط کے خلاف ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم

۲ رجب ۱۳۸۹ھ

بیٹے کی رضاعی بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ عمر نے زینب کا دودھ پیا زینب کی لڑکی عائشہ کے ساتھ۔ اب عائشہ کا نکاح عمر کے والد زید کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رضاعی والدہ کے سوتیلے بیٹے سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

زید نے شادی کی اس بیوی سے ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئیں۔ بعد ازاں اس کی بیوی فوت ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد اس نے عقد ثانی کیا۔ کچھ عرصہ بعد زید فوت ہوگیا۔ اس کی بیوہ نے دوسرا عقد نکاح نہیں کیا۔ اپنے خاوند کے گھر میں بیٹھی رہی۔ زید کے انتقال کے دس سال بعد اس کے لڑکے بکر کی لڑکی پیدا ہوئی۔ دس یوم بعد بکر کی اہلیہ فوت ہوگئی۔ بکر کی اس یتیمہ بچی کو بکر کی سوتیلی والدہ نے جو دس سال سے بیوہ تھی بچی کو سینہ سے لگایا۔ قادر مطلق کی قدرت سے بکر کی سوتیلی والدہ کے دودھ آنے لگ گیا اور بکر کی بچی دودھ پینے لگی۔ اب بکر کی حقیقی ہمشیرہ کا جوان لڑکا ہے۔ اور بکر کی لڑکی جو کہ سوتیلی والدہ جو دس سال سے بیوہ ہونے کے بعد دودھ پلاتی رہی ہے جوان ہے۔ کیا بکر کی اس لڑکی کی اور اس کی حقیقی ہمشیرہ کے لڑکے کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ لڑکے مذکور اور لڑکی مذکورہ کے مابین عقد نکاح درست ہے۔ ان کے مابین نکاح سے مانع رشتہ موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نے کسی غیر عورت کا دودھ پیا- اپنی والدہ کی بیماری کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا- پھر اس لڑکی کے بڑے بھائی نے اس کی رضاعی ہمشیرہ سے شادی کی ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں تو کیا کیا جائے-

﴿ج﴾

حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے-وتحل اخت اخیہ رضاعاً و نسباً کنز الدقائق مع النہر الفائق ص ۲۰۳ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور. فقط اللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

رضاعی والد کے سوتیلے بھائی سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے مسماۃ ہندہ سے شادی کی- مسماۃ ہندہ کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا -لیکن مسماۃ ہندہ اپنے لڑکے کو دودھ پلانے سے پہلے ہی فوت ہوئی اور مسمی بکر کی زوجہ مسماۃ رابعہ نے ہی کو دودھ پلایا مسمی زید نے پھر دوسری شادی کی- جس کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی- مسمی بکر کے والد نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اس کے بطن سے لڑکا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسمی زید کی لڑکی مسمی بکر کے بھائی کے عقد نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ زید کی دوسری زوجہ کی لڑکی کا عقد نکاح بکر کے سوتیلے بھائی سے درست ہے- ان کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے- جو نکاح کے لیے مانع ہو- فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ

رضاعی بہن کے سگے بھائی سے نکاح کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید وعمرو دو بھائی ہیں۔ زید کے گھر تین لڑکے ہیں اور عمرو کے گھر بھی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد زید کے تینوں لڑکے فوت ہو گئے۔ عمرو کے زندہ ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دونوں بھائی زید وعمرو کے گھر لڑکیاں پیدا ہوگئیں۔ یک اس کے گھر لڑکی ایک عمرو کے گھر۔ اتفاقاً معاملہ ایسا ہوا کہ زید کی بیوی بیمار ہوگئی۔ عمرو کی بیوی نے زید کی لڑکی کو دو دن دودھ پلایا۔ دو سال بعد یہ دونوں رضاعی بہنیں فوت ہوگئیں۔ پھر ایک لڑکی زید کے گھر پیدا ہوئی۔ اب وہ بالغ ہے۔ کیا اس کا نکاح عمرو کے پہلے لڑکے سے ہو سکتا ہے یا نہ کیونکہ وہم جاتا ہے کہ جائز نہ ہو اس لیے کہ اس کی ہمشیرہ نے جو کہ فوت ہوگئی ہے۔ عمرو کی بیوی کا دودھ پیا تھا۔ شاید اس کا کچھ اثر اس پر پڑتا ہو۔ ورنہ اس لڑکی نے بھی اس کی ماں کا دودھ نہیں پیا۔ اور نہ لڑکے نے اس کی ماں کا دودھ پیا۔ بلکہ لڑکے کی ماں نے زید کی بیٹی اور لڑکی کو دودھ پلایا تھا۔ جو کہ مرگئی ہے۔ بینوا توجروا

(الجواب)

صورت مسئولہ میں نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۹ جمادی الاخری ۱۳۷۷ھ

اپنے لڑکے کی سالی سے نکاح کا حکم

(سوال)

کیا اپنے لڑکے کی سالی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب)

اگر دوسرا کوئی رشتہ ان سے مانع موجود نہ ہو تو محمد شفیع کا نکاح اپنے لڑکے جہانگیر کی سالی مسماۃ رانی سے شرعاً درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۱۲ شوال ۱۳۹۱ھ

بیٹے کی ساس سے زنا کرنے سے بیٹے کا نکاح متاثر ہوگا یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش اور مسماۃ عظیماں (جو دونوں عاقل و بالغ ہیں) کا نکاح ہوا۔ بعد از رخصتی اللہ بخش مذکور کے والد نے مسماۃ عظیماں کی والدہ سے زنا کا ارتکاب کیا۔ کیا اس صورت میں مسمی اللہ بخش اور مسماۃ عظیماں کا باہمی نکاح قائم رہا یا نہیں اور کیا دونوں میاں بیوی حقوق زوجیت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

اور کیا ان کی پیدا ہونے والی اولاد کا نسب صحیح ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اللہ بخش مذکور کے والد کے اس فعل بد سے مسماۃ عظیماں اور اس کے خاوند اللہ بخش کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا۔ وہ دونوں بدستور زن و شوہر کی مانند آباد رہیں گے اور ان کی اولاد صحیح النسب ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

زانی کا مزنیہ سے نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام قاسم نے شہزادی بی بی سے زنا کیا۔ اس زنا سے شہزادی بی بی حاملہ ہوگئی اور حاملہ ہونے کے بعد غلام قاسم نے اس سے نکاح کر لیا۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہے اور نکاح میں شریک ہونے والوں کے نکاح پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں قاسم اور شہزادی بی بی کا آپس میں نکاح جائز ہے۔ درمختار ص ۱۴۸ ج ۳ میں ہے وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ (الی ان قال) لو نکحها الزانی حل لہ وطؤها اتفاقا

اور اس شخص پر جو نکاح سے پہلے ان سے ہوئی ہے توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ مجلس نکاح میں شامل تمام افراد کے نکاح درست ہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ [illegible]ھ

مزنیہ کی بیٹی سے بیٹے کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا۔ زید زانی کا لڑکا ہے اور ہندہ مزنیہ کی ایک لڑکی ہے۔ کیا زید زانی کے لڑکے کا ہندہ مزنیہ کی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

زید (زانی) کے لڑکے کا نکاح ہندہ (مزنیہ) کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اگر یہ شبہ ہو کہ یہ لڑکی زید کے نطفہ سے ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جاوے۔ کما فی الشامیۃ ویحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بہا وفروعہا (ماخوذ از رد المحتار مصری ص ۳۲ ج ۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۹ شوال ۱۳۸۹ھ

جس بہن سے غلط فہمی میں ہم بستری ہوئی ہو اس کی اولاد کا نکاح اپنی اولاد سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص کی بہن اپنی بھاوج کے بستر پر لیٹ گئی اور بھاوج کو چٹی پر بٹھا دیا۔ اس کا بھائی سحر کے وقت آیا اور اپنی بیوی سمجھ کر بہن سے ہم بستر ہوا۔ صبح کو بات کھلی تو سخت نادم ہوا توبہ کی مگر پھر کیا ہو سکتا تھا۔ بعد میں اس بھائی کی اولاد اپنے گھر سے ہوئی اور بہن کی اولاد اپنے گھر والے سے ہوئی۔ کیا اب دونوں کی اولاد آپس میں نکاح کر سکتے ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بہن بھائی کی اولاد میں نکاح جائز ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

قواعد کی رو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زانی کے لیے بنت ابن مزنیہ کا نکاح حلال ہے کیونکہ حرمت صہر مزنیہ کے متعلق اصول اور فروع کے ساتھ ہوتی ہے اور بس۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

درج ذیل دونوں صورتوں میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے زنا کیا ہے تو زید کے بیٹے سے ہندہ کی پوتی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۲) کیا ہندہ کے بیٹے کا نکاح زید کی پوتی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے بیٹے سے ہندہ کی پوتی کا نکاح جائز ہے۔ بشرطیکہ اور کوئی امر مانع نہ ہو۔
(۲) اسی طرح ہندہ کے بیٹے کا نکاح بھی زید کی پوتی سے درست ہے۔ فتاویٰ شامی ص ۴۱ ج ۳ میں ہے کہ
وبحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني بها وفروعها۔ فقط واللہ اعلم

[illegible] مفتی مدرسہ قاسم العلوم

زانی کا مزنیہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک دارالقضاء نے چار آدمی شاہدوں کی گواہی پر زانی کا اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام قرار دیا۔ اس کے بعد ایک زمیندار نے نکاح خوان کو مجبور کر کے نکاح پڑھوا لیا۔ جب نکاح خوان سے پوچھا گیا کہ تم نے یہ نکاح کیوں پڑھا تو اس نے کہا کہ میں نے زمیندار کے خوف سے نکاح پڑھا ہے۔ کیونکہ مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ نکاح پڑھ دو۔ آیا یہ نکاح صحیح ہو گیا ہے اگر نہیں ہوا تو اس زمیندار اور نکاح خوان اور گواہوں کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔ نکاح ٹوٹ گیا ہے یا نہیں۔ اگر وہ دوبارہ عقد نکاح کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہے۔

سوتیلی ماں کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی جس کی دو بیویاں تھیں۔ سرور خاتون اور میران مائی۔ وہ شخص فوت ہوا۔ سرور خاتون نے غلام حسین سے نکاح کر لیا اور میران فوت ہو گئی ہے۔ اس کی لڑکی غلام حسین سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں غلام حسین میران کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

جس شخص کے نکاح میں کسی عورت کی سوتیلی بیٹی رہ چکی ہو اس لڑکی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی ایک بیوی ہندہ ہے۔ دوسری بیوی زینب ہے۔ زید کی لڑکی ہندہ کے بطن سے فاطمہ ہے۔ زید فوت شدہ ہے۔ بکر کا فاطمہ سے نکاح تھا۔ اب فاطمہ خود بیوی بکر کی بھی فوت ہو گئی ہے۔ کیا عند الشرع بکر اب زید متوفی کی دوسری بیوی زینب سے نکاح کر سکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بکر مذکور زینب مذکورہ سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ یہ محرمات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ بکر مذکور تو فاطمہ کی موجودگی میں بھی زینب مذکورہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ اب تو بطریق اولیٰ کر سکتا ہے۔

كما قال في العالمگيريه (ص ۲۷۷ ج ۱) والاصل ان كل امرأتين لو صورنا احداهما من اى جانب ذكراً لم يجز النكاح بينهما برضاع او نسب لم يجز الجمع بينهما هكذا في المحيط فلا يجوز الجمع بين مرأة وعمتها نسباً او رضاعاً و خالتها كذالك ونحوهما ويجوز بين امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذكراً حلت له تلك البنت بخلاف العكس فقط والله اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
یکم شعبان ۱۳۸۹ھ

سابقہ منکوحہ کی پچھلی بیٹی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک سال بعد اس کو طلاق دے دی اور اس کی لڑکی جو پچھلے گھر سے تھی اس سے نکاح کر لیا آیا نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

یہ نکاح ناجائز ہے۔ حرام ہے۔ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ تمام اہل اسلام ایسے شخص کو باز رکھیں۔
الجواب صحیح عبداللہ عفی عنہ

عورت کی سوتیلی بیٹی کے ساتھ اس کی سوتیلی ماں کو نکاح میں جمع کرنا

﴿س﴾

زید نے چند روز ہوئے دوسری شادی کی۔ جبکہ پہلی بیوی زندہ موجود ہے۔ دوسری بیوی دو جگہوں سے بیوہ ہے۔ سابقہ رشتوں کی تفصیل حسب ذیل ہے مذکورہ عورت کی یوں ہے کہ ۱۰/۸ سال قبل مذکورہ عورت نے عمر سے شادی کی تھی۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا موجود ہے۔ عمر رشتے میں زید کا بھتیجا ہے۔ عمر کی زندگی میں مذکورہ عورت کا رشتہ زید کے ساتھ سسر اور بہو کا تھا۔ عمر کی فوتگی کے بعد مذکورہ عورت نے ۲/۳ سال ہوئے بکر سے شادی کر لی۔ زید کا سسر بکر تھا بکر کی پہلی بیوی سے جو لڑکی موجود ہے وہ زید کی پہلی بیوی ہے۔ بکر کی دوسری بیوی یعنی مذکورہ عورت بکر کی زندگی میں زید کی سوتیلی ساس تھی۔ بکر سے مذکورہ عورت کے بطن سے ایک لڑکا موجود ہے۔ اب بکر کی فوتگی کے بعد زید نے بکر کی دوسری بیوی یعنی سوتیلی ساس سے شادی کر لی ہے۔ بکر کی زندگی میں زید کی پہلی بیوی کا رشتہ مذکورہ عورت کے ساتھ سوتیلی ماں کا تھا۔ اب زید کی شادی ہو جانے کے بعد سوکن ہو گیا۔ یعنی سوتیلی ماں اور بیٹی رشتہ میں برابر ہو گئی ہم پلہ ہیں۔ اس طرح سوکن کا پہلا لڑکا جو عمر سے ہے بھتیجا کہلایا اور اب آئندہ اگر کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ بیٹا ہوگا یعنی ایک عورت بھائی بھی پیدا کر سکتی ہے اور بیٹا بھی۔ تو کیا اس صورت میں نکاح درست ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ زید کا عقد نکاح مذکورہ عورت سے جائز و درست ہے اور مذکورہ رشتے اس نکاح پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سابقہ بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

علماء دین کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ میرا سسر سید ہے اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک سیدزادی دوسری سیدزادی نہ تھی۔ جو سیدزادی نہ تھی اس کے بطن سے ایک لڑکی تھی اور پھر دوسری بیوی کو طلاق دے دی وہ بیوی لڑکی کو ساتھ لے گئی میرے سسر نے مقدمہ دائر کر کے اپنی لڑکی واپس لے لی۔ جب لڑکی جوان ہوئی تو میرے سسر نے وہ لڑکی میرے نکاح میں دے دی۔ تین سال وہ لڑکی میرے نکاح میں میرے گھر آباد رہی تو اس کی حقیقی ماں جو مطلقہ تھی میرے گھر میں آئی اور ورغلا پھسلا کر اپنے ساتھ لے گئی اور مقدمہ تنسیخ کر کے مجھے عدالت نے بلوایا میں نے عدالت میں پیش ہو کر دو سال ہوئے طلاق دے دی ہوئی ہے۔ جو حقیقی والدہ ساتھ لے گئی تھی اس نے تنسیخ کا مقدمہ دائر کر کے تنسیخ کروا لی اور اس کی دوسری جگہ شادی کر دی۔ کیا میں اپنے سسر کی سیدزادی بیوی کے بطن سے پیدا شدہ لڑکی سے شادی کر سکتا ہوں؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ شخص مذکور کا عقد نکاح لڑکی مذکورہ سے درست ہے۔ اس نکاح کے لیے شرعاً کوئی مانع موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

بھن کی سوتن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اور عمر نے اپنی اپنی لڑکیوں کی اپنے گھر کے ساتھ شادی کر دی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید اپنے لڑکے کے ساتھ اپنی لڑکی کی سوکن کی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے

﴿ج﴾

جائز ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحجہ [illegible]ھ

سابقہ سوکن کی نواسی سے بیٹے کا رشتہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ لعل کی دو بیویاں تھیں۔ مسماۃ سرداں و مسماۃ امیراں سرداں سے سلطان پیدا ہوا اور امیراں سے محمد رمضان تولد ہوا لعل خان فوت ہو گیا۔ پہلی بیوی سرداں نے دوسری جگہ ولی خان سے شادی کی جس کے نطفہ سے غلام سکینہ تولد ہوئی۔ غلام سکینہ کی شادی ہو جانے کے بعد اس کے بطن سے مسماۃ امیراں پیدا ہوئی ہے۔ جس کا نکاح مسمی محمد رمضان ولد لعل خان سے ہونا قرار پایا ہے۔ کیا محمد رمضان کا نکاح اسی امیراں دختر غلام سکینہ سے درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ امیراں کا عقد نکاح محمد رمضان سے شرعاً درست ہے۔ ان دونوں کے مابین کوئی رشتہ مانع از نکاح موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۳ شعبان ۱۳۹۶ھ

مرتد ہو جانے والے کے نکاح کا حکم (العیاذ باللہ)

﴿س﴾

بخدمت جناب مولانا صاحب سلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ چند اطلاعات حق نکاح کے متعلق معلوم کرا دیں تا کہ ہم فدویان بموجب فرمان جناب کے عمل کر سکیں (کیفیت) سوال یہ ہے کہ قبل از تقسیم ہندوستان میں ایک لڑکی عمر تین سالہ تھی۔ جس کا عقد نکاح ہندوستان بننے سے پہلے ایک لڑکے کے ساتھ ہوا تھا۔ لیکن بعد پاکستان بننے کے لڑکی والے بفضل خدا پاکستان چلے آئے اور لڑکے والے وہیں ہندوستان رہ گئے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ

لڑکی عمر ۱۴ سال اس وقت ہے اور ۱۸ سال کی ہو چکی ہے۔ اب ہمیں سمجھائیں اور شرع شریف سے بتائیں کیا وہ
لڑکی جس کا نکاح بچپن میں ہوا تھا۔ اس کا نکاح درست سمجھا جائے گا یا اس لڑکے کے ہندو بننے سے نکاح
منسوخ ہو جائے گا۔ لہٰذا براہِ مہربانی تمام جمعیت علماء۔ پیارے علماء کرام اس عرض داشت کا جواب تحریر کریں تا
کہ جناب کے فتویٰ پر پورا پورا عمل کیا جا سکے۔

(ج)

اگر فی الواقع اس لڑکی کا خاوند ہندو مذہب اختیار کر کے مرتد ہو چکا ہے والعیاذ باللہ تو نکاح ختم ہو گیا۔
عورت بائنہ ہو گئی۔ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ تحقیق واقعہ کے تم خود ذمہ دار ہو۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندو کی مسلمان بیوی سے نکاح کرنے کی شرعی حیثیت

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی۔ مسلمان ہونے کے بعد
اپنے خاوند ہندو کو کہا کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ۔ میں مسلمان ہو گئی ہوں۔ میری خواہش رکھتے ہو تو مسلمان ہو کر مجھ
سے نکاح کر لو۔ اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان نہیں ہوتا۔ تمہاری مرضی۔ بائیس سال مسلمان رہی
اور ایک مسلمان کے پاس بے نکاح بیٹھی رہی۔ اب توبہ تائب ہو کر اسی سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ تقریباً تیس
مسلمانوں نے اس کے بیان دیئے۔ کیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟

(ج)

صورت مسئولہ میں اس عورت کا نکاح اس شخص کے ساتھ جائز ہے۔ واللہ اعلم
سید مسعود علی قادری مدرس انوار العلوم
۳۱ مئی ۱۹۵۹ء
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

چچا کی نواسی سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی حقیقی ہیں۔ ایک کا لڑکا ہے اور دوسرے بھائی کی لڑکی ہے۔ کیا جس بھائی کا لڑکا ہے وہ اپنے لڑکے کا نکاح بھتیجی کی لڑکی سے کر سکتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

چچا کی بیوہ سے نکاح جائز ہے

﴿س﴾

ایک حقیقی چچا فوت ہو گیا۔ اب زید چچا کی بیوہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بعد از عدت نکاح جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بعد ذکر المحرمات واحل لکم ما وراء ذلکم الآیۃ۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

باپ کے ماموں کی بیٹی سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ میرا باپ کا ماموں ہے اور اس ماموں کی لڑکی ان دونوں کے نکاح کے بارے میں شرعاً کیا جواب ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں سائل کے پوتے کا نکاح سائل کے سالے کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بھانجے کی لڑکی سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے بھانجے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ قال فی قاضیخان اما المحرمات بالنسب ما نص الله تعالى فی قوله حرمت علیکم امهاتکم الآیة۔ الام بالرشد والزنیة حرام وکذلک الجدة القربی والبعدی (الی ان قال) وبنات الاخوات وان سفلن وکذلک بنات الاخ وان سفلن۔ الخ (قاضی خان علی هامش العالمگیریہ ص ۳۶۰ ج ۱) اس لیے اگر نکاح کیا ہو تو بغیر طلاق کے علیحدہ فوراً اس کو چھوڑ دے۔ اگر چھوڑتا نہیں تو اس کے ساتھ قطع تعلق اور اختلاط سے تمام مسلمانوں پر احتراز لازم ہے۔ یعنی مقاطعہ بائیکاٹ کریں۔ تاکہ تنگ آ کر تائب ہو جائے۔ کذا فی الترمذی وابوداؤد۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ صفر ۱۳۹۰ھ

بھانجی کی لڑکی کا رشتہ بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں اپنے لڑکے مسمی سعید احمد کا عقد نکاح اپنی سگی بھانجی کی لڑکی مسماۃ پروین سے کرنا چاہتا ہوں۔ کیا شریعت محمدی میں کوئی ممانعت تو نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس نکاح میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔ بھائی بہن کی اولاد کا ایک دوسرے سے عقد نکاح درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

خیال تھا کہ اس عورت کی جس کو بیٹی کہتا تھا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کر دوں۔ مگر برادری کی کشمکش کی وجہ سے اپنے بیٹے کے ساتھ اس لڑکی کا نکاح نہ کر سکا۔ بذات خود بوجہ مجبور کر دینے برادری کے نکاح کر لیا۔ ابھی تک خلوت صحیحہ کی نوبت بھی نہیں آئی۔ نکاح کر لینے کے بعد اب صورت وہم یہ گزرتی ہے کہ میں نے غلطی کی ہے کہ جس کو بیٹی کہتا تھا۔ اس کے ساتھ میرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اگر یہ نکاح درست ہے اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اب اگر یہ آدمی طلاق دے دے تو کیا اس کے بیٹے کے ساتھ مذکورہ عورت کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مسئلہ حل فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کا نکاح اس عورت کے ساتھ صحیح ہے۔ محض بیٹی کہنے سے وہ بیٹی نہیں بن جاتی اور نہ نکاح حرام ہو سکتا ہے۔ اب اگر یہ شخص قبل از خلوت طلاق بھی دے دے تب بھی اس کے لڑکے سے نکاح اس کا ہرگز نہیں ہو سکتا لقولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم الآیۃ۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خالہ زاد بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ اور سعیدہ دونوں حقیقی بہنیں ہیں۔ ہندہ بڑی اور سعیدہ چھوٹی ہے۔ زید اور بکر دونوں چچازاد بھائی ہیں۔ زید چھوٹا اور بکر بڑا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا۔ برادری نے مل کر باہمی رضامندی سے زید سے ہندہ کو طلاق دلوائی جبکہ خلوت صحیحہ ہو چکی تھی۔ جب ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا اور سعیدہ کو طلاق دلا کے باہمی رضامندی سے زید سے نکاح کر دیا۔ یہ سب کچھ برادری کی رضامندی سے ہوا کسی کا کوئی اعتراض نہ تھا۔ اب سعیدہ اور ہندہ دونوں بہنوں کی اولاد (لڑکے اور لڑکیاں) ہیں۔ سعیدہ اور ہندہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیا شرعاً یہ رشتے جائز ہوں گے کہ نہیں۔ ہندہ اور سعیدہ کی اولاد کے آپس میں نکاح شرعاً جائز ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

ہندہ اور سعیدہ کی اولاد کا باہمی نکاح شرعاً درست ہے۔ جبکہ نکاح کے لیے اور کوئی مانع رشتہ موجود نہ ہو اور ہندہ کا زید سے نکاح ہو جانا اس رشتہ کے لیے مانع نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ

خالہ زاد بہن بھائیوں کا نکاح آپس میں درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بشیر خان کی پہلی بیوی اور مرید حسین کی دوسری بیوی آپس میں حقیقی بہنیں ہیں۔ والدہ کے رشتے سے بشیر خان کا لڑکا شمیم احمد خان اور مرید حسین کی لڑکی صابرہ آپس میں خالہ زاد بہن بھائی ہیں۔ لیکن والد کے رشتے سے وہ دادی پوتا لگتے ہیں۔ یا رہے لڑکی صابرہ محمد بشیر خان والد کے رشتہ سے بھی خالہ لگتی ہے۔ لیکن والدہ کی طرف سے سوتیلی خالہ ہے۔ کیا مرید حسین خان کی لڑکی صابرہ اور محمد بشیر خان کے لڑکے شمیم کا نکاح آپس میں جائز ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ صابرہ کا عقد نکاح شمیم احمد خان سے شرعاً درست ہے۔ ان دونوں کے مابین کوئی رشتہ مانع نکاح موجود نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ ۱۹ شوال ۱۳۹۵ھ

چچا زاد بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی ہیں۔ ایک کا نام اللہ بخش ہے۔ دوسرے کا نام خدا بخش ہے۔ دونوں بھائیوں کے ایک ایک لڑکا ہے۔ واحد بخش ولد اللہ بخش ہے۔ کریم بخش ولد خدا بخش ہے۔ واحد بخش کی ایک لڑکی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اپنے چچا زاد کریم بخش سے کرنا چاہتا ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے کہ نہیں۔

﴿ج﴾

درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۱۹ شوال ۱۳۹۵ھ

﴿ج﴾

بہر صورت اللہ دتہ والا کی اولاد میں رشتہ نکاح کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن کو نکاح میں جمع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سائل کی ہمشیرہ بیوہ جو حاملہ ہے اور اس نے بعد احمد خان بلوچ سے نکاح کر لیا اور سائل کی ہمشیرہ کے ۸ دن نکاح کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت رکھ دیا گیا۔ مسماۃ جنت بالغ ہوئی۔ احمد خان نے اس کا نکاح ایک شخص اللہ بخش بلوچ کے ہمراہ کر دیا اور اللہ بخش بلوچ کی ہمشیرہ مسماۃ مراد سے احمد نے خود نکاح کر لیا۔ یعنی وٹہ سٹہ کیا ہے۔ غلام محمد نے جنت دختر اللہ بخش جنتی سے نکاح کر لیا۔ احمد خان نے مسماۃ مراد ہمشیرہ اللہ بخش بلوچ سے شادی کر لی اور ان میں سے مسماۃ حمیدہ پیدا ہوئی۔ اس کے بعد حمیدہ جوان ہو گئی اور غلام محمد حمیدہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ درست ہے اور اس کے متعلق شرع محمدی کیا کہتی ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جنت چونکہ ہمشیرہ کی لڑکی ہے جو کہ ہمشیرہ کے پہلے خاوند کی لڑکی متصور ہوگی۔ نہ کہ اس کے دوسرے خاوند احمد خان کی۔ اس لیے غلام محمد اپنے عقد نکاح میں جنت دختر جنتی اور حمیدہ دختر احمد خان ان دونوں کو جمع کر سکتا ہے کیونکہ جنت مسماۃ حمیدہ کے ماموں کی لڑکی ہے اور حمیدہ مسماۃ جنت کی پھوپھی کی لڑکی ہے اور ان دونوں میں سے جس کو بھی مذکر تصور کریں ان کے لیے نکاح درست ہے۔ لہذا غلام محمد ان دونوں کو اپنے نکاح میں جمع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ محمد ... غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۲۳ رمضان ۱۳۹۵ھ

دو کی ولی جائز نہیں بنا بریں صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح تھا، ہوگا۔ لیکن چونکہ لفظ چھوڑ دیا طلاق کے لیے مستعمل ہوتا ہے اس لیے جب اس نے تین دفعہ اس لفظ کو دہرایا تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور طرفین بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ اگر وضع حمل سے پہلے خاوند نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو وضع حمل سے عدت پوری ہو گئی ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر وضع حمل کے بعد اس نے تین دفعہ یہ لفظ کہا ہے تو عورت عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لیکن اگر نکاح کے بعد سات مہینے گزرنے پر یہ بچہ پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ اسی خاوند کا شمار ہوگا اس لیے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۸ رجب ۱۳۹۵ھ

سسر کی بیوہ بہن سے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فیض بخش نے اپنی لڑکی کا نکاح اللہ ڈوایہ سے کیا اللہ ڈوایہ کا ناجائز تعلق فیض بخش کی ہمشیرہ سے ہو گیا۔ جواب طلب یہ امر ہے۔ درمیانی عرصہ میں دیہاتی طور پر فیض بخش نے اپنی لڑکی کا نکاح جبری وجہ توڑ دیا کہ اس کے داماد کا تعلق اس کی ہمشیرہ حقیقی سے ہے اور طلاق لے لی۔ فیض بخش مذکور کی ہمشیرہ بھی بیوہ ہو چکی ہے۔ کیا اللہ ڈوایا داماد فیض بخش ہمشیرہ فیض بخش بیوہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کا نکاح سسر کے چچازاد بھائی سے جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ مسماۃ نسیم بیوہ محمد اختر کی شادی عبداللہ پسر ال الدین جو کہ ہاشم علی کا برادر چچازاد ہے ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ عبداللہ مسماۃ بیوہ محمد اختر کے سسر ہاشم علی کا چچازاد بھائی ہے۔

باب سوم

وہ عورتیں جن سے ازروئے نسب نکاح حرام ہے

خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بنام واحد بخش جس کے نکاح میں دو عورتیں ہیں۔ سعیدہ اور شریفاں۔ سعیدہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زاہدہ ہے۔ اس واحد بخش مذکور نے اپنی بچی زاہدہ کا نکاح غلام نبی نامی کے شخص سے کر دیا ہے اور اس غلام نبی سے زاہدہ کی مذکورہ اولاد ہے یعنی لڑکا ہے اور واحد بخش کی دوسری منکوحہ شریفاں سے بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اب واحد بخش کا ارادہ ہے کہ میری اس لڑکی کا نکاح غلام نبی کے بیٹے کے ساتھ ہو جائے۔ نیز یہی واحد بخش غلام نبی کا چھوٹا بھائی ہے اور غلام نبی اس کا داماد بھی ہے۔ کیونکہ اس کی منکوحہ شریفاں غلام نبی کی بہن ہے۔ اس واحد بخش کی بچی زاہدہ غلام نبی کی گھر والی اور منکوحہ ہے۔ تو اب صورت مندرجہ بالا میں ایک وجہ سے غلام نبی کی زاہدہ کا شریفاں لڑکی کے ساتھ خالہ کا رشتہ بنتا ہے اور ایک وجہ سے پھوپھی کی لڑکی سے بہن کا رشتہ تصور ہوتا ہے۔ تو اس مسئلہ میں پوری تسلی بخش جواب عنایت فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔

﴿ج﴾

ان کا نکاح آپس میں حرام ہے۔ کیونکہ واحد بخش کی لڑکی از بطن شریفاں غلام نبی کے لڑکے کی پدری خالہ حقیقی ہے اور خالہ کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ **کما قال فی العالمگیریۃ ص ۲۷۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ وأما الخالات فخالته لأب وأم وخالته لأب وخالته لأم** فقط واللہ اعلم

عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۸۹ھ

ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ عمر کا بیٹا تھا اور زید کی دختر کے ساتھ عمر نے نکاح کیا ہوا تھا۔ زید کی زوجہ ہندہ مرچکی اور زید نے خالدہ کے ساتھ دوسرا نکاح کیا۔ خالدہ سے دو لڑکے پیدا ہوئے اور ایک لڑکی۔ اب عمر کے لڑکے کے نکاح زید کے ہاں سے خالدہ کی لڑکی یعنی زید کی لڑکی آسکتی ہے یعنی نکاح ہو

کے مابین نکاح ہرگز درست نہیں ہے۔ قال عزو جل حرمت علیکم امہتکم و بنتکم و اخواتکم و عمتکم و خلتکم (سورۃ النساء) و قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج اطبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ (القسم الاول المحرمات بالنسب وھن الامہات والبنات والاخوات والعمات والخالات الی ان قال واما الخالات فخالتہ لاب وام وخالتہ لاب وخالتہ لام وخالات اباءہ وامہاتہ الخ

فقط واللہ اعلم عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

حقیقی بیٹی کا پدری بھائی سے نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکر اور عائشہ دونوں اخیافی باپ کے بہن بھائی ہیں۔ یعنی دونوں کا باپ ایک ہے اور مائیں جدا جدا ہیں۔ عائشہ نے اپنی لڑکی ایک شخص زید نامی کو دی ہے۔ اب زید کی ایک لڑکی ہوئی ہے تو کیا زید اپنی لڑکی عائشہ کے بھائی بکر کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر زید کی یہ لڑکی عائشہ کے بطن سے ہے تو اس کا نکاح عائشہ کے پدری بھائی بکر سے ناجائز اور حرام ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ واما الاخوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام وکذا بنات الاخ والاخت وان سفلن۔ فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

نواسی کی لڑکی کی پدری ماں کے لڑکے کے ساتھ شادی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی رسول بخش نے مسماۃ صفیاں سے شادی کی اس سے ایک لڑکی عابدہ پیدا ہوئی۔ عابدہ کی شادی بھی کروا دی اور عابدہ کی ایک لڑکی زاہدہ پیدا ہوئی۔ اب رسول بخش کی بیوی مسماۃ صفیاں فوت ہو گئی ہے۔ اس کے بعد رسول بخش نے اپنی نواسی یعنی زاہدہ کو دے کر اس کے عوض دوسری

شادی مسماۃ فیراں سے کی ہے۔ اس دوسری شادی سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے زاہد اور اس کی تو ای بیٹی زاہدہ کو بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے ساجدہ۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ زاہد کا نکاح ساجدہ سے ہو سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ زاہد کا عقد نکاح مسماۃ ساجدہ سے شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۳۰ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

پدری بہن کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں مولانا صاحب عبدالغنی اپنی بیٹی کے ہم وطن میں غلام رسول کی ہمشیرہ سے شادی کرتا ہے۔ عبدالغنی کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ غلام رسول کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ عبدالغنی اپنے لڑکے کی شادی غلام رسول کی لڑکی سے کر رہا ہے۔ مولوی صاحب سے دریافت کیا گیا کہ لڑکوں سے رشتہ جائز اور ناجائز ہے کہ ہم سسر اور داماد باہمی رشتہ کر رہے ہیں کیا یہ جائز ہے یا کہ نہیں مولوی صاحب کو رشتہ کی پوری تفصیل نہیں بتائی گئی اور نکاح کروا گیا۔ نکاح کے بعد دوسرے مولوی صاحبان نے اعتراض کیا کہ یہ رشتہ ناجائز ہے۔ کیونکہ عبدالغنی سسر ہے اور غلام رسول داماد ہے اگرچہ عبدالغنی کی پہلی بیوی کی لڑکی غلام رسول کے گھر ہے۔ اس لڑکی کے بجا دامیں لڑکا ہوا ہے۔ اب ایک طرف یہ دونوں سسر داماد بن گئے اور دوسری طرف سالہ بہنوئی بن گئے۔ یعنی عبدالغنی بہنوئی اور غلام رسول سالہ۔ ایک طرف عبدالغنی سسر غلام رسول داماد اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ دونوں باہمی رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے جو رشتہ کیا ہے وہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو حاضرین مجلس اور نکاح خواں پر کیا کفارہ واجب ہوتا ہے۔ مفصل جواب دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عبدالغنی کے لڑکے اور غلام رسول کی لڑکی کا آپس میں نکاح صحیح منعقد نہیں ہوا۔ کیونکہ غلام رسول کی زوجہ اس عبدالغنی کے لڑکے کی پدری بہن ہے۔ تو غلام رسول کی یہ لڑکی جو کہ عبدالغنی کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوئی ہے اس لڑکے کی بھانجی اور یہ لڑکا اس کا ماموں ہے اور شرعاً ماموں اور بھانجی کا آپس میں

نکاح کرنا حرام اور ناجائز ہے اور نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح نہیں ہے۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور جو جہالت کی وجہ سے مولوی صاحب نے اس لڑکے لڑکی کا آپس میں نکاح کیا ہے یا دوسرے لوگ ان کا نکاح کرنے والے اور نکاح میں شریک ہونے والے ہیں سب نے گناہ اور ناجائز کیا ہے۔ ان سب کو خصوصاً نکاح خواں کو توبہ کرنا ضروری لازم ہے۔ نکاح اس نکاح خواں اور دوسرے شریک ہونے والوں سب کے باقی ہیں۔ نیز مولوی صاحب پر آئندہ لازم ہے کہ جب تک کسی مسئلہ میں اسے تحقیق نہ ہو لوگوں کو مسئلہ نہ بتائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۱۰ ذوالقعدہ [illegible]

باپ کے ساتھ نکاح ہونے کے بعد اب بیٹے کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا زینب سے نکاح ہوا بچپن میں لڑکی نابالغ تھی زید نے اس کے بالغ ہونے سے پہلے دوسری شادی کر لی۔ اب اس کے بچے بھی ہو چکے ہیں۔ اب زید کہتا ہے کہ میرے لڑکے کو دے دو۔ کیا اس کے لڑکے سے زینب کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

زینب کا نکاح جب ایک دفعہ زید سے ہو چکا ہے تو اب اس کا نکاح زید کے لڑکے کے ساتھ جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

باپ کی مطلقہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص ہیں۔ ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام بکر ہے۔ دونوں آپس میں چچازاد بھائی ہیں۔ ان کی پہلی بیویاں دونوں کی فوت ہو گئی ہیں۔ دونوں آدمیوں نے یعنی زید نے اپنی

لڑکی کا نکاح بکر سے کر دیا ہے اور بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید سے کر دیا ہے۔ بکر نے شادی کر لی اور زید کا نکاح ہی رہا اور شادی نہ کی۔ اس وقت زید ضعیف ہے لڑکی جوان ہے۔ اس کو برادری کہتی ہے کہ تم بکر کی لڑکی جو کہ تمھاری منکوحہ ہے طلاق دے دو۔ وہ کہتا ہے کہ میں طلاق تب دیتا ہوں کہ میرے لڑکے کو میری منکوحہ بیوی جس کی میرے ساتھ شادی نہیں ہوئی ہے نکاح کر دو یعنی اب عرض ہے کہ شریعت محمد کیا اجازت دیتی ہے کہ جس باپ نے عورت سے نکاح کے سوا ہمبستری نہ کیا ہو۔ اس کا لڑکا اس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے کہ نہیں۔

﴿ج﴾

زید کے ساتھ جس لڑکی کا نکاح کر دیا گیا ہے۔ طلاق دینے کے بعد بھی اس لڑکی کا نکاح زید کے بیٹے سے جائز نہیں۔ اگرچہ باپ نے ہمبستری نہ کی ہو۔ لقوله تعالى ولا تنكحوا ما نكح اباؤكم الاية زید اگر لڑکی کو آباد کرنے پر قادر نہیں تو زید پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کو طلاق دے دے یا خلع کر دے۔ اس طرح لڑکی کو محبوس رکھنا زید کے لیے جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

مطلقہ بہو سے نکاح کرکے جو بچے پیدا ہوئے ہیں اُن کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ وسایا ولد عطا محمد نے مسماۃ غلام فاطمہ عرف گلاں کے ساتھ نکاح کیا اور کچھ عرصہ اس کے گھر آباد رہی۔ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے اس نے مسماۃ مذکورہ کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر مسماۃ مذکورہ نے دوسری جگہ نکاح و شادی کر لی لیکن وہاں بھی سازگاری نہ ہوئی۔ صرف ماہ دو ماہ دوسرے خاوند کے پاس رہی۔ تنازعات روز افزوں کی بنا پر دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دے دی۔ جس پر اللہ وسایا پہلے خاوند کے والد عطا محمد نے دو دفعہ مسماۃ مذکورہ کے مطلقہ ہونے کے سبب جو اب اس کی بعد از طلاق بیٹے کی بیوی نہیں رہی تھی اور جبکہ دوسرے خاوند نے اُسے طلاق دے دی تھی۔ یعنی مسماۃ غلام فاطمہ عرف گلاں مذکورہ سے نکاح کر لیا اور بارہ سال تک اس کے گھر آباد رہی جبکہ اس کے بطن اور عطا محمد کے نطفہ سے ایک لڑکا ۱/۲ ۵ سال اور ایک لڑکی شیرخوار سال دو سال کی ہے۔ اب بقضاء الٰہی عطا محمد بھی فوت ہو گیا ہے۔ تنازعہ وراثت کا ہے۔ بنا بریں شرعی فیصلہ سے مطلع فرمائیں کہ آیا بعد از طلاق اللہ وسایا مذکور عطا محمد کی بیوی یا

تاہم چونکہ دوسری جگہ سے بھی مطلقہ ہو گئی صورت ہذا میں عطا محمد کا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ عرف گڈی سے جائز ہے یا نہ اور اگر صورت جواز میں آئے تو پھر تو عدم وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ورنہ اولاد کی نسبت جو مسماۃ مذکورہ کے بطن اور عطا محمد کے نطفہ سے ہے کیا حکم ہے۔ بینوا بحوالۃ الکتب وتوجروا عند اللہ۔

﴿ج﴾

اپنے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے باپ کا نکاح جائز نہیں۔ اگرچہ درمیان میں کسی اور شخص سے نکاح ہو چکا ہو۔ لقولہ تعالیٰ وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم الآیۃ۔ اور اس نکاح کی وجہ سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے۔ ان کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اس لیے یہ وارث بھی نہ ہوں گے۔ کما قال فی رد المحتار ولذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود (ص ۱۳۲ ج ۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک سوکن کے لڑکے کا دوسری سوکن کی نواسی کی لڑکی سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی بیوی سے کچھ لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور چھوٹی بیوی سے کچھ لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ بڑی بیوی کی نواسی کی لڑکی ہے اور چھوٹی بیوی کا لڑکا ہے۔ اب جو چھوٹی بیوی کا لڑکا ہے وہ اس نواسی کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے آیا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ چھوٹی بیوی کے لڑکے کا بڑی بیوی کی نواسی کی لڑکی سے عقد نکاح درست نہیں ہے۔ کما فی العالمگیریہ ص ۲۷۳ ج ۱ و کذا بنات الاخ والاخت وان سفلن الخ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

رشتہ میں ماموں لگنے والے سے نکاح ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکی کا نکاح نانی کے بھائی کے ساتھ جائز ہے یا کہ نہیں۔ جبکہ نانی اور اس کا بھائی ایک باپ سے ہوں اور والدہ جدا جدا ہو۔ یعنی جو لڑکی مثال کے طور پر فاطمہ ہے۔ اس کی نانی عائشہ اور اس کا بھائی عبداللہ ایک باپ سے پیدا ہوئے لیکن عائشہ کی والدہ اور ہے اور عبداللہ کی والدہ اور ہے۔ اب فاطمہ کا نکاح عبداللہ سے جائز ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

مسماۃ فاطمہ کا نکاح عبداللہ سے شرعاً جائز نہیں کیونکہ عائشہ اور عبداللہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ پس عبداللہ مذکور مسماۃ فاطمہ کا رشتہ میں ماموں لگتا ہے اور ماموں کا نکاح بھی بھانجی سے اور اسی بھانجی کی اولاد سے شرعاً درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کا شرعی حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا شرعاً نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بھانجے کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں۔ قال في قاضي خان اما المحرمات بالنسب مانص الله تعالى في قوله حرمت عليكم امهاتكم الآية۔ الام بالرشدة والزنية حرام وكذلك الجدة القربى والبعدى (الى ان قال) وكذا بنات الاخوات وان سفلن وكذلك بنات الاخ وان سفلن الخ (قاضی خان ص ۳۶۰ ج ۱ طبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) پس اگر نکاح کیا

ہو یا بغیر نکاح کے رکھا ہو تو فوراً اس کو چھوڑ دے۔ اگر چھوڑتا نہیں تو اس کے ساتھ خورد و نوش اور اختلاط سے تمام مسلمانوں پر احتراز لازم ہے۔ یعنی مکمل بائیکاٹ کریں تاکہ تنگ آ کر توبہ تائب ہو جائے۔ کذا فی الترمذی وابو داؤد۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۰ھ

سوتیلی بھانجی سے نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد یوسف نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ اس کی پہلی بیوی میں سے ایک لڑکی مسماۃ رمضانہ بی بی ہے اور اس کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا مسمی بلال ہے۔ اس طرح بلال مذکور کی سوتیلی بہن مسماۃ رمضانہ بی بی کی شادی بلال کے حقیقی ماموں سے ہو چکی ہے اور بلال کے ماموں مذکور کے نطفہ سے اور مسماۃ رمضانہ بی بی (سوتیلی بہن) کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ مریانہ زندہ بالغہ موجود ہے۔ لہٰذا بلال مذکور مسماۃ مریانہ مذکورہ (جو کہ بلال کے ماموں اور سوتیلی بہن کی لڑکی ہے) سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ شریعت کے لحاظ سے مفصل بیان فرمائیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مریانہ بلال کی سوتیلی بھانجی ہے اور سوتیلی بھانجی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ ویحرم الاخوات من ای جهة كن وبنات الاخوات وان سفلن وكذالك بنات الاخ وان سفلن (قاضی خان ص ۳۶۰ ج ۱) واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی نہال خان تھا اس کا ایک لڑکا احمد دین تھا احمد دین کی والدہ فوت ہو گئی۔ نہال خان نے دوسری شادی کر لی اس سے ایک لڑکی عائشہ بی بی پیدا ہوئی۔ عائشہ

بی بی کی والدہ بھی فوت ہو گئی - عائشہ بی بی کی پرورش زوجہ اللہ داد نے کی بلکہ اپنا دودھ بھی پلایا بعد میں اللہ داد کی زوجہ بھی فوت ہو گئی - ۱۰/۱۵ سال کے بعد اللہ داد نے عائشہ بی بی جو کہ سوتیلی بہن والدہ کی طرف سے تھی اس کے بدلہ میں دوسری شادی کر لی اور اللہ داد کی دوسری بیوی کے لڑکا پیدا ہوا اور اللہ داد فوت ہو گیا - اب عائشہ بی بی کے لڑکی پیدا ہوئی اور اللہ داد کے لڑکے کی شادی جو کہ دوسری بیوی سے تھا عائشہ بی بی کی لڑکی سے ہوئی ہے جس کو عرصہ دو سال ہو چکا ہے اور لڑکی حاملہ ہے اب برادری والے جو نکاح میں موجود تھے وہ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ نکاح شرعاً جائز نہیں۔

﴿ج﴾

عائشہ کی لڑکی کا نکاح اللہ داد کے لڑکے کے ساتھ حرام ہے کیونکہ عائشہ کی لڑکی اللہ داد کے لڑکے کی بنت الاخت (بھانجی) ہے۔ قال تعالیٰ وبنات الاخت الآیہ یہ نکاح قطعاً حرام ہے اور کسی عالم اور امام اور دال مذہب کے نزدیک درست نہیں۔ قال علیہ الصلوۃ والسلام یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی کو فوراً لڑکے سے علیحدہ کرا کے اس کا بچہ پیدا ہوا تو اللہ داد کے لڑکے سے ثابت النسب شمار ہوگا - بچہ پیدا ہونے کے بعد یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۸۹ھ

زانی کے زنا سے پیدا شدہ لڑکے کا زانی کی اپنی حلالی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک منکوحہ خولہ عورت کو اغوا کر کے گھر میں کافی عرصہ رکھا اور اس وقت کوئی حمل نہ تھا زید کے گھر میں زید ہی کا ناجائز حمل ٹھہرا اور لڑکا پیدا ہوا اور زید کی اپنی بیوی سے ایک لڑکی تھی جو اس وقت جوان ہے اور وہ زنا کی لڑکا بھی جوان ہے۔ کیا ان دونوں کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان دونوں کا نکاح شرعاً جائز نہیں ہے لعدم الجزئیۃ والبعضیۃ اگرچہ نسب اس لڑکے کا اس زانی سے شرعاً ثابت نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ اس کے نطفہ سے پیدا ہونے کا یقین ہے اس لیے بوجہ شبہ جزئیہ کے ان کے مابین نکاح جائز نہ ہوگا۔ قال فی الدر المختار علی ہامش تنویر الابصار ص ۲۹ ج ۳ (وحرم) (اصله وفرعه) علا او نزل (وبنت اخيه واخته وبنتها) ولو من زنى الخ۔ وقال الشامي تحته (قوله ولو من زنا) اي بان يزني الزاني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا بحر عن الفتح قال الحانوتي ولا يتصور كونها ابنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كونه الولد منه الا به اھ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مغویہ عورت کی اولاد کا نکاح اغواء کرنے والوں کے لڑکے سے نہیں ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ایک شادی شدہ عورت کو اغوا کر لیا۔ اس کے بطن سے تین لڑکیاں ہوئیں پھر عورت اغوا شدہ اس کے پاس فوت ہوگئی۔ پھر اسی شخص مذکور نے دوسری شادی کی پھر تیسری اب صورت حال یہ ہے کہ اس تیسری بیوی کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اس لڑکے کا نکاح پہلی اغوا شدہ بیوی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں

﴿ج﴾

اگر یہ مغویہ عورت شخص مذکور کے گھر میں رہی ہے اور یہ تینوں لڑکیاں اس کے گھر میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی ہیں تو پھر مغویہ کے لڑکے مذکور کا عقد نکاح ان سے جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

۱۹/۲/۱۳۹۹ھ

مغویہ کی اولاد ناکح کی شمار ہوگی اور مغویہ کی اولاد کے ساتھ خاوند کی دوسری بیوی کے بطن سے پیدا شدہ اولاد کا نکاح صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک بیوی ایک دوسرے شخص کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ مگر اس کے اصل خاوند کا نکاح بدستور ہے۔ اس نے اسے طلاق نہ دی۔ اس عرصہ میں اس کی نکلی ہوئی عورت کے بطن اور اس کے آشنا کے نطفہ سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اب اس مرد جس کا نکاح بدستور تھا۔ اس کی موجودہ بیوی سے بھی لڑکے لڑکیاں ہوتے ہیں۔ نکلی ہوئی عورت کی اولاد ہونے کے بعد بھی اس کی اولاد ہونے تک اس کا نکاح رہتا ہے۔ بعد میں اسی حالت میں وہی شخص طلاق دیتا ہے۔ کیا اس کی نکلی ہوئی عورت کی اولاد میں سے لڑکے اور اس شخص کی دوسری بیوی کی لڑکی کا آپس میں نکاح وشادی شرعاً ہو سکتی ہے یا نہ۔ کیونکہ دونوں کی اولاد اس شخص سے نکاح کے دوران ہوتی رہی۔ نکلی ہوئی عورت نے طلاق حاصل نہ کی تھی اور اس کی اولاد آشنا سے ہوتی رہی۔ اس صورت میں اس نکلی ہوئی عورت کی اولاد حرامی تصور ہوگی۔ تو کیا حرامی لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ جبکہ دونوں اس کے نکاح میں ہوں ان کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہ جبکہ ایک عورت کی اولاد اس کے آشنا سے ہوئی۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق لیے منکوحہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے اور زنا اس کے پاس رہ سکتی ہے۔ دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شرعاً اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ اولاد اسی کی شمار ہوتی ہے جس کا نکاح ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر۔

بنا بریں صورت مسئولہ میں مغویہ کی اولاد شرعاً ناکح کی شمار ہوگی اور اس کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے ان کا نکاح مغویہ کی اولاد سے جائز نہیں۔ اس لیے کہ شرعاً یہ سب ایک ہی باپ کی اولاد شمار ہوتے ہیں۔ البتہ خاوند کے طلاق دینے کے بعد اگر کوئی اولاد پیدا ہو جائے تو دوسری بیوی کی اولاد کا نکاح ان کے ساتھ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

شخص مذکور کا ناجائز تعلقات والی کی بیٹی کے ساتھ نکاح صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کے ناجائز تعلقات تھے اسی عورت کی اس ناجائز تعلقات کرنے سے پہلے ایک لڑکی ہے کیا اس شخص کا اس سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا سے پیدا شدہ ولاولاد اور نکاح سے پیدا ہونے والے کے مابین نکاح

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد اور ایک عورت کے آپس میں ناجائز تعلقات ہیں اور اس عورت کی لڑکی ہے اور اس مرد کا لڑکا ہے یا برعکس اس مرد کی لڑکی ہے اور عورت کا لڑکا ہے۔ وہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کی اولاد آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔

(۲) اگر عورت کو اتنا یقین ہو کہ وہ لڑکا یا لڑکی مرد زانی کے نطفہ سے ہے کیا پھر بھی وہ آپس میں رشتہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ عورت زانیہ منکوحہ ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر عورت غیر منکوحہ ہو اور کوئی مرد اس کے ساتھ زنا کرے اور وہ مرد زانی اس عورت مزنیہ کو اپنے پاس رکھے۔ یہاں تک کہ ان کا بچہ یا بچی پیدا ہو جائے تو اس صورت میں شرعاً مرد زانی کے لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نکاح صحیح نہیں اور اگر عورت منکوحہ ہے اور اس کے ساتھ کوئی زنا کرے اور بچہ پیدا ہو جائے تو ولد ثابت النسب ہوگا اس عورت کے خاوند سے نسب ثابت ہوگا۔ جب تک کہ خاوند لعان کر کے قاضی اس کا نسب خاوند سے منقطع نہ کرے۔ لیکن منکوحہ ہونے کی صورت میں بھی جب عورت کو یقین ہے کہ یہ بچہ یا بچی اس مرد زانی کے نطفہ سے ہے تو پھر احتیاط لازمی ہے اور رشتہ مذکورہ نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بہن کے فروع اور فروع الفروع سب حرام ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی سگی بھانجی کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں باقاعدہ شرعی دلائل سے تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بہن کے فروع اور فروع الفروع سب حرام ہیں۔ وکذا بنات الاخ والاخت وان سفلن (عالمگیری المحرمات بالنسب ص ۲۷۳ ج ۱ طبع مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ محرم ۱۳۹۸ھ

باب چہارم

وہ عورتیں جن سے بوجہ مصاہرت کے نکاح حرام ہے

عورت کا اپنے داماد سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی دو سالہ بچی کا نکاح کر دیتا ہے۔ ایک سال کے بعد وہ ولی فوت ہو جاتا ہے۔ اس بچی کی والدہ اس بچی کو خاوند سے طلاق دلواتی ہے اور اس وقت خود اس کے شوہر سے نکاح کر لیتی ہے۔ آپ علمائے کرام اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ (۲) جو شخص ایسے نکاحوں میں بطور وکیل بن کر شامل ہوتا ہے۔ کیا ایسے شخص کے اپنے نکاح میں جو کہ پہلے ہو چکا ہے کوئی خلل واقع ہوتا ہے۔

﴿ج﴾

بچی کی والدہ کا اپنے داماد سے نکاح کرنا حرام ہے اور بچی مطلقہ ہو چکی ہے اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔ اب اس شخص پر ماں اور بچی دونوں حرام ہیں۔ جو شخص ایسے نکاحوں میں لاعلمی سے شریک ہوا ہے۔ اس کے نکاح میں خلل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صغیرہ بیوی کی ماں سے ناجائز تعلق قائم کرنا صاحبہ پر طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا صغیرہ کے ساتھ نکاح ہوا۔ بعدہ اس شخص نے منکوحہ صغیرہ کی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر لیا۔ کیا اس کا نکاح باقی رہے گا یا نہ۔ (۲) کیا بالغ عورت کو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو اس شخص کی منکوحہ کا نکاح فاسد ہو گیا اور یہ عورت اس پر عمر بھر کے لیے حرام ہو گئی۔ البتہ دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح اس وقت ہو گا۔ جبکہ اس کا خاوند زبان سے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا

حاکم اس کو فسخ کر دے۔ (۲) واقع ہو جاتی ہے اور وضع حمل سے عدت ختم ہو گی۔ اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۷۷ھ

ساس کے پستان چھونے سے حرمت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسمی دین محمد نے اپنی ساس کے پستان کو چھوا اور ساس اس امر کی قائلہ ہے وہ اس کی لڑکی منسوبہ از دین محمد بھی اس بات کی چند دن پہلے اس معاملہ پر شہادت دیتی ہے۔ ساتھ ساتھ یہ امر بھی واضح رہے کہ جب دین محمد کو حلف کیا گیا تو اس نے انکار کر کے تین ماہ کے بعد قسم اٹھائی کہ میں بے قصور ہوں۔ کیا اب صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے یا نہ؟ (۲) واضح رہے کہ صورت مذکورہ بالا میں جب دین محمد نے حلف اٹھایا تو مسمی کریم بخش بھائی منسوبہ دین محمد کو کہا گیا۔ اب تو اپنی ہمشیرہ دین محمد کو اٹھا دو۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ میں بے غیرت بننا نہیں چاہتا کہ میری ماں کو ہاتھ لگایا۔ میں خاموش بیٹھ کر بے حیا ہوں۔ اس کو کہا گیا کہ کفر واحد کو چھوڑ دو۔ ہمشیرہ دین محمد کو اٹھا دو۔ اسلام میں آ جاؤ۔ اس نے کہا کہ بے غیرتی کا نام اسلام ہے۔ تو اس سے کفر اچھا ہے۔ اب کیا مسمی کریم بخش پر کفر تو عائد نہیں ہوتا۔ اس کا نکاح رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

اگرچہ دین محمد مذکور نے حلف اٹھالیا ہے۔ لیکن جب خود زوجہ دین محمد مذکور دین محمد کو اپنی ماں کے پستان کو مس کرنے کی شہادت دے رہی ہے۔ تو اب اگر عدالت یا قاضی اگر دین محمد کے حلف پر حرمت مصاہرہ کا حکم نہ بھی کرے اور نکاح کے بقا کا حکم کر دے تب بھی عورت مذکورہ کو اس کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے۔ اپنے یقین کی موجودگی میں اس کے زوج کا حلف اور عدالت کا فیصلہ کوئی چیز نہیں۔ دیانۃً وہ مرد اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لیکن جب تک اس نے طلاق نہ دی ہو۔ اس وقت تک دوسری جگہ نکاح بھی نہیں کر سکتی۔ شامی مطبوعہ مصر ص ۲۰۷ ج ۳ باب الشہادۃ لکذبۃ کے باب میں لکھتے ہیں۔ قالوا لو ادعت ان زوجها ابانها بثلث فانكر فحلفه القاضي فحلف والمرأة تعلم ان الامر كما قالت لا يسعها المقام معه الخ.

(۲) صورت مذکورہ میں اس کے کلام میں تاویل ظاہر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ حرمت مصاہرہ کے ہوتے

ہوئے اور لڑکی کو اس کے زوج پر حرام سمجھتے ہوئے۔ اگر اس کے حوالہ کروں گا تو یہ عار ہے اور یہ بات اس کی درست بھی تھی۔ اگر کوئی شخص اس معاملہ کو عین اسلام قرار دے کر اس پر عمل کرنے کو کہتا ہے تو وہ ایسا اسلام پر (جو نا جائز امر کا فرضی نام ہے) کفر (جو شرعی امر کا نام ہو اس شخص نے لکھ دیا ہے) اچھا سمجھتا ہے نہ کہ واقعی اسلام پر واقعی کفر کو ترجیح دیتا ہے۔ اس لیے یہ شخص مسلمان ہے اور اس کا نکاح درست ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حرمت مصاہرت سے حرام ہونے والی کا دوسرا نکاح کب کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا اور وہ عورت اب تک برابر اس کے پاس ہے۔ لوگ زنا کرنے کی شہادت بھی دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا اس شخص کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی یا نہیں؟ اور اگر نکاح سے باہر ہو گئی تو پھر اس کا نکاح کتنے دن کے بعد کسی دوسری جگہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا اس میں مرد کے طلاق دینے کی ضرورت ہے؟

﴿ج﴾

اگر واقعی معتبر دو دیندار گواہوں نے شہادت دی ہے کہ شخص مذکور نے اپنی ساس سے زنا یا شہوت سے تقبیل، لمس وغیرہ افعال کیے ہیں تو اس پر اپنی عورت حرام ہو گئی۔ یہ حرمت دائمی ہے۔ اس کا کوئی حیلہ جواز کا نہیں ہے۔ البتہ دوسری جگہ نکاح جب کر سکتی ہے کہ یا تو کسی مجسٹریٹ مسلمان سے تفریق کا حکم کرایا جائے یا خاوند اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس کے بعد تین حیض کامل عدت گزارے اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس خاوند پر تو بہر حال حرام ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی الحجہ [illegible]ھ

صرف ساس کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہو سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی شادی فاطمہ سے ہو گئی لیکن فاطمہ بوجہ صغیرہ کے اپنے ماں باپ کے پاس رہتی تھی۔ بلوغت کے بعد جب زید نے اپنی بیوی طلب کی تو پہلے فاطمہ کے ماں باپ دینے کے

﴿فسخ﴾

نکاح سے جس قدر رشتے حرام ہوتے ہیں ان محرمات کے ساتھ اگر نکاح یا زنا کرتا ہے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے حتی کہ اگر عدت میں نکاح کرے تو بھی نکاح فاسد ہے گا۔ مثلاً زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یا فوت ہو گئی ہے جب تک کہ عدت ختم نہ ہو اس وقت تک زید اس کی ہمشیرہ کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ جب نکاح کا یہ مسئلہ ہو تو زنا بطریق اولی نکاح کو فسخ کر دے گا عند الاحناف۔ باقی رہا جو زنا نکاح کو فسخ کرتا ہے اس کا طریقہ ثبوت وہی ہے جو حد زنا کا ہے یا کوئی اور۔ فقہاء نے جس طرح اسے وجود کے ثبوت مقرر کیے ہیں نفی کے ثبوت بھی وہی ہوں گے۔ مثلاً نکاح کا وجود شاہدین پر موقوف ہے اسی طرح رفع نکاح کا ثبوت بھی خواہ بشکل طلاق ہو یا خلع یا فسخ بھی شاہدین پر موقوف ہوگا کیونکہ اصل کا وجود دو گواہوں پر موقوف تھا اگر یہ کہا جائے کہ نکاح تو دو گواہوں پر موقوف ہے لیکن خلع و فسخ یا طلاق یہ چار یا تین گواہوں پر موقوف ہے تو یہ صحیح نہ ہوگا ورنہ لازم آئے گی زیادتی اصل پر اور حدیث میں ہے۔ من نظر الى فرج امرأة لا تحل له امها ولا ابنتها او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال او من امرأة بشهوة حرمت عليه امها وبنتها او كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن زنا بامرأة حرمت عليه امها وابنتها۔ یہی مذہب ہے حضرت امیر المؤمنین عمر و عمران بن حصین و جابر بن عبداللہ و ابی بن کعب و عائشہ و ابن مسعود و ابن عباس و جمہور تابعین رضی اللہ عنہم و منہم ابوحنیفہ۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ زانی پر مزنیہ کی والدہ اور لڑکی حرام ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ محرمہ کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح نکاح کو باقی رکھنا بھی حرام ہے۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی سالی کے ساتھ اپنی بیوی کی موجودگی میں یا اپنی سگی بہن کے ساتھ نکاح کیا ہے دیدہ و دانستہ تو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اگر خطا کیا ہے تو نکاح کو فسخ کیا جائے گا کیونکہ وہ محرمہ تھی نکاح محرمہ باقی نہیں رہتا۔ تحریر بالا سے یہی ثابت ہوا کہ یہاں ثبوت زنا کے لیے جو کہ فسخ نکاح ہے دو گواہ کافی ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے جس وقت طلاق کا ذکر فرمایا ہے جس صورت میں میاں بیوی کا جھگڑا اتفاق کر رہا ہے تو دو گواہ فرماتے ہیں۔ یعنی ایک مرد کے کل سے اور ایک عورت کے اہل سے اگر صلح نہ ہو سکے تو یہ فسخ یا طلاق کے گواہ ہو سکیں۔ اشارۃ النص بطور اشارہ کے طلاق اور خلع کے دو گواہ ہوں گے۔ تیسری صورت ہے فسخ اس کے لیے بھی دو گواہ ہوں گے۔ جس زنا پر تو کہ موجب فسخ نکاح ہے دو گواہ چشم دید شہادت دے دیں تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ جیسا کہ احناف حضرات کا مذہب ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حرمت مصاہرت نکاح کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اسی طرح زنا کے ساتھ بھی

﴿ج﴾

بیٹی کے فقط نکاح سے بیوی اس کی ماں ابدی حرام ہو جاتی ہے۔ کما ھو فی الفتاوی الفقہیۃ وطی الامہات یحرم البنات ونکاح البنات یحرم الامہات (درمختار ص ۲۳۰ ج ۳)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فقط خلوت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا ایک لڑکی کے ساتھ خطبہ کیا گیا لیکن لوگ اس بات کا اس شخص پر اتہام لگاتے ہیں کہ یہ قبل از خطبہ اس لڑکی کی والدہ کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا غیر جارحانہ طور پر اور عورت کو اکیلے رات کو دیکھا گیا یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے جماع کیا ہے یا نہیں۔ اور وہ دونوں خلوت کا اقرار کرتے ہیں اور جماع کا اقرار نہیں کرتے اور مرد کے خویش واقارب خطبہ وغیرہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے انکو بات مذکورہ بات کا شبہ تھا کیا اس صورت میں وہ لڑکی اس شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں اور اگر نکاح نہیں ہو سکتا تو نکاح پڑھنے اور بیٹھنے والوں کا کیا حکم ہوگا۔

﴿ج﴾

فقط خلوت سے حرمت مصاہرت کا ہونا ثابت نہیں ہوتا جبکہ مس یا تقبیل یا نظر طرف فرج داخل شہوت کے ساتھ متحقق نہ ہو جائے۔ جب شخص مذکور منکر ہے اور ان امور کا کوئی ثبوت بھی شرعاً نہیں تو اس لڑکی سے نکاح جائز ہے البتہ اگر فی الواقع امور مذکورہ کا وقوع شخص مذکور سے لڑکی کی والدہ کے ساتھ ہو چکا ہو تو دیندار فی ما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حرام کاری کا مرتکب ہوگا۔ اگرچہ فتویٰ جواز کا ہی دیا جائے گا۔ مفتی ظاہری حال کا فتویٰ دے سکتا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۵ ذی قعدہ ۱۳۷۹ھ

بیوی کے ہوتے ہوئے اسکی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا سسر فوت ہو گیا ہے۔ اس نے دو بیویاں چھوڑی ہیں۔ ایک تو زید کی اصلی ساس ہے اور دوسری زید کی ساس کی سوکن ہے۔ اب زید کی اصلی زوجہ بھی زندہ ہے ساس کی سوکن سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کر سکے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید اپنی سابقہ زوجہ کے ہوتے ہوئے بھی اپنی ساس کی سوکن سے نکاح کر سکتا ہے۔ ولا باس بان یجمع بین امراۃ وبنت زوجها فتاوی هندیه و کذا فی جمیع کتب الفقه.

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا ایک عورت کی شہادت سے حرمت ثابت ہو سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ مسمی زینب کا نکاح زید سے کیا گیا۔ عرصہ تین برس کے بعد مسماۃ زینب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ زید میری والدہ سے زنا کرتا رہا۔ میرا نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ نیز اس کے زانی ہونے کی بہت شہرت ہے۔ زید اس بات کا منکر ہے۔ نیز زید کو قسم کرنے کے متعلق کہا گیا تو وہ قسم نہیں کھاتا۔ نیز اس کی والدہ کہتی ہے کہ میں نے زنا نہیں کرایا۔ لیکن علامات زنا اس سے صادر ہوئے ہیں۔ نیز عوام میں مشہور ہے کہ زید مسمی مذکورہ کی والدہ سے بہت مدت زنا کرتا رہا ہے۔ لیکن کوئی ایسے افراد نہیں ہیں جو شہادت دیں کہ ان سے زنا صادر ہوا ہے۔ نیز عورت بھی بہت غریب ہے۔ لیکن بوقت عقد نکاح اس کے لیے ۲ ۳ کنالے زمین حق المہر رکھی گئی۔ عورت اس زید وغیرہ کو نہیں چاہتی اور پریشان رہتی ہے کہ عاقبت خراب ہو رہی ہے کیونکہ اس نے میری والدہ کے ساتھ زنا کیا ہے۔ امر مطلوب یہ ہے کہ مسمی مذکورہ کا زید کے ساتھ نکاح صحیح ہے یا نہ۔ نیز اگر نکاح فاسد ہے تو حق المہر سے مستحق ہے یا نہ۔ نیز زید کو قسم کرنے کے متعلق کہا گیا لیکن زید قسم نہیں اٹھاتا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صرف عورت کے کہنے سے حرمت مصاہرہ لازم نہیں آتی جبکہ نہ گواہ ہیں اور نہ عورت کا خاوند اس کی تصدیق کرتا ہے البتہ اگر عورت نے خود اپنے خاوند کو اپنی والدہ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا تو اس صورت میں اس خاوند کے ساتھ رہنا اور اس کے حقوق زوجیت ادا کرنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں کے نزدیک بظاہر شرع میں اس کی بیوی رہے گی۔ جب تک اسے طلاق نہیں ملتی اور دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی اور اگر خود نہیں دیکھا تو صرف افواہوں پر اعتبار کر کے اپنے خاوند سے الگ نہ رہے بلکہ اس کے حقوق ادا کرے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

السید عبد العزیز غفرلہ نائب مفتی

ساس اگر داماد کی طرف بوس وکنار کی نسبت کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ منکہ ظفر حسین ولد سانول شاہ قوم قریشی موضع گھڑا اے تحصیل کبیر والا ضلع ملتان کا ہوں۔ عرصہ تین ماہ سے میرا نکاح شرعی رو برو گواہان مسماۃ مختار بی بی دختر غلام محی الدین شاہ دیا قلندر شاہ معروف سے ہوا۔ جس وقت اپنی شادی کے لیے رواجی طور پر میں نے اپنی کوشش کرنی چاہی تو مسماۃ مختار بی بی منکوحہ کی والدہ خورشید بی بی نے میرے خلاف ایک بہتان عظیم اٹھایا اور کہا کہ داماد نے میرے ساتھ بوس وکنار کیا ہے۔ حقیقت میں مذکور خورشید بی بی نے میرے خلاف رشتہ نہ دینے کی وجہ سے جھوٹ باندھا ہے۔ جس کی حقیقت سے خداوند کریم اچھی طرح واقف ہیں۔

نیز میں ظفر شاہ ولد سانول شاہ خداوند تعالیٰ کو مد نظر رکھتے ہوئے حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ خورشید بی بی جو کہ میری ساس ہے۔ سے میرا کوئی تعلق اور بوس وکنار کا کوئی گناہ وعیب نہیں۔ آپ کی خدمت میں التجا ہے کہ شریعت خداوندی کے تحت جبکہ میں بے قصور ہوں تو منکوحہ لڑکی کے لواحقین بغیر طلاق کے اس کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی ظفر حسین شاہ نے اپنی ساس کے ساتھ بوس وکنار یا شہوت سے ہاتھ نہیں لگایا تو ظفر حسین شاہ کا نکاح بدستور باقی ہے۔ صرف ساس کے اقرار کر لینے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی۔ ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی) ضروری ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۲۸ ج ۳ وان ادعت الشهوة في تقبيله او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق لا هي الا ان يقوم اليها منتشرا آلته فيعانقها لقرينة كذبه او ياخذ ثديها او يركب معها الخ. وفيه تقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة كذا تقبل على نفس اللمس والتقبيل والنظر الى ذكره او فرجها عن شهوة الخ۔ لڑکی کا نکاح خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ شعبان ۱۳۸۹ھ

حرمت مصاہرت کی صورت میں کسی اور امام کے مذہب پر عمل کرنا

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید ایک جگہ شادی کرنا چاہتا تھا جس کی ہونے والی ساس کا نام رابعہ تھا۔ رابعہ نے زید کا ہاتھ پکڑ کر اپنی زلف پر رکھ دیا۔ جس سے زید کو انتشار ہو گیا۔ اسی طرح رابعہ نے دو دفعہ اور بھی چھیڑ چھاڑ کی۔ مگر زید نے از خود ہاتھ نہیں لگایا۔ رابعہ نے زید کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اب کیا زید رابعہ کی دختر سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ائمہ احناف کے نزدیک یہ نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ہمارے مقامی علماء کہتے ہیں تو پھر کیا ائمہ ثلاثہ حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر بھی یہ نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ نکاح ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق کر لیں تو کیا زید مجرم ہو گا۔ نکاح صحیح ہو گا۔ کیا یہ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں۔

﴿جواب﴾

اگر رابعہ نے متعدد بار شہوت کے ساتھ زید کو ہاتھ لگایا ہے۔ یعنی مس کیا ہے یا زید نے متعدد واقعات میں شہوت سے ہاتھ لگایا ہو تو حرمت ثابت ہے۔ یعنی انتشار کے واقعہ کے علاوہ اگر کسی اور وقت میں بھی شہوت سے کسی ایک نے مس کیا ہے تو حرمت ثابت ہے اور اب زید رابعہ کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ مقلد حنفی کو کسی اور امام کی تقلید جائز نہیں اور کسی اور امام کے مذہب پر عمل کرنے سے نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

اگر عورت کو یقین ہو کہ میرے میاں نے میری والدہ سے ہمبستری کی ہے تو کیا کرے؟

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی ساس کے ساتھ برا سلوک کیا۔ ساس نے اپنے خاوند پر ظاہر کیا کہ میرے داماد نے میرے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔ پھر ایک پنچایت سے لڑکے کو بلا لیا گیا کہ تو نے ساس کے ساتھ برا فعل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے برا سلوک نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تیرا کوئی یقین نہیں۔ بہتر ہے اولاد میں سے کسی سے اپنی صفائی دلوا دو۔ اس نے کہا کہ میری کوئی صفائی نہیں دیتا۔ پھر لوگوں نے عورت کے خاوند سے کہا کہ تم قائل ہو۔ ہم اس الزام کی سچائی کے ثبوت کے طور پر قسم اٹھاؤ ... اس

وقت اس شخص نے قسم نہیں دی۔ اب کچھ دن کے بعد قسم دے رہی ہے۔ زید کی بیوی کا بھی یہی اقرار ہے کہ اس نے میری ماں کے ساتھ برا فعل کیا ہے۔

﴿ج﴾

ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ پس اگر زید بدفعلی کا منکر ہے تو جب تک شرعی ثبوت یعنی چشم دید گواہ نہ ہوں۔ زید کے بارے میں حرمت کا کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اگر زید کی بیوی کو یقین ہو کہ زید نے یعنی اس کے خاوند نے اس کی والدہ کے ساتھ بدفعلی کی ہے تو عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خاوند کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرے اور جب تک خاوند متارکت نہ کرے یعنی بیوی کو چھوڑ نہ دے۔ یا عدالت سے تنسیخ نہ کرا لیں۔ اس وقت تک اس عورت کے لیے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ صفائی کے گواہوں سے واقعہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکی کو یقین ہو کہ اس کے شوہر نے ساس سے بدکاری کی ہے تو خلع کر کے الگ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی کا ایک آدمی کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ لڑکی اس وقت آٹھ نو سال کی تھی۔ اب وہ گیارہ سال کی ہے۔ خاوند نے اپنی عورت کو اپنے داماد کے ساتھ فعل شنیع کرتے دیکھا ہے۔ ساس بھی اقرار کرتی ہے کہ میں نے داماد کے ساتھ غلط کام کیا ہے۔ ساس نے اپنے داماد کے سامنے اقرار کیا ہے کہ مجھ سے یہ فعل بد سرانجام ہوا ہے۔ دوسرے معتبر لوگوں کے سامنے بھی عورت اقرار کرتی ہے۔ خاوند اس کا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں قرآن سر پر رکھ کر مسجد میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنی عورت کو یہ فعل کرتے دیکھا ہے۔ اب کیا آدمی اپنی لڑکی داماد کو دے سکتا ہے یا نہ؟ کوئی ایسی صورت ہو کہ جس سے لڑکی مذکورہ کی خلاصی ہو جائے۔ اس کا داماد اپنے فعل کا منکر ہے۔ لڑکی اب بھی نابالغہ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں حجت تامہ یعنی شہادت معتبرہ نہ ہونے کی وجہ سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کا فتویٰ نہیں

دیا جائے۔ لیکن اگر حقیقۃً ایسا ہے کہ خاوند سے یہ فعل صادر ہوا ہے اور اس کی زوجہ کو بلا شک کے بعد اس فعل کا یقین ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے۔ بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعے اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

جس قسم کے چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہو اس کی تعریف

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ (۱) گرمیوں کی ایک رات بارش کی وجہ سے مجھے اس کے پاس رہنا پڑا۔ بال بچے ہمراہ برآمدہ میں سوئے ہوئے تھے کہ اس عورت نے میرے پاؤں کی انگلی کو ہلانا شروع کر دیا۔ جب میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے مکان کی طرف اشارہ کیا۔ مگر میں چارپائی میں پانچ کا حصہ بن گیا۔ جب اس کے ارادہ میں شدت واقع ہوئی تو میں خوف کے مارے غراحل ہو گیا اور سخت بخار ہو گیا۔ یوں صرف اس نے میری انگلی کو چھوا اور میں باہر نکل گیا۔ بخار سخت تھا۔

(۲) سر شام نماز کے بعد میں ان کے گھر گیا۔ ریڈیو بج رہا تھا۔ اس کے سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ دو گز کے فاصلے پر عورت کا بڑا لڑکا سویا ہوا تھا۔ معمولی بخار تھا۔ عورت نے میرے پاؤں میں چونڈی لگائی۔ تھوڑے سے ذرا اوپر۔ دوبارہ لگائی۔ میں اٹھ کر کھڑا ہوا۔ میں نے بھی چونڈی لگائی۔ اس کے بعد میرا آلہ تناسل بھی کھڑا ہو گیا اور میں فوراً گھر سے باہر نکل گیا۔

(۳) تیسری بار دخول بالکل نہیں ہوا تھا۔ آلہ تناسل بھی سخت کھڑا نہیں ہوا تھا۔ مگر انزال بھی ضرور ہوا ہے۔ مفتی صاحب میں نے پوری طرح غور کیا ہے۔ کسی دن بھی میں نے زنا کے ارادہ سے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں اور بالکل زانی نہیں ہوں۔

(نوٹ) فیصلہ بھی ضرور لکھیں اور ساتھ ہی شہوت کی مکمل تعریف لکھیں تا کہ میں خود بھی فیصلہ کر سکوں۔

﴿ج﴾

جانبین میں سے کسی ایک میں بوقت مس شہوت پیدا ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ مس کے بعد شہوت کا کوئی اعتبار نہیں۔ شہوت کی حد (ایسے مرد میں جس کی صحت ایسی ہو کہ عموماً بوقت شہوت انتشار ہوتا ہے)

یہ ہے کہ اس وقت مس کی اشتہاء ہو جائے اور پہلے سے انتشار ہے تو اس میں زیادتی ہو جائے اور اسی طرح عورت میں شہوت یہ ہے کہ قلب میں حرکت مشوشہ پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت ہو تو زیادہ ہو جائے۔ (شامی ص ۳۳ ج ۳)

اب صورت مسئولہ میں ساس نے اگر کسی وقت آپ کو شہوت کے ساتھ مس کیا ہے اور اس وقت انزال نہیں ہوا تو اس صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے اور آپ کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے آپ پر حرام ہو گئی ہے۔ عورت سے متارکت یعنی اس کو چھوڑنا لازم ہے۔ البتہ اصل پرچہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعات متعدد ہیں اور صرف ایک واقعہ میں انزال ہو گیا ہے۔ اس لیے اگر یہ مس شہوت کے ساتھ ہو تو حرمت ثابت ہے۔ اگر جواب سے اطمینان نہ ہو تو مقامی طور پر کسی معتمد علیہ عالم کے پاس جا کر تسلی کر لیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شہوت کے ساتھ چھونے سے اگر انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک آدمی کہ جس کا نکاح ہے۔ اس نے اپنی ساس پر حملہ کیا لیکن اس ساس نے بڑی جدوجہد کے بعد اپنے نفس کو بچا لیا۔ پھر اس نے اپنی منکوحہ کی چھوٹی بہن سے شرارت کا ارادہ کیا لیکن موانعات کی وجہ سے وہ لڑکی پر بھی قابو نہ پا سکا۔ اس مرد کا نکاح بدستور باقی ہے یا نہیں؟
بینوا توجروا

(نوٹ) وہ مرد ساس پر بالشہوت مس کرنے کا منکر ہے لیکن اس امر کے ثبوت پر دو گواہ مرد شرعی موجود ہیں۔

«ج»

اگر مس بالشہوت کرتے وقت یعنی ہاتھ لگاتے وقت اس آدمی کو انزال نہ ہوا تو حرمت ثابت ہوگی یعنی اس کی اپنی زوجہ اس پر حرام ہوگی اور اگر اس کو انزال ہوا ہے تو حرمت ثابت نہیں۔ کما فی الدر المختار ص ۳۳ ج ۳ فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ بہ یفتی۔ یہ حرمت تب ثابت ہوگی اگر یہ گواہ معتبر دیندار ہوں گے۔ اگر فاسق ہیں تو حرمت نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۳۳ ج ۳ لانہ یتضمن زوال ملک المتعۃ فیشترط العدد والعدالۃ جمیعاً۔ ثبوت حرمت کی صورت میں اس کی منکوحہ کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ آدمی اس عورت کو طلاق نہ دے یا زبانی نہ کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دی ہے اور جب تک کہ عدت نہ گزر جائے۔ کما فی الدر المختار ص ۳۷ ج ۳ وبحرمۃ

ساس سے بغل گیر ہونا بوس و کنار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح شرعاً و قانوناً ہو چکا ہے۔ مگر وہی شخص اپنی ساس کے ساتھ بیوی والے کام کرتا ہے۔ بعض نے دیکھا گیا ہے کہ ساس اپنے داماد کو کنگھی کر رہی ہے۔
(۲) دوسرا شخص کہتا ہے کہ ساس اور داماد ایک دوسرے سے بغل گیر ہیں اور بوس و کنار کر رہے ہیں۔
(۳) وہی داماد ساس کو پانچ پانچ روز تک اکیلے شہر میں لے آتا ہے اور اسے فلمیں وغیرہ دکھاتا ہے۔ (۴) اس بات پر بھی کافی گواہ ہیں کہ وہ داماد اپنی ساس کو اندر کوٹھے میں ساری رات لیے رکھتا ہے۔ ساس بھی تمام شہر میں مشکوک بدمعاش مشہور ہے۔ آیا اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا حرمت واقع ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

معتمد علیہ ثالثوں کے سامنے تحقیق کی جائے اگر داماد اقرار کرے یا گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں ایک دوسرے کو شہوت سے ہاتھ لگانا یا بوس و کنار کرنا ثابت ہو جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم [illegible]ھ

ساس کے ساتھ چارپائی پر بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی فدا حسین ولد امیر بخش بھٹی ساکن چک ۱۰ بارنی تحصیل و ضلع مظفر گڑھ کا صرف نکاح ہمراہ مسماۃ رشیدہ دختر مسماۃ غلام سکینہ ہوا ہے۔ مسمی فدا حسین کی ساس مسماۃ غلام سکینہ نے الزام لگایا ہے کہ مسمی فدا حسین بوقت شب چارپائی پر میرے پاؤں کی طرف آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا کون ہو تو اس نے کہا کہ تمہارا گھر والا ہوں اور مسماۃ سکینہ نے فدا حسین کو لات ماری جو گر گیا۔ فدا حسین کہتا ہے کہ اندھیرا تھا اس لیے میں جو چیز کہ پڑی ہوئی تھی سے ٹکرا کر چارپائی کی پائنتی کی طرف گر گیا۔ کوئی میری نیت بد نہیں تھی۔ اس پر قسم اٹھانے کو تیار ہے اور بوقت گرنے کے کوئی ہاتھ پاؤں غلام سکینہ ساس کے ساتھ نہیں لگا۔ غلام سکینہ بھی کہتی ہے کہ کوئی ہاتھ پاؤں نہیں لگا۔ (۳) ایسی حالت میں فدا حسین کا نکاح ہمراہ مسماۃ رشیدہ جائز ہے یا نہیں۔
فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ اگر واقعی فدا حسین نے اپنی ساس کو شہوت سے ہاتھ نہیں لگایا ہے صرف چارپائی پر بیٹھا ہے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی اور نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں حرمت قضاءً ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا اپنی ساس سے ناجائز تعلق ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص (جو قابل ثقہ ہے) نے زید کی ساس کو بوقت رات ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چارپائی ہل رہی تھی۔ اس شخص نے دوسرے گواہ کو بلایا۔ دوسرا گواہ آیا تو اس وقت ساس چارپائی سے اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی اور داماد بالکل برہنہ تھا۔ کیا شہادت کا حکم پورا ہے یا نہ اور حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی یا نہیں۔ اگر حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے تو تفریق کے لیے طلاق یا قضاء قاضی شرط ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

في الدر المختار المصري ص ۳۲۵ ج ۲ قبل ام امرأته حرمت امرأته مالم يظهر عدم الشهوة وفي المس لا تحرم مالم تعلم الشهوة لان الاصل في التقبيل الشهوة بخلاف المس والمعانقة كالتقبيل وفيه ص ۲۷ ج ۲ وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة وفي الدر المختار وان ادعت الشهوة في تقبيله او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق لاهي الا ان يقوم اليها منتشرا آلته فيعانقها لقرينة كذبه او يأخذ ثديها او يركب معها الخ وفيه ص ۳۸ ج ۳ تقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة وكذا تقبل على نفس اللمس والتقبيل والنظر الى ذكره او فرجها عن شهوة في المختار تجنيس لان الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار او آثار الخ. قال في التنوير ولغيرها من الحقوق سواء كان مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبي ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص المصري ص ۳۹۵ ج ۳) ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ صورۃ مسئولہ میں اگر زید منکر ہے تو اگرچہ ایک ثقہ شخص نے دونوں کو ایک ہی جگہ میں دیکھا ہے اور یہ شکل ارتکاب معاصی کا قرینہ شہوت کا بھی ہے۔ لیکن نصاب

ملک او فجور عندنا کذا فی الملتقط وفیہا ایضا ص ۲۶۵ ج ۱ لو اقر بحرمۃ المصاہرۃ یؤاخذ بہ ویفرق بینہما وکذلک اذا اضاف ذلک الی ما قبل النکاح بان قال لامرأتہ کنت جامعت امک قبل نکاحک یؤاخذ بہ ویفرق بینہما لکن لا یصدق فی حق المہر الخ اھ. (اقول) وکما لا یصدق فی حق المہر اما فیہ فاندفع ینبغی ان لا یصدق فی حل جواز نکاح ام زوجتہ المذکور. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

اگر ساس کو بغیر شہوت کے ہاتھ لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج سے تین سال قبل میرا نکاح ہوا تھا۔ میں کبھی کبھار اپنے سسرالی والوں کے ہاں رات کو سو جاتا تھا اور کسی رات اٹھ کر اپنی بیوی سے باتیں کرنے کی غرض سے (شہوت کے ارادے سے نہیں) اس کے پاس چلا جاتا تھا اور کبھی کبھی باتوں کے دوران اس کا بوسہ بھی لے لیتا۔ ایک رات میں اپنی بیوی کے پاس جا رہا تھا (شہوت کی غرض سے نہیں اور نہ ہی شہوت کا ارادہ تھا کہ ساس کے جسم کو چھو بیٹھا لیکن ان کے بستر پر نہیں گیا تھا بلکہ صرف جسم کو ہاتھ لگا تھا۔ کیا ایسی حالت میں بیوی حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ خاوند کی تندرستی اگر ایسی ہے کہ شہوت کے وقت اس کا آلہ منتشر ہوتا ہے تو وقت مس کے انتشار آلہ اگر ہوا ہے تو اس کو شہوت کہا جائے گا اور اگر انتشار نہیں ہوا تو شہوت نہ کہا جائے گا اور اگر اس کی تندرستی ایسی نہیں ہے تو اگر قلب کو ایسی حرکت ہوئی کہ طبیعت مشوش ہوئی تو شہوت کہیں گے ورنہ نہیں کہیں گے۔ غرض خاوند یا ساس میں سے کسی کے اندر بھی شہوت پائی گئی تو لڑکی حرام ہو گئی۔ ورنہ حلال ہوگی۔

صورت مسئولہ میں اگر شہوت کی یہ حد نہ پائی جاتی ہو تو بیوی حرام نہیں ہوتی۔ یہ صدق مستفتی پر منحصر ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۹۵ھ

جس بہو سے سسر نے بدکاری کی ہو وہ شوہر کے لیے کبھی حلال نہیں ہو سکتی

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی گامن ولد فقیرا ساکنہ موضع چہ بارہ اپنی بہو جو رشتہ میں حقیقی بھانجی ہے۔ اس کے ساتھ عرصہ سے بدفعلی یعنی زنا کر رہا ہے۔ مگر اب اہل اسلام کی چھان بین کی وجہ سے اس کا ہر کی اصلیت ظاہر ہونے کی کوشش سے ثابت کیا گیا کہ واقعی گامن مذکور اس معاملہ میں گناہ کر رہا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہل اسلام کے اجتماع پر گامن مذکور بھی آیا اور دو گواہ جن کا چشم دید واقعہ ہے۔ مگر اس واقعہ کو دیکھنے میں جدا جدا علیحدہ ہیں۔ (۱) مسمی دو ولد باز ذات جوئیرا ساکن چہ بارہ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ عرصہ ۲۲، ۲۳ سال کا گزر چکا ہے کہ میں برائے خانگی کام بوقت ۱۱/۱۲ بجے رات گامن مذکور کے چاہ پر گیا تو میں نے ان کے گھر کے مشرقی طرف دیکھا تو گامن کا پسر قیصر اور اس کی زوجہ سوئے ہوئے تھے اور وہاں سے گزرتا ہوا جنوب کی طرف جہاں رات بیٹھے ہوئے تھے۔ چلا گیا۔ جس جگہ سے قیصر کی چارپائی سے فاصلہ تھا۔ وہاں دیکھا تو گامن اور اس کی بہو مسماۃ جنت زوجہ قیصر سوئے ہوئے تھے۔ میں کچھ فاصلہ پر تھا۔ مسماۃ جنت زوجہ قیصر گامن کی چارپائی سے اٹھ کر تقریباً ۲/۳ قدم کے فاصلہ پر قیصر کی طرف گزر گئی تو میں نے اس سے پوچھا گامن کہاں ہے۔ پہلے تو وہ عورت یعنی مسماۃ جنت خاموش ہو گئی۔ پھر بولی کہ اس چارپائی پر سویا ہوا ہے۔ اس وقت عورت مذکورہ کے سر سے دوپٹہ بھی گرا ہوا تھا۔ تو مجھے یہ معاملہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ واقعہ میں ان دونوں کا قصور ہے۔ اس واقعہ کی خبر میں نے بہت سے لوگوں کے گوش گزار کی ہے اور اب بھی حلفیہ کہتا ہوں۔ (۲) غلام محمد ولد بھو ذات کیزہ ساکنہ موضع چہ بارہ نے بیان کیا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں۔ میں گامن کی گائیں چراتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ گائیں چرانے کے لیے جنگل لے گیا۔ مجھے کسی ضروری کام کی وجہ سے گھر آنا پڑا۔ میں گائیں چراگاہ میں چھوڑ کر گھر آ رہا تھا۔ جب گامن کے چوبارے سے گزرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس وقت ۹/۱۰ بجے کا وقت ہے۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی۔ میں پانی کی طلب پر گامن مذکور کے گھر گیا۔ جب میں دروازہ کے اندر پہنچا تو گامن مذکور اپنی بہو مسماۃ جنت کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔ میں آنکھ بچا کر جلدی سے گزر گیا اور آ کر لوگوں کو اس بات کی اطلاع دی اور اب اس وقت بھی حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ معاملہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (۳) گامن کا پسر مسمی قیصر بھی لوگوں کو بہت ہی دفعہ جاتے اپنے والد مسمی گامن کی شکایت بیان کر چکا ہے کہ میرے باپ گامن کا میری عورت مسماۃ جنت کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اور اس وقت بھی اجتماع کے سامنے اپنے والد کی مشکوک کیفیت ظاہر کرتا

رہا ہے کہ واقعہ مجھے شک ہے اور گواہ مذکور نے بھی اس نامزد خود کو تسلیم کر لیا ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر خود تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ سے زنا ہوتا رہا ہے۔ اس معاملہ میں، میں واقعی قصوروار ہوں۔ اس وقت میں توبہ کرتا ہوں اور جو شریعت کا حکم ہو میں بسر و چشم ماننے کو تیار ہوں۔ حکم اسلام جو اس بارے میں متعین ہے، براہ کرم احکام شریعت سے ہمیں مطلع فرمائیں کہ زانی و زانیہ کے ساتھ بصورت شرع کیا سلوک کیا جائے اور اس مسئلہ سے بھی آگاہ کریں کہ آیا وہ عورت جس کے ساتھ اس کا خاوند اور سسر دونوں جماع کرتے رہے ہیں عورت مذکورہ کا اپنے خاوند کے ساتھ زوجیت کا تعلق رہ سکتا ہے یا کہ طلاق کی نوبت ہوتی ہے۔ چونکہ آپ کے فتویٰ میں دیکھا کہ

جو عورت اپنے سسر کے ساتھ زنا کرے وہ اپنے خاوند کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اس کو طلاق دینی پڑتی ہے۔

ابو محمد امیر ... غفرلہ نائب مفتی
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد اگر شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے خسر پر دعویٰ زنا کیا۔ خسر نے اقرار زنا کیا اور زوج نے تصدیق کر دی۔ مدعی اور مدعیٰ علیہ نے ایک عالم کو حکم بنایا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ حدود میں حکم نہیں بن سکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب تصدیق زوج سے حرمت مصاہرت بدیں ثابت ہوگئی اور زوج متارکہ یا احسان بھی نہیں کرتا ہے تو آیا اس صورت میں حکم جو کہ بمنزلہ قاضی ہے تفریق بین الزوجین کر سکتا ہے یا نہ اور اگر تفریق نہیں کر سکتا ہے تو کیا اس صورت میں بوجہ اشد ضرورت مذہب مالکیہ کے مطابق پنچایت مسلمین قائم کر کے مطابق شرائط مالکیہ تفریق بین الزوجین کرائی جا سکتی ہے یا نہ۔ فریقین غریب ہیں اور پاکستانی مسلم ججوں کی طرف بوجہ غربت و کثرت اخراجات مقدمہ رجوع نہیں کر سکتے ہیں۔

﴿ج﴾

پہلے تو یہ کوشش ہونی چاہیے کہ کسی مسلمان جج سے فسخ کرا لیں۔ یہ کوئی ایسا مقدمہ نہیں جس پر بہت خرچ ہو۔ لیکن اس کے باوجود اگر بالکل جج کے پاس مقدمہ دائر کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم از کم تین عادل دیندار شخصوں کی پنچایت سے فسخ کرا لے۔ جس میں اکثریت علماء کی ہو اور اس میں اگر کوئی شان و شوکت والا بھی شامل ہو جو بصورت غیر عادل ہونے کے اس کی قضا مرتبہ ہی حاصل ہو تو بہت بہتر ہوگا۔ بہرحال حکم اس فسخ میں قائم مقام قاضی کے نہیں ہوگا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ذ ہے اور یہ میرا خسر خود بیٹے کے کوارٹر میں جس میں میں اکیلی سوئی ہوئی تھی آ داخل ہوئے اور میری چارپائی پر چڑھ کر مجھے پکڑا۔ میں روتی چلاتی رہی۔ بعد مشکل اس سے جان چھڑا کر دوسرے کوٹھے میں جس میں میری ساس (اس کی بیوی) رہتی تھی چلی گئی۔ (داخل ہوئی) ساس نے وجہ مذکور سن کر مجھے اپنے پاس والی چارپائی پر سلایا۔ اس خسر کی چارپائی بھی قریب تھی۔ یہ پھر بھی باز نہ آیا۔ اپنی عورت کے اوپر سے مجھے ہاتھ مارتا رہا۔ اس پر اس کی بیوی نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ ظالم تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میں تیرے پاس سوئی ہوئی ہوں اور تو بہو کو پکڑتا ہے۔ اس شخص مولا داد مذکور نے یہ بیانات سن کر اقرار کیا کہ بے شک مجھ سے یہ سب واقعات ہوئے ہیں اور میں خطاوار ہوں تو کیا اس شخص کا یہ اقرار اور یہ معاملہ موجب حرمت مصاہرہ ہوتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

فتاوی عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱ میں ہے۔ وکما تثبت هذه الحرمة بالوطأ تثبت بالمس والتقبيل والنظر الى الفرج بشهوة كذا في الذخيرة سواء كان بنكاح او ملك او فجور عندنا كذا في الملتقط ثم المس انما يوجب حرمة المصاهرة اذا لم يكن بينهما ثوب اما اذا كان بينهما ثوب فان كان صفيقاً لا يجد الماس حرارة الملموس لا تثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلته بذلك وان كان رقيقاً بحيث تصل حرارة الملموس الى يده تثبت كذا في الذخيرة ص ۲۷۵ ج ۱ ثم لا فرق في ثبوت الحرمة بالمس كونه عامداً او ناسياً او مكرهاً او مخطأً كذا في فتح القدير فتاوی عالمگیری ص ۲۷۴ ج ۱ والدوام على المس ليس بشرط لثبوت الحرمة حتى قيل اذا مديده الى امرأة بشهوة فوقعت على انف ابنتها فازدادت شهوته حرمت عليه امرأته وان نزع يده من ساعته كذا في الذخيرة ويشترط ان تكون المرأة مشتهاة كذا في التبيين وحد الشهوة في الرجل ان تنتشر آلته او تزداد انتشاراً ان كانت منتشرة كذا في التبيين وهو الصحيح كذا في جواهر الاخلاطي وبه يفتى كذا في الخلاصه هذا الحد اذا كان شاباً قادراً على الجماع فان كان شيخاً او عنيناً فحد الشهوة ان يتحرك قلبه بالاشتهاء ان لم يكن متحركاً قبل ذلك ويزداد الاشتهاء ان كان متحركاً كذا في المحيط لو اقر بحرمة المصاهرة يؤخذ به ويفرق بينهما . فتاوی عالمگیری جلد اول في بيان المحرمات بالصهريه ص ۲۷۵ ج ۱ وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة كذا في الدرص ۳۸ ج ۳. مولا داد مذکور کا اپنے اقرار بوجود شہوت کے علاوہ اس کا دوسرا فعل مذکور صاف دلالت کرتا ہے۔ وجود الشهوة

لیکن اگر زوج اس واقعہ کی تصدیق نہ کرے تو فقط اس کے باپ اور زوجہ کے اقرار سے حرمت نہیں آتی۔ بلکہ پھر مس یا تقبیل بالشہوۃ پر شہادت ضروری ہے۔ اس کی نظیر درمختار ص ۴۷ ج ۳ کی یہ عبارت ہے۔ وان ادعت الشهوة في التقبيل او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق الخ وفي رد المحتار (فهو مصدق) لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر۔ نیز اس کا ماخذ علامہ شامی کی وہ عبارت ہے۔ جس کو درمختار کے قول اس قول کے ماتحت میں تحریر کیا ہے۔ (وشرط العدالة في الديانات) اى المحضة دون احتراز عما اذا تضمنت زوال ملك كما اذا اخبر عدل ان الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة لانه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا باب الحظر والاباحة ص ۳۳۶ ج ۶۔ اگرچہ یہاں علامہ شامی نے مثال میں حرمت رضاع کو پیش کیا ہے۔ لیکن اس اصل کے تحت کہ بوجہ زوال ملک متعہ کے متضمن ہونے کے خبر عدل معتبر نہیں ہے۔ بلکہ باقاعدہ نصاب شہادت وعدالت ضروری ہے اور یہی وجہ حرمت مصاہرہ میں بھی موجود ہے۔ اس لیے یہاں بھی درصورت انکار زوج شہادت ضروری ہے۔ فقط عورت یا اس کے خسر کا قول واقرار موجب حرمت نہیں ہے۔ بلکہ زوج کو حلف دیا جائے۔ اگر نکول کرے تو تفریق کر دی جائے ورنہ نہیں۔ اس کے لیے شامی ۲۲۴ ج ۳ کی عبارت کتاب الرضاع سے ملاحظہ ہو۔ حرمۃ المصاہرۃ ورضاع میں ثبوت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ وان صدقها الرجل وكذبتها فسد النكاح والمهر بحاله وان بالعكس لا يفسد ولها ان تحلفه ويفرق ان نكل (تصديق) واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ

شرعی شہادت موجود نہ ہو تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمر سے کیا۔ ... ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ تقریباً سات سال بعد عمر فوت ہو گیا اور بعد کچھ مدت گذرنے پر زید نے اپنی لڑکی بیوہ کا نکاح اور اس کی بالغہ کا نکاح ایک اور آدمی کے ساتھ کیا اور لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے سابقہ لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت لڑکے کی عمر ایک سال کی تھی۔ اب لڑکی کی عمر اٹھارہ سال ہے اور لڑکے کی عمر دس سال ہے اور روایات جو ہمارے ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اس لڑکی کی والدہ کا نکاح ہوا اور اس لڑکی کا نکاح اس کے لڑکے کے ساتھ ہوا۔ اب

قصور ہے۔ اس میں یہ الزامات غلط ہیں۔ اب بھی یہ کہتا ہوں کہ میرے والد پر میری بیوی رحمت مائی نے جو
الزام لگائے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں اور میرا والد بے قصور ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

نشان انگوٹھا نور محمد مذکور

بیان شہادۃ جمعہ خان ولد غلام حسن شادیوالہ

کلمہ شہادت پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ میں اس رات بستی دائرہ میں ماموں صاحب فتح محمد کے ساتھ مہمان تھا۔ میرا سامان گھڑے وغیرہ ان کے گھر تھا۔ چنانچہ صبح سویرے فتح محمد نے پہلے مجھے جگایا پھر بہو رحمت مائی کو جگایا کہ آؤ لا کر جمعہ خان کو دے دو۔ چنانچہ رحمت مائی نے اندر سے آلالا کر مجھے دے دیا۔ فتح محمد اندر نہیں گیا۔ بلکہ نماز پڑھ رہا تھا۔ مسجد ساتھ ہی تھی۔ نماز ادا کر رہا تھا۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

نشان انگوٹھا

بیان مدعی علیہ فتح محمد فریق دوئم

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ تقریباً پونے دو سال ہوئے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکے نور محمد کی شادی مسماۃ رحمت مائی کے ساتھ کی ہے۔ شادی کے وقت بھی سب برادری ناراض اور برخلاف تھی۔ کئی سال سے ہماری برادری کے ساتھ میرے تعلقات بالکل خراب ہیں۔ چنانچہ شادی کے موقع پر بھی برادری کے کسی فرد نے سوائے مسماۃ رحمت مائی مذکورہ کے ماموں صاحب کے کسی نے شرکت نہیں کی۔ چنانچہ اسی عداوت کی بناء پر میری بہو رحمت مائی کو یہ سب کچھ پڑھایا گیا ہے۔ میری بہو رحمت مائی نے جو کچھ الزام میرے اوپر لگائے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ حقیقت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ سب میرے مخالفین نے اس کو سمجھایا ہے اور ورغلایا ہے۔ کیونکہ میرے لڑکے نور محمد اور زوجہ مسماۃ رحمت مائی کا آپس میں لگاؤ اور نبھاؤ اچھا نہیں تھا۔ اسی وجہ سے میری بہو رحمت مائی نے یہ الزام لگائے ہیں تاکہ نکاح ٹوٹ جائے اور میں بری ہو جاؤں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

مدعی فتح محمد

بیان شہادۃ مولا داد ولد حاجی محمد سکنہ شادیوالہ

کلمہ شہادۃ پڑھ کر بیان دیتا ہوں کہ نور محمد جو کہ مسماۃ رحمت مائی کا خاوند ہے۔ شام کے وقت کھیت سے آرہا تھا۔ میں نے نور محمد سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ جو تیری زوجہ مذکورہ نے الزام تیرے باپ فتح محمد پر لگایا ہے کہ اس نے مجھے معانقہ کیا اور پستانوں سے پکڑا ہے اور منہ پر بوسہ دیا ہے تو نور محمد نے کہا کہ واقعی میری زوجہ

مسماۃ رحمت مائی سچ کہتی ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ میرا والد فتح محمد قصوروار ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ
دستخط: مولاداد

چنانچہ نور محمد مذکور سے دریافت کرنے پر نور محمد نے جواب دیا کہ مولاداد مذکور جھوٹ کہتا ہے میں نے اس کو کچھ نہیں کہا اور نور محمد مذکور نے جرح کی کہ ایک تو مولاداد مذکور رحمت مائی مدعیہ کا سگا بھائی ہے۔ اس وجہ سے اس کی شہادت نہ لی جائے۔ دیگر فتح محمد نے یہ جرح کی کہ مدعیہ رحمت مائی نے تو میرے خلاف الزام لگایا ہے۔ میرا لڑکا نور محمد تو بیان کے موجب اس وقت موجود بھی نہیں تھا۔ تو نور محمد میرے فعل پر کس طرح تصدیق وغیرہ کر سکتا ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

بیان شہادت غلام رسول ولد محمد حیات سکنہ شادیوالہ

اشہد میں بیان دیتا ہوں کہ ایک دن نور محمد ولد فتح محمد میری دوکان پر آیا اور کہا کہ میں نے اپنے سسر فتح محمد کے ساتھ معاملہ بگاڑا ہے۔ میرے ساتھ اس کی صلح کرا دو۔ میں نے نور محمد سے پوچھا کہ صلح تو کرا دیں گے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری زوجہ مسماۃ رحمت مائی نے تیرے والد فتح محمد پر الزام لگائے ہیں کہ مجھے گلکوی یعنی معانقہ کیا اور پستانوں سے پکڑا اور منہ پر بوسہ دیا۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ نور محمد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے ہی۔ تو کیا کہتا ہے۔ چنانچہ نور محمد نے کہا کہ میری ساس اور زوجہ رحمت مائی سچ، سچی سچ کہتی ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ

نور محمد مذکور سے دریافت کرنے پر نور محمد نے کہا کہ میں نے غلام رسول شاہد کو صرف یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ بلکہ میری زوجہ رحمت مائی جھوٹ کہتی ہے۔ رشید احمد عفی عنہ

فیصلہ شرعی

مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۶۹ء بروز بدھ وار میرے سامنے رحمت مائی مدعیہ فریق اول اور فتح محمد اور نور محمد مدعی علیہما فریق دوم پیش ہوئے اور مجھے (رشید احمد) کو بذریعہ تحریر بخوشی و رضامندی حکم شرعی مقرر کیا کہ ہمارے درمیان جو تنازعہ حرمت مصاہرہ کا ہے۔ اس کے متعلق جو فیصلہ شرعی بھی آپ صادر فرمائیں گے۔ ہمیں قبول ہوگا۔

چنانچہ مدعیہ رحمت مائی اور مدعی علیہما فتح محمد و نور محمد کے بیانات بھی حسب دستور شریعت سنے اور تحریر کرنے کے بعد شواہد مولاداد اور غلام رسول اور محمد خان کے بیانات بھی حسب دستور شریعت سنے اور قلمبند کیے۔ فریقین کی جرح و جواب جرح سب سنے اور تحریر کیے۔ چونکہ مولاداد اور غلام رسول کی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ

جب تک شوہر بیوی کی تصدیق نہ کرے یا شہادت موجود نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے بیٹے بکر کی بیوی کے ساتھ محنت مزدوری کرنے کے لیے گھر سے کچھ عرصہ باہر رہا۔ واپس آ کر بکر کی بیوی بھی خوشی سے گھر رہتی رہی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد جب وہ اپنے میکے چلی گئی تو بکر اپنی بیوی کو لینے گیا۔ مگر انھوں نے اپنی دختر دینے سے انکار کیا اور یہ الزام لگایا کہ زید نے دوران محنت و مزدوری کے دوران بکر کی بیوی کے ساتھ بری نیت کے ساتھ دست اندازی کی ہے۔ اس الزام کے لیے ان کے پاس کوئی گواہ اور کوئی ثبوت نہیں ہے۔ جبکہ بکر کو بھی باپ پر پورا اعتماد ہے۔ کیونکہ بکر کی بیوی نے محنت مزدوری سے واپس آ کر بکر سے ایسی ویسی کوئی بات نہ کی۔ وہ لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ ہماری بچی کو طلاق ہو گئی ہے۔ اس لیے وہ شرع شریف میں آنے سے انکاری ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر بکر کی بیوی کے پاس زید کی بدفعلی پر دو ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں نہیں ہیں اور بکر بھی زوجہ کے قول کی تصدیق نہیں کرتا تو صرف بیوی کے اقرار سے یہ عورت اپنے خاوند بکر پر حرام نہیں ہوئی۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ قال فی العالمگیریة ص ۲۷۶ ج ۱ رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ . فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۸ھ

اپنے اقرار سے حرمت مصاہرت ثابت کرنے والا انکار نہیں کرسکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی امام بخش نے بموجودگی گواہان معتبر موضع خود کے حالت حجو بشری کے سامنے بیان دیے کہ مجھے میری بیوی مسماۃ زینب نے کہا ہے کہ تیرے باپ نے مجھے رات

کو بارادۂ بد (زنا) پکڑا ہے۔ لیکن میں نے سچ سچ آپ کو اس سے چھڑوا لیا۔ یہ بات سن کر میں اپنے والد کے پاس گیا تو اس نے اپنی پگڑی اتار کر میرے پاؤں پر رکھ دی اور کہا کہ مجھ سے یہ ناجائز حرکت ہو چکی ہے۔ یعنی تیری بیوی کو میں نے بارادۂ بد پکڑا ہے۔ مجھے معاف کر دو اور اب میرا باپ بوجہ خجالت گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ چونکہ مجھے اس وقت حادثہ کا پورا یقین ہو چکا ہے۔ لہٰذا میرے لیے شرعی حکم کیا ہے۔ بعد از سماعت بیان سائل مذکور عدالت شرعی نے بموجودگی دو گواہان مذکور و معتبر یہ فیصلہ دیا کہ جب تم کو حادثہ مذکورہ کا پورا یقین ہو چکا ہے تو تیرے حق میں تیری بیوی تا عقد الشرع بیٹھنے کے لیے حرام ہے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد سائل مذکور مسمی امام بخش اپنے بیانات سابقہ سے رجوع کرتا ہوا یہ بیان دیتا ہے کہ چونکہ میرا اپنے والد کے ساتھ وراثت اراضی پر اختلاف تھا تو قصداً میں نے اپنے باپ پر یہ الزام دیا تھا کہ میرے والد نے میری بیوی کو بارادۂ بد پکڑا ہے۔ اب جناب والا سے حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔ (۱) ثبوت حرمت مصاہرۃ کے لیے سائل مذکور کا اقرار بالیقین اس کے حق میں کافی ہے یا نہ۔ (۲) صورت مسئولہ میں سائل مذکور کا فیصلہ شرعی سننے اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اب اپنے بیانات سابقہ سے رجوع کرنے کا اعتبار ہے؟ اب اگر کوئی مولوی صاحب (بغرض دنیوی جس کے مولویان دیہات عادی ہیں) عدم مصاہرۃ کا فتویٰ دے تو عقد الشرع قابل عمل ہوگا؟ نیز ایسا مولوی عند اللہ ماخوذ ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی نور محمد بمعرفت حضرت مولانا علاؤ الدین فرزند مہتمم مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان

الجواب

صورت مسئولہ میں چونکہ زوج نے حرمت مصاہرۃ کا اقرار کیا اور اقرار کے ساتھ اس پر اصرار کیا۔ خط کشیدہ جملہ میں لفظ "پورا یقین ہو چکا ہے" اصرار پر دال ہے۔ اگرچہ اقرار بلا اصرار کے بعد رجوع دیانۃ صحیح ہے۔ كما قال في الدر المختار والشامي في بحث حرمة المصاهرة قيل له ما فعلت بام امرأتك فقال جامعتها تثبت الحرمة ولا يصدق انه كذب ولو هازلا (ولا يصدق انه كذب الخ) اي عند القاضي اما بينه وبين الله تعالى ان كان كاذبا فيما اقر لم تثبت الحرمة الخ. لیکن بعد الاصرار اس کا انکار صحیح نہیں ہوتا اور نہ اس سابق اقرار سے رجوع کر سکتا ہے۔ حرمت مصاہرۃ بعینہ حرمت رضاع کی ہے۔ ثبوتاً وخفاءً وزوالاً وجہلاً حرمت رضاع کے سلسلہ میں درمختار ۲۲۳ ج ۳ میں لکھا ہے۔ قال لزوجته هذه رضيعتي ثم رجع عن قوله صدق لان الرضاع مما يخفى فلا يمنع التناقض فيه ولو ثبت عليه بان قال بعده هو حق كما قلت (الى ان قال)

فرق بينهما الخ قال الشامي ص ۲۲۳ ج ۳ ان المراد بالثبات والدوام والاصرار واحتج بان المقر باخوة الرضاع ونحوها ان ثبت على اقراره لا يقبل رجوعه عنه والا قبل وبين الثبات عليه لا يحصل الا بالثبوت بان يشهد على نفسه بذلك او يقول هو حق او كما قلت او ما في معناه كقوله هو صدق او صواب او صحيح او لا شك فيه عندي الخ فتح القدير ص ۲۲۳ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ قبیل کتاب الطلاق میں ہے۔ قال لامرأته هذه امي من الرضاعة او اختي او بنتي من الرضاعة ثم رجع عن ذلك بان قال اخطأت او نسيت ان كان بعد ان ثبت على الاول بان قال بعده هو حق او كما قلت فرق بينهما ولا ينفعه جحوده بعد ذلك الخ (ثم قال بعده بقليل ص ۲۲۵ ج ۳) وذلك لان ثبوت النسب والرضاع مما يخفى على الانسان فالتناقض فيه مغتفر لا يمنع بخلاف ما اذا ثبت بعد التروي فيعتبر قبله ولا يعتبر بعده صورت مسئولہ میں اصرار و ثبات علی الاقرار واقع ہے۔ ثالث شرعی کے بعد اس کا انکار قطعاً غیر مقبول ہے۔ کما في الرضاع بلا فرق يسير بينهما ومن فرق فعليه البيان اس لیے عورت مذکورہ اس پر حرام ہوگئی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ صفر ۱۳۷۷ھ

سسر کا بہو کے پستان کو ہاتھ لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر باپ اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے پستان کھینچے اور لڑکا خود اس عمل کو دیکھے تو کیا شریعت محمدی میں اس کی معافی ہو سکتی ہے۔ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا سلوک کیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر باپ نے شہوت سے اپنے لڑکے کی بیوی کے پستان کو ہاتھ لگایا ہے تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے۔ اور دونوں میں کسی وقت بھی عقد نکاح درست نہیں ہے۔ اور شخص مذکور کے لڑکے پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو زبان سے طلاق دے کر علیحدہ کر دے۔ اس کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعاً مجاز ہو گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسر کے بہو سے ناجائز تعلقات ہوں تو بیٹے پر حرام ہو جائے گی، سوتیلی ماں سے ناجائز تعلق ہو تو باپ پر حرام ہو جائے گی، سوتیلی بہن سے بدکاری کے بعد بہن بھائی کی اولاد کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ (۱) ایک آدمی اپنی بہو یعنی اپنے بیٹے کی گھر والی سے ناجائز تعلق رکھ کر زنا بھی کرے اگر چہ اس پر شرعی چار گواہ نہیں ہیں لیکن لوگوں میں مشہور ہے اور اس کا لڑکا بھی کہتا ہے تو کیا اس کے لڑکے کا نکاح اپنی بیوی سے ختم ہو گیا یا قائم ہے۔ اگر ختم ہو گیا تو کیا کسی صورت میں وہ دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ (۲) ایک آدمی اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔ تو کیا اس کی وہ ماں اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۳) ایک آدمی اپنی سوتیلی بہن کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھتا ہے تو ان دونوں کی اولاد کا آپس میں رشتہ ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر عورت مذکورہ کا خاوند بھی اقرار کرتا ہے کہ میرے والد کے ناجائز تعلقات میری زوجہ سے ہیں تو یہ عورت اپنے خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہے دوبارہ زوجین میں کسی وقت پر عقد نکاح درست نہیں۔ اس لیے خاوند پر لازم ہے کہ عورت مذکورہ کو زبانی طلاق دے دے۔ اس کے بعد یہ عورت عدت گزارے۔ پھر اس کے لیے دوسری جگہ عقد نکاح درست ہوگا۔ (۲) یہ عورت بھی اپنے خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔ (۳) اس کی اولاد کا رشتہ عورت مذکورہ کی اولاد سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد شوہر خاموشی اختیار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی زوجہ کے ساتھ زنا کیا اور وہ شخص اور اس کی بہو اس چیز کے معترف بھی ہیں اور خاوند یہ کہتا ہے کہ میں نہ باپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ بیوی سے لاتعلق ہو سکتا ہوں اور بیوی نے اپنے خاوند کے سامنے بھی زنا کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن

خاوند صاف طور پر بذات خود اس واقعہ کی تصدیق یا تردید نہیں کرتا۔ بلکہ صرف اپنی مجبوری کی وجہ سے خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ آیا اس صورت میں عورت حرام اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر خاوند کو یقین ہے کہ اس کے باپ نے اس کی زوجہ سے بدفعلی کی ہے تو زوجہ اس پر حرام ہوگئی ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ زوجہ سے متارکت کرائے۔ یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ جب تک خاوند متارکت نہ کرے۔ یعنی اس کو الگ نہ کرے یا طلاق نہ دے۔ عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔

وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بان يصدقها و يقع في اكبر رايه صدقها وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاها او يغلب على ظنهما صدقها الخ (البحر الرائق في فصل المحرمات ص ١٧٧ ج ٣) وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة (الدر المختار على هامش تنوير الابصار فصل في المحرمات ص ٣٧ ج ٣)

جب شہادۃ معتبرہ موجود نہ ہو تو صرف خسر اور زوجہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ جب تک شوہر تصدیق نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر حرمت مصاہرت میں شک ہو اور شوہر نے طلاق بھی دی ہو تو عورت سے دوسرے نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے کی کوشش کی اور اس ارادے سے اس نے ہاتھ بھی ڈالا مگر اصل مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے لڑکے نے ایک مجلس میں کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ کیا یہ لڑکی اب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر شخص مذکور اپنے لڑکے کی بیوی کو ہاتھ لگا چکا ہو اور شہوت کے ساتھ بدون حائل

ایسی حرکت کر چکا ہو اور اس کی باقاعدہ شرعی شہادت موجود ہو یا اس لڑکا کا باپ کے اس فعل کا اقرار کرتا ہو تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی ہے اور اس کے بیٹے پر اپنی بیوی حرام ہو گئی ہے۔ لیکن دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے متارکت شرط ہے۔ تو چونکہ وہ ایک مجلس میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے۔ تو طلاق کے الفاظ متارکت شمار ہوں گے اور اس کے بعد عدت شرعیہ گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر حرمت مصاہرت ثابت نہ ہو سکے تو یہ الفاظ کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے ایک رجعی طلاق شمار ہوگی۔ بشرطیکہ عورت مدخول بہا ہو اور عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر غیر مدخول بہا ہے تو ایک طلاق سے بائنہ ہو گئی ہے۔ تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکیں گے۔ ویسے سب سے پہلے حرمت مصاہرت کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

ازراہ شفقت بہو کا بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بہو کو بوسہ دیا ہے اور کہتا ہے کہ ازراہ شفقت دیا ہے اور عورت جو اس کا سبب بیان کرتی ہے۔ حلفیہ اس سے مراد ہوتی ہے کہ بوسہ شہوۃ تھا۔ وہ کہتی ہے کہ سینہ پر ہاتھ رکھا اور بوسہ دیا۔ سینہ پر ہاتھ رکھنے سے قبل پشت کو دم رہا تھا۔ کیا اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا نہیں۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر بوسہ عورت کے منہ یا رخسار پر دیا ہے تو حرمت ثابت ہو گئی اور اس کا قول کہ مجھے شہوت نہیں تھی۔ معتبر نہ ہوگا۔ شامی نے رد المحتار ص ۳۶ ج ۳ باب المحرمات کتاب النکاح میں کہا ہے۔ لو مس او قبل وقال لم اشتہ صدق الا اذا کان المس بالفرج والتقبیل فی الفم اھ ورجحہ فی فتح القدیر والحق الحقہا الخد بالفم اکثر فقہاء کے نزدیک یہ قول مفتی بہ ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی سسر کی دست درازی کا اعتراف کرے کیا اس کے لیے شوہر کے پاس رہنا جائز ہے؟

﴿س﴾

حلیمہ کا دعویٰ ہے کہ خسر نے مجھے لمس کیا ہے اور سوائے دخول کے تمام دواعی زنا استعمال کیے ہیں۔ حتیٰ کہ بوس کنار بھی کرتا رہا ہے۔ لیکن اس پر بینہ نہیں ہیں۔ اگرچہ صحیح گواہ رشتہ داروں سے عورت نے سارا ماجرا بیان کر دیا ہے اور یہ صورت ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ پیش آتی رہی ہے۔ اب جبکہ حلیمہ نے تنگ آ کر یہ کہہ کر کچھ روز شوہر سے پوری طرح عتاب کر کے اپنے والد کے گھر آ گئی ہے اور چاہتی ہے کہ اگر الگ مکان میں میرا شوہر مجھے رکھے تو میں خوشی سے رہنے کے لیے تیار ہوں۔ کیا شرعاً حلیمہ کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

﴿ج﴾

حلیمہ اگر اپنے دعویٰ میں سچی ہے تو بلا شہادۃ کے بھی شوہر کے گھر نہیں جا سکتی اور شادی زن و شوہر رہ سکتے ہیں۔ اگر جبراً حلیمہ کو شوہر کے گھر بھیجا جائے تو حلیمہ کو شرعاً تمکین جائز نہیں۔ یعنی جہاں تک اس کا بس چلے شوہر کو دست درازی سے روکے رہے۔ شوہر کے ساتھ اختلاط و تمکین علی تقدیر کا اختیار نہیں رکھتی۔ هكذا يفهم من عبارة حيلة الناجزة في باب حرمة المصاهرة در مسئله دوم ص ۸۵

بشرطیکہ عورت اس بیان پر قائم رہے اگر وہ اس بیان سے انکار کر دے اور زوج بھی اس بیان کی تکذیب کرے تو اس صورت میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ رجب ۱۳۸۹ھ

سسر کا بہو کے ران کو دبانا اور یہ کہنا کہ یہ بد نیتی کی نیت سے نہیں ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنے بیٹے کی گھر والی یعنی بیوی کی ران کو زور سے دبایا پھر بعد میں اس کے ہاتھ کو زور سے دبایا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اس آدمی نے اپنے بیٹے کی بیوی کی قمیص اٹھا کر دیکھے پیٹ تک لے آیا اور وہ عورت حالت نیند میں تھی۔ پھر عورت بیدار ہو گئی۔ اب یہ عورت اس آدمی کے بیٹے کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں اور اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

کی جائے تو انسان مسلمان نہیں بنتا۔ جناب عالی عرض ہے مندرجہ ذیل مسئلہ پر واضح ہیں۔۔۔۔۔ ایک شخص ہے جس کی دو بہوئیں ہیں۔ اپنے دونوں لڑکوں کی عورتیں ہیں۔ ایک ماں تو خود اپنے بھائی کی لڑکی ہے یعنی بھتیجی ہے۔ دوسری اس شخص کی عورت کی بھتیجی ہے۔ یہ شخص دونوں کو ملتان لے گیا ہے۔ ملتان سے بوقت دیگر واپسی روانہ ہوا ہے۔ دوسری ٹکٹ کا ساتھ تھا۔ ان سے بھی پیچھے رہ کر اور تانگہ سوار ہو کر گھر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر اترا اور وہاں بھی چھپ گیا ۱۳ میل کا سفر طے کر کے وہ راستہ میں بیٹھ گیا اور دونوں بہوؤں کو بٹھا دیا ایک غیر آباد جگہ میں ڈیڑھ پہر رات کا گزرا تو اس نے ایک کو اٹھا کر بھا رہا کیا پھر دوسری سے جو کچھ کرنا تھا تمام رات کیا اور ۱۳ میل کا سفر پیدل ان کو دونوں بہوؤں سے پہلے گھر پہنچ گیا عورتیں دیر سے گئیں وہ پہنچیں تو تمام حال بیان کیا۔ جو بھتیجی تھی اسکا والد فوت ۳ سال سے ہوا تھا اور اس کی والدہ اس شخص کے گھر تھی۔ جب اس کو تصدیق ہوئی تو اس نے دوسری ماں کے والدین کو بلایا۔ جب وہ آ گئے تو موضع کے زمینداروں کو بتایا کہ تم اس بات کی تسلی کر دو ہم نے تسلی کر لی اور اس کو پکڑا لیکن یہ بڑی مشکل سے پکڑا پیچھے تو اس سے اصلیت معلوم کرتے رہے پھر وہ پیشاب کا بہانہ بنا کر نکل گیا۔ ۴ چار دن کے بعد ضلع مظفر گڑھ میں اس کا پتہ چلا جب وہاں پہنچے تو پھر بھی ہاتھ نہ آیا اس وقت وہ بھکر آس پاس پھرنے لگا ہے۔ اس کے پکڑنے کی کوشش بہت کر رہے ہیں۔ اس لیے مہربانی فرما کر شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے فتوی تحریر فرمائیں۔ مندرجہ ذیل گواہوں کی تصدیق زمیندار موضع بھوک وغیرہ۔ احمد بخش ولد گل محمد۔ اللہ داد وغیرہ بقلم خود۔ خان محمد ولد یار۔ غلام یسین قوم ... بقلم خود۔ اللہ دتہ ولد نور محمد بقلم خود۔ مٹھو ... بخش ولد غوث بخش بقلم خود۔ اللہ داد خان بلوچ بقلم خود۔

﴿ج﴾

قال في البحر الرائق وأراد بحرمة المصاهرة المحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا (البحر الرائق ص ۱۰۷ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور) اس سے معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا صورت میں دونوں عورتیں زانی کے لڑکوں پر حرام ہو گئیں۔ ایسے ان عورتوں کی ماں زانی پر حرام ہو گئی۔ لیکن فقط عورت کے کہنے سے حرمت ثابت نہیں ہو گی۔ جب تک لڑکوں کا باپ اس کا اقرار نہ کرے یا دو کی شہادت سے ثابت نہ کیا جائے۔ البتہ اگر خود لڑکوں کا ظن غالب بھی زنا کے وقوع کا ہو تو ان کو لازم ہے کہ عورتوں سے الگ رہیں۔ یہ حرمت ابدی ہے۔ اگر حرمت کا ثبوت ہو جائے تو کوئی صورت مدۃ العمر حلال ہونے کی نہیں البتہ عورتیں دوسری

(فقال) لزوجته (هذه رضيعتي ثم رجع) عن قوله (صدق) لان الرضاع مما يخفى فلا يمنع التناقض فيه ولو ثبت عليه بان قال بعده (هو حق كما قلت (الى ان قال) فرق بينهما وفي الردالمحتار ص ۴۴۳ ج ۳ قلت ووجه ذلك ان الرضاع لما كان مما يخفى لانه لا يعلمه الا بالسماع من غيره لم يمنع التناقض فيه لاحتمال انه لما اقر به بناء على ما اخبره به غيره تبين له كذبه فرجع عن اقراره ولا فرق في ذلك بين كونه اقر مرة او اكثر بخلاف ما اذا شهد على اقراره او قال هو حق او نحوه فانه يدل على علمه بصدق المخبر وانه جازم به فلا يقبل رجوعه بعده اه. وفي الهندية ص ۲۷۶ ج ۱ رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ. وفي ص ۳۳ ج ۳ وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسئلة ابنته لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابي يوسف ما يفيد ذلك اه. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱/ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسر کے ساتھ خالی کوٹھری میں تنہائی سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص رات کے وقت ایک اکیلی کوٹھڑی میں کھڑا ہے۔ تو فوراً تین اور شخص اسی وقت آ گئے۔ انھوں نے اس کو پکڑ لیا اور سرزنش وغیرہ کی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ لڑکی جس کو ساتھ لے کر اکیلا کوٹھڑی میں لیے کھڑا ہے ۔ ۔ ۔ لڑکے کے نکاح میں باقی ہے۔ مزید لڑکی نے بیان کیا کہ میرے خاوند کے باپ نے میرے ساتھ ہمبستری ۔ ۔ ۔ ۔ کی ہے۔ مگر اس بات پر شواہد بذریعہ حلفیہ بیان نہیں دیئے کہ ہم نے وقوعی معاملہ نہیں دیکھا۔ ہم اس بات کی قسم نہیں اٹھاتے اور لڑکے کے باپ نے سر پہ قرآن اٹھا کر خانہ خدا میں کھڑے ہو کر کہا کہ میرے بیٹے کی بیوی سے غیر شرعی تعلقات بالکل نہیں ہیں۔

﴿ج﴾

اگر خاوند ان تعلقات کا منکر ہے تو محض صرف لڑکی کے ساتھ ایک کمرہ میں دیکھے (جیسے ان سے کسی قسم کا فعل انھوں نے نہیں کیا) یا صرف لڑکی کے اقرار کرنے سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی۔ حرمت مصاہرۃ کے ثبوت کے لیے پوری تام (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی) ضروری ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کا نکاح خاوند مذکور کے ساتھ باقی ہے۔ كما في العالمگيرية ص ٢٧٦ ج ١ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة الخ . واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ شعبان ۱۳۹۶ھ

اگر دونوں بہوؤں سے سسر کا برا فعل ثابت ہو جائے تو دونوں حرام ہو جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے دو لڑکے ہیں۔ دونوں شادی شدہ ہیں۔ شخص مذکور مسمی ولی داد ولد محمد قوم ماتی سکنہ چک نمبر ۱۸۱۴ تحصیل ملتان نے اپنی دونوں بہوؤں کو جو اس کے لڑکوں کی مستورات ہیں۔ زنا کیا ہے (یعنی ولی داد مذکور نے اپنی دونوں بہوؤں کے ساتھ زنا کیا ہے) جس کا مکمل ثبوت برائے احکام شرع محمدی معہ گواہان معتبرین موجود ہے۔ آیا دونوں بہوؤں کا نکاح اس کے پسران کے ساتھ رہا یا نہ اور شخص ولی داد مذکور کیسی سزا کا مستوجب ہے۔ تفصیلاً ارشاد تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر دو گواہ عادل دیندار مسلمان مذکورہ بالا واقعہ کی شہادت دے کر اس کو ثابت کر دیں تو ولی محمد کے لڑکوں پر ان کی زوجہ حرام ہو گئیں اور پھر مدت العمر ان کے لیے حلال نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اس وقت تک دوسرے شخص سے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوگا جب تک وہ لڑکے اپنی عورتوں کو چھوڑنے کے الفاظ کہہ کر چھوڑ نہ دیں یا قاضی (جج مسلم) سے تنسیخ نکاح نہ کرائیں۔ اگر واقعہ صحیح ہے تو ولی محمد مذکور سخت فاجر ہے لوگوں کو ایسے شخص سے نفرت کرنی چاہیے اور مناسب تعزیر دی جائے اصل سزا شرعی تو قانون اسلام کے نافذ ہونے کے بعد ہی مل سکے گی جو کہ بدقسمتی سے جاری نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

آخر کار جب قریب صبح ہونے کو تھی تو اندھیرے میں غور کرتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے لڑکے کی بیوی سے لگا۔ تو لڑکی اور غلام حیدر کی بیوی نے شور مچایا کہ یہ فعل کیا بنا۔ یہ اٹھا تھا اور ان عورتوں نے تلاش سے چارپائی پکڑ لیا تو اس نے کہا کہ اس کے لڑکے کی بیوی کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور اس کا لڑکا یعنی غلام حیدر کا لڑکا جعفر خان وہ کہتا ہے کہ میرا باپ ایسا نہیں اور وہ قصداً اس غرض سے نہیں اٹھا کہ وہ میری بیوی کو غلط خیال سے ہاتھ لگائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر جعفر خان اپنے باپ غلام حیدر کو اس فعل سے بری سمجھتا ہے اور اپنی بیوی کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتا تو صرف عورت کے کہنے سے یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ بلکہ اگر غلام حیدر بھی تصدیق کرے پھر بھی یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی۔ جب تک شوہر خود تصدیق نہ کرے۔ یا اس کی بیوی شہادت پیش نہ کرے۔ قال فی الهندیة ص ۲۷۶ ج ۱: رجل قبل امرأة ابيه بشهوة او قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكرهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدقه الزوج وقعت الفرقة قال فی الشامية ص ۳۳ ج ۳ وعلى هذا ينبغي ان يقال في مسه اياها لا تحرم على ابيه وابنه الا ان يصدقاه او يغلب على ظنهما صدقه ثم رأيت عن ابي يوسف ما يفيد ذلك۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

درج ذیل صورتوں میں حرمت بغیر شرعی شہادت کے ثابت تو نہ ہوگی لیکن لڑکی کو الگ ہو جانا چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی ہے لڑکی کا سسر اپنی بہو سے زنا وہ بدکاری کی کوشش کرتا رہا لیکن ایک دن اس کی بہو چارپائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ سسر نے اپنی بہو پر حملہ کیا۔ مگر لڑکی نے اپنی حفاظت کے لیے شور کیا۔ سسر اپنی بہو سے پیار لیتا رہا اور ہاتھ لگاتے رہے۔ لڑکی کی چھاتی پر ہاتھ پھیرتا گیا۔ آخر کار لڑکی نے اپنی عزت بچائی۔ لڑکی نے اپنے خاوند کو سارا کہا کہ میرے سسر نے مجھ پر حملہ کیا۔ اس نے غور نہیں کیا۔ پھر سے خاوند نے لڑکی کو کہا کہ تم جھوٹ بولتی ہو۔ میرا باپ ایسا نہیں ہے۔ پھر وہ ایک ہفتہ تک سسر نے کوشش کی لیکن وہ لڑکی پھر محفوظ رہی۔ اپنی عزت بچائی۔ اس نے اپنے خاوند کو کہا۔ خاوند نے پھر غور نہیں

اگر بیٹی سے زیادتی شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو بیوی شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے لڑکے کی شادی بکر کی لڑکی کے ساتھ ہوئی۔ بیوی کے گھر آنے پر معلوم ہوا کہ بیوی ناجائز حاملہ ہے۔ لڑکی سے معلومات لڑکی والوں نے کی۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ ناجائز حمل کس کا ہے تو لڑکی نے اپنے باپ کا نام لیا اور کہا کہ میرے ساتھ ناجائز تعلقات میرے باپ کے تھے اور اس نے میرے ساتھ ظلم کیا۔ اس پر لڑکے والوں نے اس کے باپ کو بلا کر اس کو فحش فضیحت کیا اور اس لڑکی کو بکر کے ساتھ بھیج دیا۔ بعد میں یہ خبر عام ہوئی کہ بکر خود اپنی لڑکی کا زانی ہے۔ تب برادری کی پنچایت قائم ہوئی۔ جس میں بکر لڑکی نے اپنا بیان بدل کر غیر کی جانب رجوع کیا اور اسی طرح اس کے باپ نے بھی اس حمل کو غیر کا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی چھوٹی لڑکی نے پنچایت میں شہادت میں اپنے باپ ہی کے متعلق بتایا کہ اس لڑکی سے ہمارے باپ کا تعلق رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پنچوں کو اور بھی کچھ معلومات ہوئیں۔ فریق ثانی بکر ہی اس فعل کا مرتکب رہا ہے۔ اس پر اس کا برادری نے بائیکاٹ کر دیا اور لڑکی اس کے شوہر کو دے دی اور یہ کہہ دیا گیا کہ تاوقتیکہ اس کا بچہ پیدا نہ ہو اس سے جماع نہ کیا جائے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد لڑکے نے طلاق دے دی۔ بعد ازاں لڑکی نے چند معزز مردوں اور کچھ عورتوں کے سامنے اقرار کیا کہ میرے باپ ہی سے پانچ چھ سال تعلقات رہے اور انہی نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس قسم کی تحریر لڑکی نے لکھ کر بھی دی ہے۔ جو قابل غور ہے۔ وہ تحریر بھی پیش خدمت ہے۔ اب بکر نے اپنے کیس کی نظر ثانی کے لیے درخواست دی ہے۔ اس لیے پنچ صاحبان و شہر طالبان آپ سے رجوع کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے نزدیک کیا حکم ہے۔ (۱) آیا مذکور بکر مجرم ہے یا نہیں۔ (۲) بکر کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا نہیں۔ (۳) اس شخص سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

جواب

اگر یہ بات دو دیندار گواہوں یا بکر کے اقرار سے ثابت ہو چکی ہے کہ شخص مذکور نے اپنی دختر سے ناجائز مراسم ہیں تو شخص مذکور پر اس کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی۔ دوبارہ کسی وقت بھی ان کے مابین عقد نکاح درست نہیں ہو گا۔ شخص مذکور پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے۔ اگر علیحدہ نہیں کرے گا تو دیگر اہل اسلام کو اس سے بائیکاٹ کرنا درست ہو گا۔

نیز یہ بات بھی واضح ہو کہ اگر اس واقعہ پر دو عینی گواہ موجود نہیں ہیں اور خود زید بھی اس کا اقرار نہیں کرتا تو اس پر محض اس کی لڑکی کے بیان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے ساتھ نکاح کا فسخ درست ہوگا۔ اس لیے خوب تحقیق کی جائے۔ پنچایت تحقیق کے بعد نکاح کا فیصلہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

شوہر نے اگر بچی سے زیادتی کی ہو تو اس عورت کے لیے شوہر سے جدا ہونا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی حقیقی لڑکی کے ساتھ تین مرتبہ بدفعلی کی ہے اور یہ لڑکی بالغہ ہے اور اپنے منہ سے اقرار کرتی ہے۔ زید کی منکوحہ بھی فاحشہ علامات سے خبر دیتی ہے۔ زید کا لڑکا تخمیناً قریب بلوغت کے ہے۔ وہ بھی چھیڑ چھاڑ کرنے کی تصدیق کرتا ہے اور زید کے والدین نے اپنی برادری کے چند معتبروں کو جمع کیا ہے تو انہوں نے بھی تحقیق کر کے تصدیق کی ہے کہ معاملہ صحیح ہے۔ اس وقت زید کی حقیقی تین لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، ایک زیر دودھ ہے۔ اب اس وقت زید کی عورت اپنے بال بچوں سمیت اس برے فعل سے دل برداشتہ ہو کر اپنے میکے کوچ کر گئی ہے۔ گویا ثابت ہو کہ عورت اور لڑکی دونوں اب گھر جانے کے لیے ہرگز رضامند نہیں ہیں۔ اب شرع شریف میں عورت اور اس لڑکی اور دوسرے بال بچوں کے لیے کیا حکم ہے۔

نوٹ۔ اگر باقی بال بچے وہاں چلے جائیں تو پھر بھی خطرہ ہے۔ کیونکہ ان بچوں کا دادا ان کے والد کی حمایت میں ہے۔ لہٰذا ان بچوں کا سرپرست کون ہونا چاہیے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں اگر عورت خود زید کو اپنی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے یا شہوت کے ساتھ مس کرتے ہوئے دیکھ چکی ہے تب تو اس کو اپنے شوہر کے ساتھ آباد ہونا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ اب اگر حاکم مسلمان یا حکم (جو ثالث شرعی ہو) کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو۔ اس معاملہ کا ثبوت پہنچ جائے۔ یعنی خواہ زید خود اقرار کرے یا اپنی لڑکی سے بدفعلی کرنے یا شہوت سے مس کرنے پر دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دے دیں اور حاکم کو اطمینان ہو جائے تب تو وہ نکاح کے فسخ ہو جانے کا حکم صادر کرے گا اور تب عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر زید خود اقرار نہ کرے نہ ہی شہادت ہوں تب عورت د

اور کسی طریقہ سے تفصیل سے نہیں اور اس صورت کے بعد جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ثابت النسب ہے اور ان کی آخرت
سدھارنے کے لیے توبہ کیا جائے۔ (فقط واللہ اعلم)

الجواب

شخص مذکور حامد (ب) نے جب لڑکی (د) کو اپنی بیوی کا شبہ کرتے ہوئے ہاتھ لگایا تو اس وقت سے (د) کی والدہ (ت) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے (ب) پر حرام ہو گئی۔ دوبارہ نکاح کی کوئی صورت شرعاً نہیں ہے۔ فوراً (ب اور ت) میں تفریق کی جائے اور گناہ کبیرہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرے۔ ومن زنى بامرأة حرمت عليه امها وبنتها ومن مسته امرأة بشهوة حرمت عليه امها وابنتها (هداية مع فتح القدير ص ۱۲۲ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رجب ۱۳۹۵ھ

کیا ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ مسماۃ زبیدہ نے خدا بخش سے نکاح کیا۔ جس سے ۳ لڑکیاں اور ۳ لڑکے ہوئے۔ خدا بخش فوت ہوا۔ اس کے بعد مائی زبیدہ نے پہلوان سے نکاح کیا۔ جس سے ۲ لڑکیاں اور ۲ لڑکے ہوئے۔ پھر اس کے بعد پہلوان نے خدا بخش مرحوم کی لڑکی سے ناجائز تعلقات بنائے۔ جس کو آدمیوں نے موقع پر دیکھا۔ دونوں نے اس کو برا بھلا کہا تو اس نے اپنی لڑکی سے بھی ناجائز تعلق کیا۔ پہلوان اپنی عورت کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا اور اب وہ پھر مائی زبیدہ کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے تو کیا مائی زبیدہ کا نکاح پہلوان سے باقی ہے یا ختم ہو چکا ہے؟

الجواب

ثبوت حرمت مصاہرت کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے حرمت کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند منکر ہے اور وہ معتمد علیہ گواہ موجود نہیں تو حرمت مصاہرت کے ثبوت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شوال ۱۳۹۹ھ

سوتیلی بیٹی سے بدفعلی کرنے کی وجہ سے اُس کی ماں سوتیلے باپ پر حرام ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ اس بیوہ عورت کے ساتھ ایک لڑکی پہلے خاوند سے جس کی عمر اس وقت تین سال کی تھی آئی۔ لڑکی مذکورہ کی پرورش سوبودہ سوتیلے باپ نے سن بلوغت تک کی ہے۔ اسی سوتیلے باپ نے لڑکی مذکورہ کے ساتھ بعد از بلوغت زنا کیا ہے۔ تو اس صورت میں لڑکی، اس کی ماں اور سوتیلے باپ سے متعلق کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اگر اس کا شرعی ثبوت ہو جائے کہ زید نے اپنی منکوحہ کی لڑکی سے بدفعلی کی ہے تو اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے زید پر حرام ہوئی۔ زید پر لازم ہے کہ اپنی بیوی سے متارکت کر دے۔ یعنی زبان سے کہے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔ متارکت کے بعد دوسری جگہ اس کا نکاح جائز ہے۔ باقی لڑکی کا کفو میں نکاح کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شوال ۱۳۹۹ھ

محض بیوی یا سالے کے شک کرنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی لڑکی جوان ہوئی۔ زید نے شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ زید کی بیوی اور پسر نے اپنی رضامندی سے رشتہ شروع کیا۔ زید نے اپنے خیال پر شروع کیا۔ زید کی منشاء اپنے خود کی دختر کی رشتہ داروں میں دینے کی تھی۔ زید کی بیوی اور پسر کا ارادہ اور رشتہ داروں میں تھا۔ جس کی وجہ سے بیوی نے اپنے بھائی کے پاس جا کر امداد لی تھی۔ اس کے بھائی اپنی ہمشیرہ یعنی زید کی بیوی کو اور زید کے پسر کو اور لڑکی جوان کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ مگر جس وقت زید کو پتہ چلا تو زید اپنی بیوی کے بھائی کے پاس گیا اور کہا تو نے میرے ساتھ زیادتی کیوں کی ہے۔ بیوی کا بھائی جو کہ زید کا سالا تھا اس نے زید کو جواب دیا کہ میری ہمشیرہ اور میرے بھائی نے مجھ کو کہا ہے کہ زید اپنی جوان دختر کے ساتھ ہم بستر ہوتا ہے اس واسطے تم نے از روئے شریعت بہت ظلم کیا ہے اور تم پر یہ عورت بھی حرام ہو چکی ہے۔ مگر زید نے ایک آدمی اپنے ہمراہ لے کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ یہ الزام جو کہ تم نے اپنے خاوند پر لگایا ہے صحیح ہے یا غلط۔ زید کی بیوی نے جواب دیا اور پسر نے بھی

کہ ہم مشکوک ہیں اور بہتہ شک ہے مگر ہم نے چشم دید واقعہ نہیں دیکھا۔ زید کے ہمراہ جو آدمی تھا اس نے تین چار بار تسلی سے پوچھا مگر زید کی بیوی نے اسی طرح بیان دیا کہ ہمیں شک پختہ ہے مگر چشم دید سے نہیں دیکھا اور میں نے زید کی بیوی اور پسر کو کہا کہ حلفیہ بیان دو مگر انھوں نے حلفیہ بیان دینے سے انکار کر دیا۔ بینوا توجروا
گواہ میاں عبداللہ کھوکھر۔ میاں محمد نواز کھوکھر

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جب تک زید خود اپنی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرنے کا اقرار نہ کر لے یا دو مرد عادل یا ایک مرد عادل اور دو عادل عورتیں اس بدفعلی کی غیر مشکوک شہادت نہ دیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی اور زید پر اپنی بیوی کے حرام ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ

غلط فہمی میں جوان بیٹی کو ہاتھ لگانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتا ہے لیکن بھول کر اپنی بیٹی پر ہاتھ رکھ دیتا ہے اور بیٹی قریب البلوغت ہے۔ اس واقعہ کے متعلق قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ کیا اس کے نکاح میں فرق ہوا یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

اگر لڑکی قریب البلوغ اور مشتہاۃ ہے تو اگر شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا ہے تو اب اس شخص کی منکوحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے۔ واذا کانت المرأۃ مع ابنۃ مشتھاۃ لھا فی فراش فمد الرجل یدہ الی امرأتہ لیجرھا الی فراشہ لیجامعھا فاصابت ید الرجل ابنۃ المرأۃ فقرصھا باصبعہ علی ظن انھا امرأتہ فان وقعت یدہ علی الابنۃ وھو یشتھی بھا حرمت علیہ امرأتہ وان کان یظن انھا امرأتہ لوجود المس عن شھوۃ (فتاوی قاضیخان ص ۳۶۲ ج ۱ مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

درج ذیل تینوں صورتوں میں حرمت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے خالدہ سے نکاح کیا جو کہ بیوہ تھی اور اس کی ایک لڑکی ناصرہ سے زنا کیا اور زنا کے بعد پھر اپنی خالدہ کو تین طلاقیں دے دیں۔ اب زید کے لیے کوئی ایسی صورت ہے کہ دوبارہ اپنی بیوی خالدہ سے نکاح کر سکے۔

(۲) زید مذکور طلاق ثلاثہ کے بعد پھر اپنی بیوی خالدہ کے ساتھ ازدواجی تعلقات رکھتا ہے اور وہ اپنی اس بیوی خالدہ مطلقہ کو کسی حالت میں بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ اب اس کے ساتھ برادری والے اور دیگر لوگ کیا سلوک کریں گے۔ جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی زید نے اپنی بیوی کی لڑکی سے بدفعلی کی ہے تو اس سے زید کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی اور دوبارہ نکاح کرنا کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ حرمت مصاہرۃ ثابت ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ قال فی الهداية ومن زنى بامرأة حرمت عليه امها وابنتها (وكذا بمسه امرأة بشهوة الخ (هداية مع فتح القدير ص ۲۲۹ ج ۳)

پس زید پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو اپنے آپ سے جدا کر لے اور اگر وہ اس عورت کو چھوڑنے پر تیار نہیں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ تائب ہو کر اس عورت کو اپنے آپ سے جدا کر دے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کبھی تم کو نجات نہ ہو گی۔ جب تک اپنی قوم کو مجبور نہ کرو گے۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد کما فی المشکوٰۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

[illegible]

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوان بیٹی کو شہوت سے ہاتھ لگانے کے بعد کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بہشتی زیور جلد اول حصہ چہارم ص ۱۲۸ اور ص ۹۹ کتب خانہ امدادیہ دیوبند انڈیا میں لکھا ہے کہ رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔ اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے۔ جناب قابل احترام مفتی صاحب آپ کی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ حرام ہونے کی کوئی صورت ہے جبکہ غلطی سے ہاتھ پڑ گیا ہو۔ جواب قرآن و حدیث شریف اور فقہ حنفی (فقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) سے مفصل بیان فرمایا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اپنی لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگانے کی وجہ سے اپنی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور گناہ صرف غلط تحقیق کا ہوا زیادہ نہیں ہوا۔ لیکن زوجہ حرام ہو گئی۔ اس کا حرام ہونا کسی قصور کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ جب سبب پایا جاتا ہے۔ مسبب پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص بھولے سے زہر کھائے گناہ تو نہیں مگر مر تو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

بیوہ بھاوج سے نکاح کرنے کے بعد اگر اس کی لڑکی سے بدفعلی کا مرتکب ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نبی بخش نامی نے اپنے متوفی برادر حقیقی کی بیوہ سے عقد نکاح شرعی کیا۔ اس کے متوفی برادر کے نطفہ سے ایک لڑکی مسماۃ زینب جو کہ اس کی بھتیجی حقیقی اور اس کی منکوحہ کے بطن سے ہے۔ رمضان المبارک میں اس لڑکی زینب سے ناجائز فعل کیا۔ جو کہ لڑکی نے بسبب شرمندگی چند روز بعد اپنی والدہ اور چند اور عورتوں کو بیان کیا۔ اس قصہ کو مدنظر رکھتے ہوئے منکوحہ نبی بخش کو اس کا برادر اپنے گھر لے گیا اور لڑکی زینب کے بیانات ناجائز فعل کے دو معززین کے سامنے کرائے۔ بلکہ اس کی بہن منکوحہ نبی

بخش نے بھی بیان کیا کہ ایک رات میں نے خود اپنی لڑکی زینب کے ساتھ اپنے خاوند نبی بخش کو سوتے ہوئے دیکھا اور اپنے خاوند کو ملامت کی اور یہ واقعہ باعث شرمندگی اوروں کے سامنے نہ کیا۔ آخر کار لڑکی زینب نے یہ تمام واقعہ اپنی زبانی روبرو گواہان دو معتبر اور چند عورتوں کو بیان کیا۔ عینی شہادت موجود نہیں ہے البتہ لڑکی اور اس کی والدہ کے بیانات مذکورہ موجود ہیں لیکن موجودہ وقت لڑکی نبی بخش کے برادر حقیقی کی منکوحہ ہے کے گھر زیر حراست ہے اور اس واقعہ کی منکر ہے اور برادری نبی بخش پر زور دے رہی ہے کہ تو رو سے شریعت محمدی اور احکام خداوندی تیری منکوحہ تجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ لہذا تو تو فوراً طلاق کر دے۔ کیا برادری حق بجانب ہے یا نہیں۔ تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان فرمائیں۔

(نوٹ) حالات مذکورہ کے تحت اگر شریعت حرمت مصاہرۃ کی حد نہ لگائے تو برادری منکوحہ نبی بخش واپس نبی بخش کو کر دے۔ یہ حوالہ ضرور بیان فرمائیں اور طلاق قانونی پر زور دے رہی ہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر نبی بخش کی بیوی خود اپنی آنکھوں سے نبی بخش کو اس کی لڑکی سے بدفعلی کرتے دیکھ چکی ہے یا شہوت کے ساتھ مس کرتے ہوئے یا بوسہ وغیرہ لیتے ہوئے دیکھ چکی ہے تب تو شرعاً اس پر لازم ہے کہ وہ خاوند سے ازدواجی تعلقات منقطع رکھے اور اگر صرف ایک جگہ سوتے ہوئے دیکھ چکی ہے بدفعلی کرتے ہوئے یا بوسہ لیتے ہوئے یا مس بالشہوۃ کرتے ہوئے نہیں دیکھ چکی ہے تب حرمت ثابت نہیں ہوتی اور لڑکی کے کہنے سے اس کی ماں کو اعتبار آ گیا تب احتیاطاً اس میں ہے کہ اپنے خاوند سے اجتناب رکھے لیکن اس کے ذمہ لازم نہیں ہے اور اگر شہادت بھی موجود نہ ہو خود یہ عورت بھی حالت خاص میں نہ دیکھ چکی ہو تب حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کا آباد ہونا نبی بخش کے ساتھ جائز ہے۔ اگرچہ وہ لڑکی اب بھی کہتی رہے۔ لیکن جس صورت میں حرمت ثابت ہے اور عینی شہادت نہیں ہے۔ اس صورت میں مرد اگر حرمت مصاہرت کا انکاری ہے تو ایسی صورت میں عورت کو اس کے ساتھ آباد ہونا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی نکاح نبی بخش سے طلاق لیے بغیر نہیں کر سکتی۔ کما قال فی العالمگیریۃ ص ۳۴۷ ج ۱ ولو شهد رجلان عدلان او رجل وامرأتان بعد النكاح عندها لا يسعها المقام مع الزوج لان هذه شهادة لو قامت عند القاضي يثبت الرضاع فكذا اذا قامت عندها كذا في فتاوى قاضيخان وان كان المخبر واحداً ووقع في قلبه انه صادق فالاولى ان يتنزه ويأخذ بالثقة وجد الاخبار قبل العقد او بعده ولا يجب عليه ذلك كذا في المحيط. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ

بتایا۔ میری زوجہ مسماۃ اللہ جوائی مذکورہ کے چچا مشتاق محمد خان نے کہا کہ رشتہ مجھے دے دو۔ ہم الزام مذکور کو نہ چھیڑیں گے۔ بالکل چپ کر جائیں گے۔ (پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کو متعدد مذکور نے درست تسلیم کیا)

(۱) مذکورہ بالا بیانات کے تحت اللہ دتہ ملزم مذکور پر اس کی منکوحہ حرام ہو جائے گی یا کہ نہ۔

(۲) مسماۃ گلاں مذکورہ حرمت مصاہرۃ کے سبب سے اللہ دتہ ملزم مذکور کے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے یا کہ نہیں؟

(۳) مدعیہ وشاہدہ صرف ایک عورت اللہ جوائی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مرد یا عورت گواہ نہیں ہے۔ کیا اس کے بیان جو کہ ورق ہذا کے اوپر میں ہے۔ قابل قبول ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

قال فی التنویر ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان مالا او غیرہ کنکاح وطلاق ووکالۃ ووصیۃ واستهلال صبی ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار ص ۴۶۶ ج ۵) اس فقہی جزئیہ سے معلوم ہوا کہ ثبوت حرمت مصاہرۃ کے لیے حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں) ضروری ہے۔ اس عورت کی شہادت کافی نہیں ہے۔ اس لیے صورت مسئولہ میں حرمت مصاہرۃ قضاءً ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ صاحب واقعہ سے اگر ایسا فعل ہوا ہے تو دیانۃً حرمت مصاہرۃ ثابت ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ رجب ۱۳۹۵ھ

لیکن اگر ایسا فعل ہوا ہے اور دیانۃً حرمت مصاہرۃ ثابت ہوئی تو اللہ دتہ مذکور کی بیوی بھی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس لڑکی کا نکاح اللہ دتہ مذکور کے لڑکے کے ساتھ صحیح نہ ہوگا۔ حرمت مصاہرۃ میں زانی کے اصول و فروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول و فروع زانی پر حرام ہو جاتے ہیں۔ بہر حال قضاءً حرمت کا ثبوت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں حرمت قضاءً ثابت نہ ہوئی

﴿س﴾

زید کی منکوحہ ہندہ کی پہلے شوہر سے ایک لڑکی حمیدہ تھی۔ ہندہ کو اپنے شوہر زید پر حمیدہ سے ناجائز تعلق کا شبہ تھا۔ ایک روز ہندہ نے علانیہ لوگوں میں بیان کیا کہ میں نے زید اور حمیدہ کو تنہا کمرے میں بایں حالت دیکھا کہ حمیدہ اور زید دونوں کمرے سے نیچے ننگے کھڑے تھے اور زید نے حمیدہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ہندہ کے بیان پر شوہر

میں کافی مذاکرات ہونے لگے۔ آخر کار زید سے ہندہ کو مطلقہ کرا کے اس تنازع کو ختم کیا گیا۔ چند سال کے عرصہ
کے بعد اب زید پھر ہندہ سے نکاح کرنے کا متمنی ہے اور ہندہ بھی رضامند ہے۔ اندریں حال کیا ہندہ کو اپنے اس
سابقہ بیان کی وجہ سے زید سے نکاح کرنے سے شرعاً روکا جا سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے صرف عورت کا قول حجت شرعی نہیں اور نہ اس سے حرمت آ سکتی ہے۔
بلکہ اس کے لیے باقاعدہ شہادت عدلین ضروری ہے۔ كما فى الرضاع لوحدة العلة فيهما وهو
زوال حق العبد وهو حل التمتع بها. كما فى رد المحتار للشامي تحت قول الدر فى
الحظر والاباحة ص ۳۳۲ ج ۶ (وشرط العدالة فى الديانات) اى المحضة دون احتراز
عما اذا تضمنت زوال ملك كما اذا اخبر عدل ان الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا
تثبت الحرمة لانه يتضمن زوال ملك المتعة فيشترط العدد والعدالة جميعا الخ۔ اور
رضاع میں تمام فقہاء نے شہادت کو ضروری قرار دیا ہے۔ فارجع الى كتب الفقه۔ اس لیے صورت مسئولہ
میں حرمت مصاہرت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اب اگر عورت مذکورہ نے سابقہ اقرار حرمت مصاہرت یا اس واقعہ
مذکورہ میں اپنی تکذیب کر کے اس اقرار سے رجوع کر لیا ہے تو اس صورت میں دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔ (اگر
حرمت مصاہرت کے سوا اور کوئی مانع نہ ہو) كما فى الدر المختار فى الرضاع ص ۲۲۳ ج ۳ ان
اقرت المرأة بذلك ثم اكذبت نفسها وقالت اخطأت وتزوجها جاز الخ۔ اور اگر وہ اس
سابق اقرار پر قائم ہے تو اگرچہ اس صورت میں دیانۃً فیما بینہا وبین اللہ تعالیٰ اس عورت کے لیے جائز نہ ہوگا
کہ اس شخص سے نکاح کرے یا نکاح کے بعد مباشرت کا موقع دے۔ لیکن حکم شرعی میں پھر بھی نکاح کی صحت ہی کا
قول کیا جائے گا۔ (كما فى الرضاع من الدر المختار ص ۲۲۳ ج ۳ بعد العبارة المذكورة)
كما لو تزوجها قبل ان تكذب نفسها وان اصرت عليه لان الحرمة ليست اليها قالوا وبه
يفتى فى جميع الوجوه قال الشامیؒ (لان الحرمة ليست اليها) اى لم يجعلها الشارع لها
. فلا يعتبر اقرارها بها (قوله فى جميع الوجوه) اى سواء اقرت قبل العقد اولا وسواء
اصرت عليه اولا بخلاف الرجل فان اصراره مثبت للحرمة كما علمت ويفهم مما فى
البحر عن الخانية ان اصرارها قبل العقد مانع من تزوجها به ونحوه فى الذخيرة لكن

التعليل المذكور يؤيده عدمه انتهى ۔ البتہ یہ ضرور خیال رہے کہ اگر مرد نے مصاہرۃ کا قول کر لیا ہے اور اس پر اصرار کیا ہے تو پھر حرمت ابدی ثابت ہے۔ نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ خواہ اب تکذیب بھی کرے اور اقرار سے رجوع بھی کرے عبارۃ الدر المذکورۃ وهذه العبارة (فرق بينهما) جبرا بعد ذالک لان شرط التفرقة وهو الثبات قد وجد وانه جازم به فلا ينفعه الجحود بعده (ذخيرة) انتهى ۔ تفيد اصرار بالاقرار کو شامی نے مفصل ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ شعبان ۱۳۷۷ھ

عورت اگر اپنے اقرار پر قائم ہے تو شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد عرصہ دراز سے شہر مانچرہ میں تھا کہ اپنی زوجہ مسماۃ جگھائی کی لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتا رہا ہے اور اس کے شوہر کو دینے سے ٹال مٹول کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی عورت کو لے جانے میں کامیاب نہ ہوا۔ نیز اس کے گھر کے اطراف میں جو اشخاص رہتے ہیں۔ ان سے واقعہ کی تحقیق کی گئی۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم یہ تنازع تو سنتے رہتے تھے کہ جگھائی نے اپنی لڑکی کو کئی مرتبہ کہا کہ تو نے مجھ سے شوہر چھین لیا ہے۔ ایک دفعہ مسماۃ جگھائی مذکورہ نے چیخ پکار کی کہ مسمی محمد میری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کر رہا ہے۔ چنانچہ چند اشخاص تحقیق کے لیے گئے۔ اس عورت نے واقعہ بیان کیا اور پھر مسجد میں اسی عورت نے آ کر جماعت عامہ اہل اسلام کے روبرو بیان دیا کہ لوگ میرے خاوند محمد کے متعلق کہتے تھے۔ تیری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے۔ لیکن میں نے آج اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے (بیان کیا) کہ میں اور میری لڑکی چھپر کے نیچے دن کو سوئے ہوئے تھے۔ ظہر کے وقت میری لڑکی آہستہ سے اٹھ کر کوٹھی کے اندر چلی گئی۔ مجھے شک شبہ ہوا۔ اس لیے تھوڑی دیر کے بعد میں کوٹھی میں گئی تو دیکھا کہ میرا خاوند محمد میری لڑکی کے ساتھ بدفعلی کر رہا تھا۔ اس کی پٹی بھی بیان کی۔ میں نے چیخ پکار کی لیکن کوئی شخص نہ پہنچا۔ الٹا ان دونوں نے مجھے زدوکوب کیا۔ اب میرے لیے جو شرعی حکم ہو منظور ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ بیان مغرب کی نماز کے بعد ہوا۔ صبح کو لوگ مسجد کے حجرہ میں جمع ہوئے اور محمد مذکور کو بلایا گیا اور اس کو کہا گیا کہ اگر اپنے اختیار سے عورت کو علیحدہ کرتے ہو تو اچھا ورنہ بیان فریقین لیے جائیں گے۔ پھر شرعی حکم ہوگا۔ ماننا پڑے گا۔ تو محمد مذکور نے فوراً کہا کہ میری اس سے توبہ ہے اور میں نے اس کو تین طلاقوں پر طلاق دی ہے اور جو شرعی سزا ہو وہ مجھے منظور ہے۔ میں اٹھانے کے لیے تیار ہوں

معتبر ہے۔ جب وہ عورت مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے تو اب بعد حلالہ کے بھی اس شخص سے نکاح کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اور اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ غلام نبی عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم
۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا اقرار جب تک قائم ہے اور اس نے اپنی تکذیب نہیں کی اور مرد بھی انکار کرتا ہے اس وقت تک اس عورت کا نکاح اس مرد سے نہیں ہوسکتا۔ خواہ حلالہ بھی ہوجائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم شعبان ۱۳۸۰ھ

حقیقی دختر سے فعل بد کرنے والے کے ایمان اور نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی حقیقی دختر سے زنا و بدفعلی کرتا ہے اور کافی عرصہ سے یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بعد میں اس لڑکی مذکورہ کا نکاح کسی عمر کے ساتھ کردیتا ہے اور اس کے عوض عمرو کی بھتیجی سے اپنا نکاح کرتا ہے۔ جب دونوں عورتوں کی رخصتی ہوجاتی ہے تو اس کے بعد پھر زید اپنی دختر کے ساتھ زنا کرتا پکڑا جاتا ہے۔ اب زید اور اس کی حقیقی دختر ایسا کرنے سے اسلام سے خارج ہوچکے ہیں یا نہیں اور زید اور اس کی حقیقی دختر کا نکاح اپنی بیوی اور شوہر سے باقی رہتا ہے یا ختم ہوجاتا ہے اور جبکہ یہ آدمی اپنے فعل بد پر مصر ہوں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید اور اس کی لڑکی کا یہ فعل بہت برا فعل ہے۔ شرعاً یہ گناہ کبیرہ و سخت جرم ہے۔ شرعاً سخت سزا کے مستحق ہیں۔ اگر اسلامی قانون جاری ہوتا تو ان کو سخت سزا دی جاتی۔ لیکن زید کا نکاح عمرو کی بھتیجی سے اور زید کی لڑکی کا نکاح عمرو سے اس برے فعل سے ختم نہیں ہوتا اور ان کے نکاح بدستور قائم ہیں۔ البتہ اس لڑکی کی والدہ زید کے نکاح میں زندہ موجود ہو تو وہ زید پر حرام ہوجائے گی اور زید ہمیشہ کے لیے انہیں نہیں رکھ سکے گا اور زید کی وہ حرام شدہ بیوی دوسری جگہ بھی نکاح نہیں کرسکے گی جب تک زید اسے طلاق نہ دے یا ایسے الفاظ نہ

اب عرض یہ ہے کہ مطابق شریعت محمدی اس معاملہ کو سمجھ کر فتوی تحریر فرمائیں کہ کیا اس معاملہ میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ ان کے متعلق اب کیا کیا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لیے ضروری ہے کہ مس شہوت کے ساتھ ہوا ہو اور لڑکے کے بدن کا کوئی حصہ عورت کے بدن کے کسی حصہ پر بغیر حائل کے لگ گیا ہو اور مس کرتے وقت لڑکے کو شہوت ہو یا عورت کو شہوت ہو۔ شہوت کی حد مرد جوان میں یہ ہے کہ مس کرتے وقت اس کا آلہ تناسل منتشر ہو گیا ہو اور اگر مس سے قبل منتشر ہو تو مس کرتے وقت انتشار میں اضافہ ہوا ہو اور عورت میں یہ ہے کہ اس کا دل مائل ہو گیا ہو اور اگر مس سے پہلے مائل ہو تو میلان میں اضافہ ہو گیا ہو۔

صورت مسئولہ میں اگر لڑکا یہ کہے کہ مجھے اس قسم کی شہوت نہ تھی۔ یعنی میرا آلہ منتشر نہیں ہوا تھا اور نہ اس پر شہادت موجود ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور اگر لڑکا اس قسم کی شہوت کا مس کرتے وقت اقرار کرے تب اگر اس عورت کا شوہر یعنی اس کا باپ اس کی تصدیق کرے یعنی اس کو سچا مان لے۔ تب حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اور اس مرد کے ذمہ لازم ہوگا کہ اپنی بیوی کو علیحدہ کر دے اور زبان سے بھی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تب وہ عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر مرد اپنے بیٹے کو جھوٹا کہے تب چونکہ شہادت موجود نہیں ہے۔ لہذا حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی اور مرد بدستور اس بیوی کو آباد رکھ سکتا ہے اور قاضی وغیرہ اس میں تفریق نہیں کر سکتا۔ کذا فی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ

اگر چھونا لباس کے ساتھ ہو تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

ایک عورت جس کی عمر تقریباً پچاس سال ہے۔ چار پانچ لڑکوں کی ماں اور خاوند زندہ ہے۔ رات کو باہر صحن میں سوئی جہاں اسکے لڑکے اور دوسرے بڑے بھی سو رہے تھے۔ وہ عورت بہت سویرے اٹھی اپنے کام کاج کرنے لگی۔ اسکے بعد سستی کی وجہ سے اپنے بڑے لڑکے جس کی عمر ۲۰ سال ہے کے پاس چارپائی پر لیٹ گئی اور

سوگئی۔ سورج نکلنے تک سوئی رہی۔ دو تین آدمیوں نے بھی دیکھا پر اوڑھے ہوئے کوئی کپڑا نہیں تھا اور آگے کپڑے سے ہم نکل گئے تھے۔ از روئے کتاب وسنت جواب عنایت فرمادیں۔

ج

پہلے تو یہاں بوجہ حائل نہ ہونے کے مس نہیں ہوا اور ہوا تو شہوت ظاہر نہیں ہے۔ تو اس صورت میں حرمت لازم نہیں آتی

محمد انور نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
صفر ۱۳۸۹ھ

از راہ شرارت سوتیلی والدہ کو چھونے سے حرمت ثابت نہ ہوگی

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا جس کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی اور اس کا والد اس کی سگی والدہ کو طلاق دے چکا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں رات کے وقت اپنے والد اور سوتیلی والدہ کو چارپائی پر لیٹے سوتے ہوئے دیکھا تو دوسری والدہ کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر بھاگ گیا۔ جس پر عورت اور اس کا خاوند جاگ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ لڑکا جا رہا ہے۔ اس واقعہ کو تقریباً بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اب یہ بات کھلی ہے۔ اب اس لڑکے سے دریافت کیا گیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کسی بری نیت خواہش نفسانی کی بناء پر ہاتھ نہیں لگایا تھا ویسے ہی از راہ شرارت ہاتھ لگایا تھا اور میں نے آج تک بھی کسی کے سامنے اظہار نہیں کیا کہ میں نے بری نیت سے ہاتھ لگایا تھا لیکن اب بعض لوگ شور کر رہے ہیں کہ وہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے۔ شرعاً اس صورت کا کیا حکم ہے؟

ج

اس بارے میں شرعاً لڑکے کا قول معتبر ہے اور حرمت ثابت نہیں۔ سو کوئی شک وشبہ نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ شعبان ۱۳۹۹ھ

والدہ سے فعل بد کرنے والے کے نکاح اور اس کی اولاد کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے زنا کرتا ہے۔ کیا اس کا نکاح باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا اور پھر اس شخص کی جو اولاد ہوگی ان کی شادی بیاہ وغیرہ ٹھیک ہوگا یا نہیں۔ مثلاً زید نے اپنی والدہ سے زنا کیا اور کرتا ہے تو پھر کیا زید کی اپنی لڑکی مثلاً زینب کے ساتھ بکر کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

بشرط ثبوت ایسا فعل کرنے والا شخص سخت گنہگار ہے۔ لیکن اس فعل کی وجہ سے اس کا اپنا نکاح فسخ نہیں ہوا اور اس کی لڑکیوں کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اور کوئی وجہ مانع موجود نہ ہو۔ واضح رہے کہ ثبوت زنا کے لیے چار عینی گواہوں کی شہادت ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

جس بھاوج کی ماں سے ناجائز تعلق رہا ہو، بیوہ ہونے کے بعد اس سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے بکر کی بیوی سے ناجائز تعلقات تھے۔ تعلقات سے پہلے دو بچے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود تھے۔ چند دنوں کے بعد وہ تعلقات ختم ہو گئے۔ پھر بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے چھوٹے بھائی سے کر دیا۔ چھ سال کے دوران میں دو بچے ہوئے۔ پھر زید کے چھوٹے بھائی نے کسی وجہ سے طلاق دے دی۔ اب ایک سال سے بیوہ زید کے پاس ہے۔ اب کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید کا نکاح بیوہ سے ہو سکتا ہے یعنی چھوٹے بھائی کی بیوی بھاوج سے ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

زید کے بھائی کے نکاح میں جو عورت آئی تھی۔ وہ اس عورت کی لڑکی ہے جس کے ساتھ زید کے ناجائز تعلقات تھے اور جس عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات ہوں۔ اس عورت کی اصول و فروع اس شخص کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ پس صورۃ مسئولہ میں یہ عورت زید پر حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ صفر ۱۳۹۰ھ

جس شخص سے ناجائز تعلق رہا ہو، اس سے بیٹی کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے بھائی بکر کی بیوی نے کسی غیر شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر لیے۔ چنانچہ بکر کی ایک لڑکی بالغ ہوئی تو اس کی والدہ نے اپنے دوست جس کے ساتھ اس کے ناجائز مراسم تھے، بکر کی اجازت کے بغیر اس کے ساتھ ہی نکاح کرا دیا تو خود بھی چلی گئی اور اس لڑکی کو بھی ان کے ساتھ منکوحہ کرا دیا۔ اب اس لڑکی کا والد اس لڑکی کو واپس آباد کرتا ہے۔ آیا اس لڑکی کا اس آدمی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس واقعہ کی پوری تحقیق کی جائے۔ اگر شرعی طریقہ سے اس کا ثبوت ہو جائے کہ واقعی بکر کی بیوی کے اس غیر شخص سے ناجائز تعلقات تھے تو اس لڑکی کا نکاح اس بیٹی سے جس کے ساتھ اس کی ماں کے ناجائز تعلقات تھے، جائز نہ ہوگا۔ بہر حال تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ محرم ۱۳۹۲ھ

افواہ یا ایک شخص کی شہادت سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے قرآن مجید مسجد میں باوضو ہو کر اٹھایا کہ عمر کا تعلق بد زید کی بیوی کے ساتھ ہے اور اس شخص نے تین آدمیوں کے سامنے قرآن مجید مسجد میں بیٹھ کر اٹھایا۔ اب زید کی لڑکی کا نکاح عمر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں اور علاقہ میں بھی بڑا آوازہ ہے۔ ہر ایک کے منہ سے یہی آوازہ ہے کہ عمر کا تعلق بد زید کی بیوی کے ساتھ ہے۔ اس کا جواب بحوالہ قرآن و حدیث دیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے اس کا ثبوت ہو جائے کہ واقعی عمر کا تعلق زید کی بیوی سے رہا ہے تو زید کی لڑکی سے عمر کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ صرف ایک آدمی کی شہادت یا عام افواہ اس حرمت کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
[illegible] ۱۳۹۲ھ

جانے اور یہ کمزور ترین درجہ ایمان ہے۔ لہٰذا ان کے ساتھ تعلقات رکھنے ناجائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۸۵ھ

گواہوں کی شہادت اگر مسترد ہو جائے تو حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس فیصلے کے متعلق کہ مسمی گل محمد کا نکاح مسمی غلام رسول کی لڑکی عائشہ سے ہوا اب جبکہ لڑکی بالغ ہوگئی اور رخصتی لینے کا وقت آیا۔ کچھ ایسے انکشافات ہوئے جن سے نکاح پر عمل درآمد کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ دونوں فریقوں نے بیانات گواہوں کے روبرو تحریر کرائے اور تنازع مذکورہ کو حسب فیصلہ شرعی پیش کیا۔ از روئے شریعت فیصلہ فرمایا جائے تاکہ فریقین عمل پیرا ہو کر دنیاوی عقبیٰ سنوار سکیں۔ فریقین کا اقرار نامہ مع بیانات مدعی و مدعی علیہ و بیانات گواہان مدعی استفتاء ہذا کے ساتھ ملف ہیں۔ بینوا توجروا

گواہ نمبر ۱۔ بیان از اں فقیر محمد ولد جان قوم راجپوت سکنہ پہاڑپور۔

بیان کیا کہ عرصہ بارہ سال ہوا ہے کہ میں چوہدری کا کام کرتا تھا اور چاہ جڑ والہ کو کاشت کرنے کا شوق تھا مجھے کچھ کام تھا کہ میں چاہ [illegible] والہ پر گیا اور واپسی میں میں چاہ جڑ والہ پر جا رہا تھا کہ غلام رسول درکھان کے چاہ پر سے گزر وہاں کے مکانات کے پیچھے ایک سالم [illegible] تھا۔ جس کے ساتھ تین قدم کے فاصلہ پر کھال موجود ہے میں کھال کا کنارہ لے کر مغرب کی طرف جا رہا تھا کہ مجھے تھوڑی سی آواز سنائی دی میں آواز سن کر کھال کی طرف گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسماۃ بختاں زوجہ غلام رسول اور گل محمد ولد محمد بخش درکھان اکٹھے موجود تھے لیکن مسماۃ بختاں مذکورہ کی چنگیں گل محمد اٹھائے ہوئے تھا اور اسے سے تھوڑا کر رہا تھا میں خاموش ہو کر چلا گیا میں نے آج تک کسی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ دی تھی عرصہ بارہ تیرہ سال کا ہوا ہے کہ مسمی عبد الحکیم کو میں نے واقعہ بتلا دیا تھا۔

شیر محمد۔

بیان نمبر ۲۔ میاں از اں گل محمد ولد محمد بخش قوم درکھان سکنہ پہاڑپور۔

بیان کیا کہ عرصہ چار سال کا ہوا ہے کہ میرا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول درکھان ہوا تھا اس وقت مجھ سے مبلغ دو ہزار روپیہ کی غلام رسول خسر نے لیے تھے بعد میں مسمی غلام حسین برادر خسر نے مجھے کہا کہ تیرا سسر غریب ہے اس کے ساتھ امداد کرتے رہنا اور اپنی منکوحہ کو کپڑے وغیرہ دیتے رہنا۔ گذشتہ چیت کے مہینہ کا

ذکر ہے مجھے غلام رسول سسر و غلام حسین برادر سسر نے کہا کہ ہم تمہیں شادی کر دیتے ہیں سسرم کا بھائی دیو تک
غلام حیدر فوت ہو گیا سسرم نے مجھے کہا کہ چہلم گزر نے دو بعد میں شادی کر دیں گے۔ اب مطالبہ کیا گیا ہے تو یہ
الزام مجھ پر عائد کیا گیا ہے کہ میرے اپنی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں
کہ میرا کوئی ناجائز تعلق اپنی منکوحہ کی والدہ کے ساتھ نہیں ہے۔ میرے برخلاف شہادت بوقت نکاح موجود تھے
اس وقت انھوں نے کیوں نہ بتایا تھا۔ گل محمد

بیان نمبر ۱۔ بیان مدعیہ مسماۃ مختاں زوجہ غلام رسول قوم درکھان مکنہ بہاڑ پور۔

بیان کیا کہ میرا ناجائز تعلق ہمراہ گل محمد ولد محمد بخش درکھان نکاح دختر م سے پہلے کا تھا نکاح دختر م کو عرصہ
دس گیارہ سال کا ہوا ہے کہ ہوا تھا نکاح دختر م کے بعد کچھ عرصہ تک ناجائز تعلقات قائم رہے بعد میں گل محمد سے
منحرف ہو گئی گناہ رات کے وقت ہوا تھا ہمارے چار پائی اراضی میں ہوا تھا بوقت نکاح دختر م میں نے کسی شخص
کو اس فعل ناجائز سے آگاہ نہیں کیا تھا بعد میں خود بخود یہ افواہ پھیل گئی۔ مسماۃ مختاں مذکورہ۔

بیان نمبر ۲۔ بیان ازاں محمد بخش ولد کریم بخش قوم درکھان مکنہ بہاڑ پور۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً چار سال کا ہوا ہے کہ مسمی گل محمد ولد محمد بخش درکھان کا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر
غلام رسول درکھان ہوا تھا۔ اس سے تقریباً ۳/۲ سال قبل گل محمد مذکور نے مجھے کہا کہ چاہ ونجی والے پر چلیں۔ رات
کو تقریباً ۱۰/۹ بجے وہاں گئے۔ گل محمد نے کہا کہ اس نے کسی عورت کے پاس جانا ہے میں تقریباً چالیس قدم کے
فاصلہ پر بیٹھا رہا یہ غلام رسول کے مکانات کی طرف چلا گیا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ مزید کہا کہ موسم گرمی
کا تھا مجھے یاد نہیں ہے کہ رات چاندنی تھی یا اندھیری۔ احمد بخش مذکور۔

بیان گواہ نمبر ۳۔ بیان ازاں اللہ دیا ولد یار محمد قوم درکھان مکنہ موضع احسان پور تحصیل کوٹ ادو۔

بیان کیا کہ عرصہ دس سال کا ہوا ہے کہ میں اور گل محمد ولد محمد بخش درکھان اکٹھے اینٹیں تھاپنے کا کام کرتے
تھے ہم اکٹھے اینٹیں چاہ ونجی والے پر تھاپتے رہے پھر دونوں کام ختم کر کے واپس آ کر شام کو غلام رسول درکھان
کے گھر چاہ ونجی والے پر رہتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا ہم دونوں مکانات کے شرق کی طرف سوتے تھے۔ ایک رات
مسمی گل محمد نے کہا کہ آپ ادھر ہی سوئیں میں تو ونجی والے چلا گیا۔ میں نے بہت انتظار کیا لیکن گل محمد نہ آیا
پھر میں چاہ ونجی والے پر خود چلا گیا جبکہ سویرے چار بجے کا وقت تھا۔ موسم گرمی کا تھا میں نے آ کر دیکھا کہ دونوں
بیری کے درخت کے سایہ میں کھڑے تھے۔ میری کھانسی کی آواز سن کر عورت گھر چلی گئی۔ گل محمد میرے پاس چلا
آیا پھر دونوں لوٹ آئے۔ جب ہم دونوں ٹوبے پر پہنچے تو گل محمد کپڑے اتار کر نہانے لگ گیا۔ رات چاندنی تھی۔

اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ الشد وسایا مذکور۔

بیان گواہ نمبر ۴۔ بیان ازاں بخت مائی بیوہ غلام حیدر قوم ورکھان سکنہ پہاڑپور۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً دس گیارہ سال کا ہوا ہے کہ مسمی گل محمد کا نکاح ہمراہ مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول درکھان سے ہوا تھا لیکن اس نکاح کے عرصہ دو سال پہلے مسمی گل محمد کے ناجائز تعلقات ہمراہ بختاں زوجہ غلام رسول تھے۔ ایک رات میں بھی مسماۃ بختاں زوجہ غلام رسول کے ساتھ اعدہ بھگانے کے لیے گئی تھی۔ گرمی کا موسم تھا۔ چاندنی رات تھی۔ گل محمد مذکور کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ہمارے مکان کے غربی طرف اب کے نزدیک بیٹھا تھا مسماۃ بختاں اور گل محمد اکٹھے بیٹھے تھے اور میں دور جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے ان کی طرف منہ نہیں کیا تھا۔ مسماۃ بخت مائی

بیان گواہ نمبر ۵۔ بیان ازاں محمد یار ولد نو بالدین قوم درکھان سکنہ غیر مستقل شہر کی تحصیل کوٹ ادو۔

بیان کیا کہ عرصہ تقریباً ۱۰/۸ سال کا ہوا ہے کہ میں گل محمد ولد محمد بخش درکھان کے پاس آیا رات کو میں وہیں ٹھہرا گل محمد نے مجھے کہا کہ میرا ایک عورت کے ساتھ وعدہ ہے میرے ساتھ چلو۔ میں گل محمد کے ساتھ چل پڑا جب ہم دونوں ریلوے لائن پر پہنچے۔ میں نے گل محمد سے دریافت کیا کہ عورت کون ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ درکھان ہیں بکن والے۔ میں نے کہا کہ وہ تو پہلے پہاڑپور کے غربی طرف سکونت رکھتے تھے یہاں کس طرح آگئے ہیں۔ اس نے کہا کہ رقبہ کا تبادلہ کر کے یہاں سکونت پذیر ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں ریلوے لائن پر کھڑا ہوں تو وہاں خود چلا جا۔ تقریباً سات آٹھ کرم کے فاصلہ پر چلا گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کے بعد واپس آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا کام ہو گیا ہے یا نہ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا کام ہو گیا ہے۔ میں نے دوبارہ کہا کہ عورت کس کی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ غلام رسول درکھان کی عورت تھی۔ محمد یار بقلم خود۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے حجت تامہ ضروری ہے۔ جب تک مکمل شہادت موجود نہ ہو حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جب کسی ایک واقعہ پر دو گواہ موجود نہیں اس لیے کوئی بھی واقعہ ثابت نہیں تو صرف ساس جو کہ مدعی ہے اس کے قول سے حرمت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

گواہ نمبر ۱ جو کہ زنا کی گواہی دے رہا ہے۔ وہ اس واقعہ کا ایک ہی چشم دید گواہ ہے۔ جو کہ شرعاً معتبر نہیں۔

گواہ نمبر ۲ احمد بخش کے بیان میں بدفعلی یا مس بشہوت کا ذکر تک ہی نہیں اس لیے وہ اس واقعہ کا گواہ نہیں بن سکتا۔

گواہ نمبر ۳ اللہ یار کسی اور موقعہ پر دونوں کو بیری کے سایہ میں کھڑے ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ بدفعلی یا مس بالشہوۃ کا ذکر نہیں کرتا اور جب وہ فعل بد کی گواہی نہیں دے رہا تو وہ اس حرمت کے ثبوت کے لیے گواہ نہیں بن سکتا۔

گواہ نمبر ۴ گواہ بخت مائی کے بیان میں بھی اس کا ثبوت نہیں بلکہ خود دیکھنے کا اقرار کر رہی ہے۔ اس لیے یہ بھی معتبر نہیں۔

گواہ نمبر ۵ محمد یار کا بیان ہے کہ میں نے آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا صرف یہ بیان دے رہا ہے کہ گل محمد نے کہا کہ میرا کام ہو گیا۔ اس اقرار پر وہ اکیلے گواہی دے رہا ہے جو حجت نہیں۔ لہٰذا ان گواہوں سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں۔ زوجہ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ بیانات کی صحت کا دارومدار اور واقعہ کی صحت کی ذمہ داری ثالث عبدالکریم پر ہے مفتی پر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رجب ۱۳۹۶ھ

مفعولیہ کی ماں سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنے بھتیجے کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے گیا۔ کچھ عرصے کے بعد واپس کر دی پھر کچھ مدت کے بعد مفعولیہ کی ماں سے نکاح کر لیا جو بیوہ تھی کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر زید مذکور اس مفعولیہ سے بدفعلی کر چکا ہو یا اس کو شہوت کے ساتھ بدون حائل قوی مس کر چکا ہو تب زید پر اس مفعولیہ کی ماں ہمیشہ تک کے لیے حرام ہو گئی ہے۔ نکاح مفعولیہ مذکورہ کی ماں کے ساتھ فاسد ہے فوراً علیحدگی ان کے مابین ضروری ہے۔ کما قال فی العالمگیریۃ ص ۲۷۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ وتثبت بالوطء حلالا کان او عن شبھۃ او زنا کذا فی فتاوی قاضیخان فمن زنی بامرأۃ حرمت علیہ امھا وان علت وابنتھا وان سفلت الخ۔ وفیها

جس عورت کے ساتھ بدفعلی شرعی شہادت سے ثابت نہ ہو اس کی بیٹی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً ہندہ نے اقرار کیا ہے کہ زید نے میرے ساتھ زنا کیا۔ خواہ جبراً خواہ خوشی سے اور زید بالکل انکاری ہے زنا وغیرہ سے اور سوائے اقرار عورت کے کوئی موقعہ کا گواہ بھی نہیں الحاصل دونوں کی ہے۔ اب زید مذکور ہندہ کی لڑکی کرنا چاہتا ہے اور ہندہ کہتی ہے کہ اسکو کسی صورت میں نہیں آسکتی تو کیا زید مذکور ہندہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ثبوت حرمت مصاہرہ کے لیے دو گواہ عادل کی گواہی ضروری ہے۔ فقط عورت کے کہنے سے ثبوت حرمت نہیں ہوسکتا۔ البتہ اسلامی حکومت میں عورت کو اپنے اقرار کی وجہ سے (رجم یا جلد مائۃ) کی سزا دی جاتی ہے۔ موجودہ صورت حال میں اگر پنچایت یا لڑکا اس عورت کو تعزیرا کوئی سزا دے تو بہتر ہے۔ البتہ اگر زید کا یہ واقعہ بالفرض صحیح ہے اور وہ اس کا انکاری ہے تو اگرچہ ہم فتوی جواز نکاح کا بوجہ عدم ثبوت کے دیں گے لیکن عند اللہ وہ حرام ہوگی اور ہمارے فتوی سے حلال نہیں ہوسکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حرمت مصاہرت سے درج ذیل عورتیں حرام ٹھہرتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شخص کا اپنی منکوحہ کے بھائی کی بیوی سے کچھ مدت ناجائز تعلق رہا۔ بعد مدت کے اس شخص نے ناجائز تعلق منقطع کر دیا۔ خواہ توبہ کیا ہو یا نہ ہو۔ بعد وہی زانی شخص کے بڑے لڑکے نے بھی اپنے باپ کی طرح سے کچھ مدت ناجائز تعلق رکھا ہے پھر اس نے بھی تعلق ختم کر دیا۔ یعنی لڑکے کے باپ نے اپنی منکوحہ کے بھائی کی بیوی سے ناجائز تعلق قائم کر رکھا تھا اور بیٹے نے بھی اپنے ماموں کی بیوی سے تعلق ناجائز رکھا۔ کیا اب چھوٹا لڑکا اپنے باپ کی اور اپنے بڑے بھائی کی مزنیہ کی اولاد بنات جو کہ اپنے ماموں کی پشت سے ہے نکاح کرسکتا ہے یا نہ۔ صحیح حوالہ کتب بیان فرمادیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

کر سکتا ہے۔ حرمت مصاہرۃ سے فقط چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔ (۱) اصول زانی خود مزنیہ پر۔ (۲) فروع زانی خود مزنیہ پر۔ (۳) اصول مزنیہ خود زانی پر۔ (۴) فروع مزنیہ خود زانی پر۔ فروع زانی فروع مزنیہ پر حرام نہیں اس لیے زانی کا بیٹا اس کی مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ هکذا فی جمیع کتب الفقه. واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت سے بوس کنار ہوا ہو اس کی بیٹی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید بکر کی زوجہ بیوہ کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ زنا کی نوبت تک معاملہ نہیں پہنچا مگر بوس و کنار و بھینچنا و چھیڑ شہوانی کا زید اور زوجہ بیوہ دونوں اقرار کرتے ہیں۔ اکیلے مکان میں ایک چارپائی پر رات کے وقت اکٹھے ہونے کا بھی ثبوت ہے اور فریقین بھی اقرار کرتے ہیں۔ اب زید لڑکی کے ساتھ جو زوجہ بیوہ کے بطن سے پیدا ہوئی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا فقہ حنفیہ اس نکاح کو جائز قرار دیتی ہے یا نہیں۔ اگر شریعت میں نکاح ناجائز ہے تو باوجود علم مسئلہ کے جو شخص ایسے نکاح میں بیٹھے یا پڑھے کیا فتویٰ ہے اور جو ورثاء اپنے نکاح کو پڑھا دیں تو ان کے ساتھ برتاؤ کیا ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

﴿ج﴾

شہوت سے مس کرنے یا بوس و کنار شہوانی کو جب ثبوت ہے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگئی جس کے بعد ابد الآباد زوجہ بیوہ کی لڑکی زید پر حرام ہے۔ کسی صورت یا حیلہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اس نکاح کو منعقد کرے اس میں بیٹھے اور گواہ بنے سب گنہگار ہیں۔ انکو جلدی توبہ کر لینی چاہیے۔ جیسے نکاح میں اعلانیہ شریک ہوئے ہیں توبہ بھی اعلانیہ کرنا ہوگا تمام پر لازم ہے کہ ان کو توبہ پر آمادہ کریں اور مرد و عورت کو تفریق کریں ورنہ ان کے ساتھ تمام برادری وغیرہ منقطع کریں اور انکو توبہ پر بذریعہ ترک تعلقات مجبور کرنے کی کوشش کریں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۷۷ھ

مزنیہ کی ماں سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس کی لڑکی سے بشرطیکہ بوقت زنا وہ لڑکی بالغ تھی از روئے شریعت محمدیہ نکاح جائز ہے یا نہ؟ بینوا تؤجروا

﴿ج﴾

اگر زنا کا ثبوت ہو جائے تو حرمت مصاہرۃ ثابت ہے ایسے ہی اگر مس یا تقبیل معانقہ وغیرہ شہوت کے ساتھ ثابت ہو تب بھی حرمت مصاہرۃ ثابت ہے جس کی وجہ سے زانی کے اصول وفروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول وفروع زانی پر حرام ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا مذکورہ عورت کی ماں اور لڑکی بالغہ یا نابالغہ سب زانی پر حرام ہیں۔ نکاح ناجائز ہے۔ تمام کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ یہ مسئلہ موجود ہے۔ اس لیے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ محرم ۱۳۸۲ھ

درج ذیل تینوں صورتوں میں حرمت ثابت ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا۔ ہندہ کی لڑکی زید کے زنا کرنے سے پہلے موجود تھی یا زید کے زنا کرنے کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن ہندہ کے خاوند یعنی بکر کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے زید کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ تو اب ان تین صورتوں میں سے کون سی صورت میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہوگی اور کون سی صورت میں ثابت نہیں ہوگی۔

﴿ج﴾

تینوں صورتوں میں حرمت مصاہرۃ ثابت ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ مطبوعہ مصر وحرم اصل مزنیته واصل ممسوسته (الی) وفروعهن فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۸۹ھ

زید کا نکاح ہندہ کی کسی لڑکی کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ

کیا ناجائز تعلقات سے پہلے یا بعد میں پیدا ہونے والے بچوں کی حرمت میں کوئی فرق ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس کے تعلقات میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر بھی تعلقات بدستور قائم رہے۔ اب وہ لڑکی جوان ہوئی۔ اس شخص نے اس لڑکی کے ساتھ شادی کر لی۔ کیا وہ لڑکی اس شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ نکاح ہونے کے بعد بھی اسی شخص کے ناجائز تعلقات اس کی والدہ کے ساتھ قائم رہے۔ اس کے بارے میں شریعت محمدی کیا کہتی ہے۔ اگر شریعت اجازت نہیں دیتی اور ناجائز کہتی ہے تو اس کے بارے میں کیا سزا شریعت کے لحاظ سے ہونی چاہیے؟

﴿ج﴾

اگر اس لڑکی کی والدہ سے شخص مذکور کے ناجائز تعلقات کسی وقت بھی رہے ہوں تو اس کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ قطعاً ناجائز ہے اور یہ محض حرامکاری ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کر کے اُسے اس لڑکی سے الگ ہونے پر مجبور کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ رمضان ۱۳۸۳ھ

بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید نے بکر کی عورت سے ارتکاب زنا کر لیا ہے اور زید کا بھائی خالد، بکر کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آپ سے دریافت یہ ہے کہ چونکہ زید نے بکر کی عورت سے زنا کیا ہے تو زید کے بھائی کا عقد بکر کی لڑکی کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کے بھائی خالد کا نکاح بکر کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے۔ زنا سے صرف زانی کے لیے مزنیہ کے اصول و فروع حرام ہوتے ہیں۔ زانی کے اصول و فروع (باپ بیٹوں) یا اخوان (بھائیوں) تک یہ حرمت متجاوز نہیں ہوتی۔

اس میں انزال نہیں ہوا ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اس شخص کے لیے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸/۷/۱۳۹۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں علاقائی پنچائیت تحقیق کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید سے متعلق تین گواہ اس طرح گواہی دیتے ہیں۔ ایک گواہ کے الفاظ یہ ہیں کہ زید ہندہ کے ساتھ ایک جھونگ (جھاڑ) کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔
دوسرا گواہ یہ کہتا ہے کہ میں نے زید اور ہندہ مذکورہ کو آپس میں زنا کرتے دیکھا ہے۔ تیسرا گواہ کہتا ہے کہ مجھے ہندہ مذکورہ ننگی نظر آئی۔ اتنے میں دیکھا کہ زید مذکور نے ہندہ کو کنگھی (معانقہ) لگائی اور چارپائی پر ڈال دیا اور شروع ہوا یعنی زنا کرنے لگا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کے نکاح میں ہندہ مذکورہ کی لڑکی ہے۔ جس کے کئی بچے بھی ہیں۔ کیا ان کا نکاح باقی رہ گیا یا نہ اور اگر باقی نہیں رہا تو کیا دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مقامی طور پر مستند علیحدہ علماء یا علاقائی پنچائیت مقرر کر دیں۔ وہ گواہوں کے بیانات لے۔ اگر پنچائیت نے گواہوں کو شرعاً معتبر قرار دیا ہے اور ان کے اس فعل کا ثبوت ہو گیا تو ہندہ مذکورہ کی لڑکی اس پر حرام ہو جائے گی اور اس پر متارکت واجب ہوگی۔ تین گواہوں سے اگرچہ زنا کا ثبوت تو نہیں ہو سکتا لیکن حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر حائل کے عورت کے بالوں کو چھوا جائے یا بوس و کنار کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے [illegible]

جس عورت سے فعل بد کیا ہو بعد عدت طلاق گزارنے کے اس سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شادی شدہ ہے اور اسی عورت کے ساتھ دوسرے آدمی کے ناجائز تعلقات ہیں اور ناجائز تعلقات کی مدت بارہ سال تک قریب ہے اور اب اسی عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے تو طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد وہی شخص جس کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو پہلے جو ناجائز کرتا رہا ہے اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ شخص اس عورت کے ساتھ بعد از عدت شرعیہ نکاح کر سکتا ہے۔ سابقہ تعلقات کی وجہ سے یہ شخص سخت گنہگار ہے۔ اس پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

زانی کا اپنے بیٹے سے مزنیہ کا رشتہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کسی عورت سے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اس کے ساتھ نکاح نہیں۔ تو کیا اس مرد کا جو بچہ ہے اس کا نکاح اس عورت سے ہو سکتا ہے۔ جس عورت کے تعلقات اس بچے کے والد کے ساتھ تھے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زانی کے لڑکے کا نکاح خود مزنیہ عورت سے شرعاً جائز نہیں ہے۔ کما فی الشامیة ص ۳۰۳ ج ۲ قال فی البحر ص ۹۷ ج ۳ اراد بحرمة المصاهرة المحرمات الاربع حرمة المرأة علی اصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

ہندہ کے سر پر بیٹھی بچی کی منع پوچھنے کے لیے گیا اور بچی کو ہاتھ لگایا تو ہندہ نے زید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ (۳) زید کو
اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کھانستی تھی۔ (۴) ایک بار زید کی پنڈلی سے مس کیا جبکہ دونوں کی پنڈلیوں پر کپڑا
تھا۔ (۵) زید کے سامنے بیٹھ کر اپنی رانوں کا کپڑا اس قدر اٹھاتی جس سے رانوں کا ڈھانچہ صاف نظر آنے لگتا۔
(۶) سفید چادر باندھ کر زید کے دروازہ پر کھڑی ہو جاتی۔ جب زید نے کسی بات پر ہندہ کو متنبہ کیا کہ تم یہ حرکتیں
کرتی تھیں تو اس نے جواب دیا کہ تم سچے ہو خدا میرے قصور کو معاف کرے۔ پچھلی باتیں یاد مت کراؤ۔ قابل
دریافت یہ ہے کہ آیا ہندہ کی مذکورہ حرکات سے حرمت مصاہرہ ثابت ہو جائے گی یا نہ اگر وہ انکار کرے کہ میری
یہ حرکات از روئے شہوت نہ تھیں تو کیا اس کی یہ بات معتبر ہوگی یا نہ۔ ہندہ کی ان ناشائستہ حرکات سے زید کے
بدن میں غیر معمولی سی حرارت آ جاتی تھی۔ ہندہ کی لڑکی شرعاً زید کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ مس باشہوت بدن کے کسی حصہ پر بدون حائل یا حائل کے ساتھ لیکن
حائل مانع حرارت نہ ہو نیز نظر الی الفرج الداخل (فرج داخل کو) شہوت کے ساتھ دیکھنا یہ سب حرمت مصاہرۃ
کے ثبوت میں موثر ہیں اور شہوت جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے کی مقدار جوان مرد کے لیے یہ ہے کہ
اس کا آلہ منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر تھا تو اس کے انتشار میں زیادتی پیدا ہو جائے اور یہ انتشار یا ازدیاد
انتشار مس کرنے اور نظر کرنے کے وقت میں ہو بعد میں اگر ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور عورت میں
شہوت کی مقدار یہ ہے کہ اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔ اسی طور پر کہ شوقین ناتوان ہو جائے اور یا اگر
پہلے سے دل مائل تھا تو اس میلان میں اضافہ ہو جائے۔ صورت مسئولہ میں تو نمبر ۳، نمبر ۵، نمبر ۶ سے حرمت
مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔ اگرچہ شہوت سے بھی ہو کیونکہ ان میں نہ تو مس ہے اور نہ نظر الی الفرج الداخل
ہے۔ باقی نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۴ (بشرطیکہ کپڑا اتنا رقیق ہو جو مانع حرارت نہ ہو) میں چونکہ مس موجود ہے اس لیے اگر
شہوت جس کی مقدار اوپر بتائی گئی۔ مس کے وقت دونوں کی طرف سے یا ایک کی طرف سے پائی گئی تھی تو حرمت
مصاہرت ثابت ہے ورنہ نہیں۔ اگر عورت شہوت سے انکار کرے اور ظاہر اس کی تکذیب نہ کرے تو عورت کی
تصدیق کی جائے گی اور اگر مس کرتے وقت آثار شہوت کے اس سے کھلے طور پر ظاہر تھے اور اس کو خود یہ آدمی
جان رہا تھا اس پر گواہ موجود ہیں تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ کما قال فی الدر المختار ص ۳۳
ج ۳ والعبرة للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما وحدها فيهما تحرك آلته او زيادته به .

بلغني وفي امرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه او زيادته وفيه ايضاً ص ۳۸ ج ۳. (كذا) المقبول (على نفس اللمس (والتقبيل) والنظر الى ذكره او فرجها (عن شهوة في المختار) تجنيس لان الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار او آثار . فقط والله تعالى اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

زانی اگر مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرے اور زنا کے گواہ موجود ہوں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

ایک شخص پر الزام ہے کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ لیکن وہ شخص اس الزام سے انکاری ہے نہ ہی اس کا کوئی چشم دید گواہ ہے۔ یہ محض الزام ہے اور وہی شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا اس کا نکاح شرعی لحاظ سے جائز ہے۔ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ شخص مذکور کے عورت مذکورہ سے ناجائز تعلقات نہیں ہیں تو پھر اس کا نکاح عورت مذکورہ کی لڑکی کے ساتھ درست ہے۔ لیکن ہر دل کو اپنے اعمال کا خود علم ہوتا ہے تو اگر کسی وقت بھی شخص مذکور کو عورت مذکورہ سے ناجائز تعلقات رہے ہوں۔ اگرچہ اس کے ثبوت کے لیے گواہ میسر نہیں ہوئے تب بھی شخص مذکور کو عورت مذکورہ کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کر کے کسی اور مذہب پر عمل کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک عورت نکاح والی سے زنا کر چکا ہے۔ مگر وہ کہتا ہے کہ اس کی لڑکی میرے زنا سے پہلے پیدا شدہ ہے۔ جس عورت سے زنا کیا گیا۔ اس کی لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ اس لڑکی سے وہی زانی شرعاً نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر نکاح کر چکا ہے تو کسی مذہب میں وہ نکاح صحیح سمجھا جاتا ہے کہ نہیں۔ کسی امام کے نزدیک وہ نکاح جائز ہے کہ نہیں اور اگر غیر مقلد سے بھی ہو سکتا ہو تو فرمائیں۔ اس کا جواب قرآن اور حدیث کی رو سے پورا فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں اس شخص نے جس عورت سے زنا کیا ہے۔ اس مزنیہ کی لڑکی چاہے وہ زنا سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا بعد میں۔ کسی طرح بھی زانی کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال فی الدر المختار ص ۳۲ ج ۳ وحرم ایضا بالصهرية اصل مزنيته الى قوله وفروعهن الخ۔

حنفی مذہب کو چھوڑ کر کسی اور مذہب میں بھی زانی کے لیے مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے کہ کوئی کراہت اس مذہب کی رو سے لازم نہ آتی ہو اور یہاں کراہت بلکہ حرمت ہے لہٰذا جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار ص ۱۲۷ ج ۱ لكن ينبغى للخروج من الخلاف لا سيما للامام لكن بشرط عدم لزوم ارتكاب مكروه مذهبه اھ ترک تقلید بلا ضرورۃ شدیدہ دلائل کے ذریعہ ناجائز ثابت ہو چکی ہے اور صورت مسئولہ میں کوئی ضرورت شدیدہ موجود نہیں لہٰذا شخص کا اس بارے میں دوسرے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔ وان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقا وهو المختار فى المذهب الخ۔ الدر المختار ص ۵۷ ج ۳

بلکہ اس غرض کے لیے غیر مقلد ہونے سے بجائے حرمت ساقط ہونے کے ایک دوسرا گناہ عظیم سرزد ہو جائے گا۔ جس سے ایمان کا اندیشہ ہے۔ كما قال الجوزجانى فى رجل ترك مذهب ابى حنيفة لنكاح امرأة من اهل الحديث فقال اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت النزع لانه استخف بمذهب الذى هو حق عنده وتركه لاجل جيفة منتنة انتهى. شامى كتاب التعزير ص ۲۰۷ ج ۳

اگر نکاح کر چکا ہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور تائب ہو جائے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو دوسرے مسلمانوں کو اس سے خورد و نوش، اختلاط اور گفتگو ترک کرنا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ تنگ ہو کر اس فعل شنیع سے باز آ جائے اور تائب ہو جائے۔ ذلك جزيناهم ببغيهم الآية اور یہی ہے الحب فى الله والبغض فى الله۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حرمت مصاہرت کا تعلق اولاد سے نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں فدوی حضور کریم کو حاضر ہو کر بیان کر کے صحیح تحریر کر رہا ہوں کہ احمد اور امیر دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ایک ہی باپ سے یہ دونوں بھائی ہیں۔ احمد کی عورت کو امیر اغوا کر لیتا ہے۔ اغوا کے وقت احمد کا لڑکا جس کا نام عبداللہ ہے دودھ پیتا تھا وہ بھی ہمراہ لے گئی۔ وہ بدستور دودھ پیتا رہا۔ اس کے بعد احمد مذکور نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا اور شادی کر لی۔ بعد میں کچھ عرصہ کے بعد اغوا شدہ عورت کو واپس لایا گیا۔ یہ دونوں عورتیں احمد کے نکاح میں ہیں۔ کئی دن کے بعد احمد نے مغویہ عورت کو طلاق دے دی۔ بعد عدت گزرنے کے امیر کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔ چونکہ احمد کا حقیقی بھائی تھا اور عبداللہ مذکور احمد کا لڑکا جو شیر اپنی ماں کا دودھ پیتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد امیر کے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام مریداں رکھا گیا۔ ہاں احمد کا ایک لڑکا پیدا ہوا دوسری عورت سے اس کا نام محمد رکھا گیا۔ ان دونوں بچوں نے بلوغ کر کے مریداں اور محمد کا نکاح کر دیا۔ اب پوچھنے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ عبداللہ مریداں کے ماں زاد بھائی اور محمد کا والد بھی عبداللہ کا بھائی دوسرا احمد کا دونوں عورتوں سے صحبت کرنا بھی ثابت ہوا اور بچے جننا بھی ثابت ہوا۔ آیا مریداں اور محمد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے اور میں امیر کا بڑا لڑکا ہوں۔ مجھے شک و شبہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ بعض مولویوں نے کہا ہے کہ جب احمد کا دونوں عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا ثابت ہے تو نکاح کس طرح ہو سکتا ہے اور بعض مولوی درست بتاتے ہیں۔ جواب فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ شبہ نہیں کرنا چاہیے۔ نیز حرمت مصاہرت کا بھی کوئی شبہ نہیں۔ اس کا تعلق ناکح و منکوحہ کی اولاد سے نہیں ہوتا۔ وکما نسباً بان یکون له اخ لابیه اخت لام درمختار کتاب الرضاع ص ۲۱۷ ج ۳

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکیوں کے ساتھ تو بہر حال زید مذکور کے لڑکے کا نکاح جائز ہے اور جو اولاد دوران زنا میں پیدا ہوئی ہے اور اس کے حمل کا استقرار بھی زنا سے ہوا ہو۔ اس کے ساتھ بھی زید کے لڑکے کا نکاح جائز ہے۔ کیونکہ ہندہ مذکورہ منکوحہ ہے۔ والولد للفراش وللعاهر الحجر الحديث. ہاں اس تیسری صورت میں تقویٰ یہی ہے کہ ان کا آپس میں نکاح نہ کیا جائے۔ كما قال في البحر ص ١٠٢ ج ٣ وصورته في هذه المسائل ان يزني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا كما في فتح القدير وقال الشامي في حواشيه على البحر (قوله وصورته في هذه المسائل ان يزني ببكر الخ) قال الحانوتي ولا يتصور كونها بنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الا به كذا في حاشية مسكين.

وفي فتح المعين حاشية مسكين لابي السعود ص ١٢ ج ٢ وقوله بان زنا ببكر فامسكها الى آخره قال الحانوتي ولا يتصور كونها بنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الا به فيحفظ عن خط الشيخ عبد الباقي المقدسي. وقال في رد المحتار ص ٣٥ ج ٣ (قوله ولو من زنى) اى بان يزني الزاني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا بحر عن الفتح قال الحانوتي ولا يتصور كونها ابنته من الزنا الا بذلك اذ لا يعلم كون الولد منه الا به اي لانه لو لم يمسكها يحتمل ان غيره زنى بها لعدم الفراش النافي لذلك الاحتمال الخ. فقط والله تعالىٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
٢٩ ذی قعدہ ١٣٨١ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مزنیہ کی اولاد کا زانی کی اولاد سے نکاح کا حکم

﴿س﴾

ما قولكم ايها العلماء في هذه المسئلة کہ مثلاً زید نے مسماۃ ہندہ سے زنا کیا اور اب زید اپنے لڑکے کا نکاح مسماۃ ہندہ کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہے مثلاً بکر بن زید کا نکاح مثلاً زینب دختر ہندہ سے کرنا چاہتا ہے کیا ان کا نکاح آپس میں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ کیا زید و ہندہ کے زنا سے حرمت مصاہرت بکر و زینب کے درمیان میں بھی پیدا ہوئی یا نہیں۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ چونکہ زینب کی ماں کے زنا کا ثبوت گو شرعاً نہیں مگر افواہ عام ہے کہ زید کے ساتھ اس کا ناجائز تعلق تھا۔ اس بنا پر بکر بن زید و زینب بنت ہندہ کا نکاح بھی جائز نہیں۔
بینوا توجروا۔

سالی کو اغوا کرنے والے کا نکاح اپنی بیوی سے باقی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے سید طور پر اپنی بیوی کی ہمشیرہ کو تقریباً تین ماہ اغوا کیے رکھا اور باوجود اس کے ابھی تک اس کی اپنی بیوی بھی اس کے پاس ہے۔ جو کہ مغویہ کی ہمشیرہ ہے۔ کیا اس اغوا سے اس کی بیوی پر حرمت آسکتی ہے یا نہیں اور کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں۔ اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیوی کی بہن کو اغوا کرنے اور اس کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اس شخص کی اپنی بیوی اس پر حرام نہیں ہو جاتی ہے۔ **کما قال فی الدر المختار علی هامش تنویر الابصار ص ۳۳ ج ۳ وفی الخلاصة وطئ اخت امراته لا تحرم علیه امراته**۔ باقی کسی عورت کو اغوا کرنا اور اس کے ساتھ بدفعلی کرنا بجائے خود ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ شخص مذکور اگر اس گناہ سے توبہ تائب ہو اور اس کی توبہ پر اہل اسلام لوگوں کو اعتماد ہو جائے۔ تب اس کی امامت درست ہے۔ ورنہ مکروہ ہے۔ **کما فی الکنز وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع الخ**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ رجب [illegible]

سالی سے زنا کرنے کے بعد بیوی سے کب تک الگ رہا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر ایک آدمی اپنی سالی کے ساتھ زنا کرے تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔ اگر نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو پھر آدمی کو دوبارہ کیسے نکاح پڑھنا چاہیے۔ اگر رات کو آدمی اپنی عورت کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اندھیرے کی وجہ سے وہ اپنی عورت کے بجائے اپنی سالی کے بستر پر چلا جاتا ہے۔ جب وہ ہاتھ لگاتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ میری عورت نہیں ہے وہ پھر واپس چلا جاتا ہے۔ کیا ہاتھ لگانے سے بھی نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں۔ براہ مہربانی اس کا جواب تفصیل سے

سالی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی اپنی حقیقی سالی کو لے کر فرار ہو گیا اور کچھ عرصہ اپنے پاس رکھا تو اس کے ساتھ بدفعلی کی۔ جس سے اس کو حمل ہو گیا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ اس کی سالی واپس اپنے گھر آ گئی ہے۔ اب وہ کہتی ہے کہ میں اس سے شادی کروں گی جس کے ساتھ میری منگنی ہوئی ہے۔ لیکن وہ شخص جو عورت کو فرار کرنے والا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح ہے۔ لیکن عورت کہتی ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا۔ اب بتائیں کہ اب یہ عورت کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا اس آدمی کا اپنی بیوی سے نکاح باقی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن یعنی سالی سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی بدفعلی کی ہے تو جب تک عورت کو ایک حیض نہ آئے اپنی بیوی سے ہمبستری جائز نہیں۔ یعنی اس کی منکوحہ حرمت موبدہ کے ساتھ حرام نہیں ہوئی۔ صرف ایک حیض آنے تک اس کے ساتھ ہمبستری جائز نہیں۔ سالی کی جہاں منگنی ہوئی ہے وہاں اس کا نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ رجب ۱۳۹۶ھ

سالی سے فعل بد کرنے والا کچھ عرصہ بیوی سے الگ رہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی ایک شخص کا گھر آباد ہوتے ہوئے اس کے اپنی گھر والی کی بھتیجی یعنی سالی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اور وہ اس کی سالی خود بیان دیتی اور گواہان اور یہی شخص مذکور فاعل کے تعلق سے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ جس کا ثبوت فاعل مذکور کی سالی خود بیان کرتی ہے اور وہ عرصہ تین سال سے اس بہنوئی کے گھر ہے۔ مغویہ شادی شدہ بھی ہے۔ جس کی وجہ سے فاعل مذکور اس کو شوہر کے آباد ہونے سے انکار کرواتا ہے۔ فاعل مذکور اپنی گھر والی کی بھتیجی یعنی اس کے بھائی کی لڑکی کو لے کر عرصہ دو ماہ سے مفرور رہے۔

اب آپ یہ مسئلہ فرمائیں کہ کیا اس شخص کا اپنی گھر والی کے ساتھ نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں اور اس

شخص کے ساتھ برتاؤ یا لین دین کرتا کیا ہے۔ اس کے تین گواہ موجود ہیں اور نمازی اور صوفی ہیں اور پرہیزگار۔ جو عورت کے بیان کے وقت موجود ہیں۔ لہٰذا اس شخص کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سالی کے ساتھ بدفعلی کرنے سے اس کی منکوحہ اس شخص پر حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آئے اُس وقت تک اپنی منکوحہ سے الگ رہے۔ وفی الخلاصة وطی اخت امرأته لا تحرم علیه امرأته (الدر المختار ص ۳۴ ج ۳) وفی الشامیة وفی الدرایة عن الکامل لو زنی باحدی الاختین لا یقرب الاخری حتی تحیض الاخری حیضة الخ (شامی ص ۳۴ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سالی سے نہیں بلکہ ساس سے فعل بد کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی دو عورتوں کی موجودگی میں اپنی سالی کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ زنا کرتے ہوئے دو عورتوں اور ایک بچہ عمر ۱۲ سال نے دیکھا ہے کہ یہ شخص اپنی عورت کی ہمشیرہ سے زنا کر رہا تھا۔ گواہوں نے حلف اٹھایا ہے۔ یہ عرصہ پانچ ماہ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ایک بختہ کا واقعہ ہے کہ یہ شخص اپنی عورت کی والدہ کے ساتھ زنا کرتا ہوا پکڑا گیا ہے۔ گواہ دو موجود ہیں۔ نیز ایک اور شخص بھی گواہ دوالد ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس شخص کا کیا حکم ہے؟

اسماعیل یٰسین موضع بھچھر شید شاہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

جس عورت کی بہن سے زنا کیا ہے۔ وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔ البتہ جس کی والدہ سے زنا کیا ہے۔ اگر اس کا شرعی ثبوت ہے تو وہ عورت اس پر ابدی حرام ہوتی۔ لیکن وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک یہ شخص زبانی یہ نہ کہہ دے کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا یا کسی مسلمان مجسٹریٹ سے فسخ نہ کرایا جائے۔ باقی یہ شخص سخت گنہگار ہے۔ مردود الشہادۃ ہے۔ شرعی سزا دینے کی بھی موجودہ حکومت ذمہ دار ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ صفر ۱۳۹۵ھ

بیوی کی خالہ سے زنا کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا جس کی عمر تقریباً تین سال تھی۔ اب وہ لڑکی جوان ہے۔ لیکن جس شخص کا نکاح ہے۔ اس نے اپنی منکوحہ کی خالہ سے زنا کیا ہے۔ کیا اب اس کا نکاح اس لڑکی سے باقی رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ نکاح باقی ہے۔ شخص مذکور عند الشرع سخت مجرم ہے۔ اسلامی سزا اس کی اس کو سو کوڑے مارنے ہیں۔ لیکن یہ حد حکومت ہی جاری کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صفر ۱۳۹۹ھ

اگر مرد و عورت سے ایسی باتیں سنی جائیں جو گناہ کو دعوت دینے والی ہوں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے اپنے بھائی پر الزام لگایا کہ اس نے رات کے وقت جبکہ بھائی کے گھر والے یعنی بیوی بچیاں وغیرہ سو رہی تھیں۔ مجھے کوئی چیز کوٹھے کے اندر سے اٹھانے کے لیے بھیجا۔ جبکہ میں کمرے کے اندر داخل ہوئی تو وہ میرے پیچھے چلا آیا اور دروازہ بند کر کے مجھے پکڑ لیا اور مجھ سے جبراً بدفعلی کی۔ میں شور مچانے لگی تو اس نے گلا گھونٹا میں مجبور ہو گئی۔ فارغ ہونے کے بعد بھاگ گیا۔ میں اسی حالت میں باہر نکلی اور اپنی خالہ جو بھابھی ہے اس کے سامنے بیان کیا۔ اس نے مجھے ٹھہرا لیا اور کہا کہ کل کوئی انتظام کریں گے۔ لیکن پانچ چھ دن خاموش رہے۔ میں حلفاً بیان دینے کو تیار ہوں۔

بیان دوسری زوجہ۔ جس وقت عورت مذکورہ اور اس کی خالہ مذکورہ آنے سامنے ہوئیں تو خالہ نے اس سے کہا کہ تو نے مجھے دوسری رات کو ذکر کیا تھا تو عورت مذکورہ نے تسلیم کر لیا۔ یعنی رات بتانے میں اختلاف ہو گیا۔ کبھی تو کہتی ہے کہ مجھے ماچس اٹھانے کو کہا اور کبھی تمباکو اٹھانے کو کہتی ہے۔ کسی کے سامنے کمرہ اور کسی کو برآمدہ۔ عورت مذکورہ کی خالہ بھابھی کا بیان ہے کہ جس وقت اس نے یہ تذکرہ کیا تو میں نے کہا کہ ابھی کسی

باب پنجم

وہ عورتیں جن کا بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

سوتیلی بیٹی جبکہ ماں شخص مذکور کے نکاح میں نہ ہو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔ ایک بیوی سے ایک لڑکی ہوئی اور جس وقت جوان ہوئی تو بکر کو شادی کر دی۔ کچھ مدت بعد زید فوت ہو گیا عدت گزر جانے کے بعد بکر نے زید کی دوسری بیوی سے نکاح کر لیا۔ جبکہ زید کی حقیقی لڑکی بھی بکر کے گھر میں زندہ ہے تو کیا سوتیلی ماں بیٹی ایک ہی شخص کے نکاح میں یک وقت جمع ہو سکتی ہیں

﴿ج﴾

جی ہاں ایک عورت اور اس کی سوتیلی بیٹی دونوں یک وقت ایک آدمی کے نکاح میں رہ سکتی ہیں۔ کما قال فی الفتاویٰ العالمگیریہ ص ۲۷۷ ج ۱ والاصل ان کل امرأتین لو صورنا احداهما من ای جانب ذکرا لم یجز النکاح بینهما برضاع او نسب لم یجز الجمع بینهما هکذا فی المحیط فلا یجوز الجمع بین امرأة وعمتها نسبا او رضاعا وخالتها کذلک ونحوهما ویجوز بین امرأة وبنت زوجها فان المرأة لو فرضت ذکرا حلت له تلک البنت بخلاف العکس الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سوتیلی بیٹی جبکہ ماں شخص مذکور کے نکاح میں نہ ہو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمیٰ رشید کی دو عورتیں ہندہ اور بشیراں تھیں۔ رشید کے فوت ہو جانے کے بعد ہندہ نے زید سے نکاح کر لیا۔ اب بشیراں کی ایک لڑکی مثلاً فاطمہ ہے وہ بھی زید سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ آیا وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ہندہ اور اس کی سوتیلی لڑکی فاطمہ دونوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ کما فی

﴿ج﴾

جب تک عورت مذکورہ اس کے نکاح میں ہو اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر پہلی عورت کو طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جائے جو تین حیض کامل ہیں تو اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے طلاق فقط اگر زبانی ہو تو کافی ہے۔ شرعاً اس کو طلاق کہا جاتا ہے طلاق نامہ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ طلاق دو دو چار مسلمانوں کے روبرو زبانی واقع کرے تاکہ بعد میں اختلاف کی گنجائش نہ ہو اور بعد عدت کے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خالہ اور بھانجی کو ایک رشتہ میں جمع کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندو اور زینب دو علیحدہ بہنیں ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے وہ خالد کے نکاح میں آ گئیں۔ اب دریافت یہ ہے کہ زینب اور ہندو کی لڑکی ایک شخص کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہ۔ حوالہ کتب بمعہ عبارت تفصیل سے جواب عنایت فرماویں۔

﴿ج﴾

ظاہر ہے کہ ہندو کی لڑکی اور زینب کا ایک دوسری سے خالہ بھانجی کا رشتہ ہے۔ خالہ بھانجی کو ایک ہی رشتہ میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے۔ لا تنکح المرأۃ علی عمتھا ولا علی خالتھا (رواہ ابن ماجہ عن ابی ھریرۃ)

ہدایہ مع فتح القدیر ص ۱۲۳ ج ۳ میں ہے کہ ولا یجمع بین المرأۃ وعمتھا او خالتھا الخ ص ۲۰۸ نیز اس ضابطہ کے مطابق بھی مناکحہ کی صورت نہیں نکلتی جس میں ہے وھو لا یجمع بین امرأتین لو کانت احدھما رجلا لم یجز لہ ان یتزوج بالاخری الدر المختار علی ھامش ھدایہ مع فتح القدیر ص ۱۲۵ ج ا فقط واللہ اعلم۔

ابو انور محمد عبدالستار القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

خالہ اور بھانجی کو رشتہ میں جمع کرنا جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی (مخص) کسی لڑکی کو نکال لے جاتا ہے۔ چند دن بعد آدمی اس لڑکی (مسماۃ) سے شادی کرنا چاہتا ہے مگر اس آدمی کی پہلی بیوی (مسماۃ) لڑکی کی حقیقی خالہ ہے۔ کیا وہ آدمی جس کے گھر میں پہلی بیوی دوسری لڑکی (مسماۃ) کی حقیقی خالہ ہے اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔ کیا ایک ہی آدمی کے پاس دونوں بیویاں جو کہ آپس میں خالہ اور بھانجی ہیں اسی آدمی کی زوجیت میں رہ سکتی ہیں یا نہیں۔ نیز یہ مفصل بتایئے کہ آدمی مذکور جو کہ مسماۃ لڑکی کو نکال لے گیا ہے اسی (الف) مسماۃ لڑکی سے شادی کر سکتا ہے حالانکہ اس کی پہلی بیوی جو کہ اس (الف) مسماۃ لڑکی کی حقیقی خالہ ہے مفصل بتایئے۔

﴿ج﴾

خالہ اور بھانجی دونوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر پہلی بیوی کو طلاق دے دے تو پھر اس کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۹ھ

پھوپھی بھتیجی یا نانی بھانجی کو ایک رشتہ میں جمع کرنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس صورت مسئولہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک عورت ہے اب وہ شخص مذکور اس عورت منکوحہ کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا عرض خدمت ہے کہ اس شخص کو پہلی عورت منکوحہ کے ہوتے ہوئے اس عورت کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اس کے متعلق کوئی تصریح نظر سے نہیں گزری۔ ہاں یہ قاعدہ لکھا ہے کہ دو عورتیں جو آپس میں پھوپھی بھتیجی ہوں یا خالہ اور بھانجی ہوں ان کو جمع کرنا حرام ہے۔ لیکن بھانجی کی بیٹی کے متعلق تصریح نظر سے نہیں گزری۔ البتہ اس قاعدہ کے ساتھ آتا ہے کہ ان دو عورتوں میں ایک کو مرد فرض کیا جائے تو دوسری سے نکاح حرام ہو۔ ان دونوں میں بھی جمع کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اس قاعدہ کی رو سے یہ نکاح بھی حرام ہوگا۔ کما قال صاحب الدر ص ۳۸ ج ۳ و حرم الجمع الی قوله بین امرأتین ایتهما فرضت ذکرا لم تحل للاخری ابدا واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

بھانجی اور خالہ کا جمع کرنا درست نہیں ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اور احمد حقیقی بھائی تھے۔ محمد کی شادی از روئے شریعت محمدی مسماۃ ریحاں سے ہوئی۔ مسماۃ ریحاں کے بطن سے محمد کی بیٹی تاج خاتون ہوئی۔ تاج کی بیٹی مسماۃ حمیرہ ہے۔ محمد کی فوتگی کے بعد ریحاں بیوہ محمد نے اپنے دیور احمد سے نکاح کر لیا۔ احمد سے بھی ریحاں کو ایک بیٹی یاسمین ہوئی جو محمد یار سے بیاہی گئی۔ اب درج ذیل تحریر وار بلا طلاق کے تحت محمد یار مذکور حمیرہ سے بھی شادی کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کی پہلی بیوی یاسمین زندہ ہے جو مسماۃ حمیرہ کی خالہ ہے۔

الجواب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ محمد یار کے نکاح میں جب تک مسماۃ یاسمین زندہ یا عدت میں موجود ہے اس کا نکاح مسماۃ حمیرہ سے شرعاً درست نہیں ہے۔ مسماۃ حمیرہ رشتہ میں یاسمین کی بھانجی ہے اور بھانجی خالہ کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۹۲ھ

سوتیلی پوتی کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ہاں پہلے ایک عورت موجود ہے۔ اب دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ دوسری عورت جس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ اس کی پہلی بیوی کے رشتہ میں سوتیلی پوتی لگتی ہے۔ جو عورت زید کے نکاح میں ہے وہ اس کی دوسری بیوی کے رشتے سے سوتیلی دادی کہلاتی ہے۔ کیا شرعی صورت میں ان دونوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جمیلہ اور حلیمہ دونوں کو زید کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پوتی اور لڑکی کو نکاح میں جمع کرنا صحیح نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک آدمی کی پوتی ہے۔ اب اس شخص نے اس آدمی کی لڑکی کو اغوا کر لیا ہے۔ یعنی اپنی بیوی کی پھوپھی کو اغوا کر لیا ہے۔ اب اس کے ساتھ نکاح کر لیا ہے کیا اس کی بیوی کی پھوپھی اس کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب تک اس آدمی کی پوتی اس کے نکاح میں ہے اس کی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور اسی صورت میں نکاح کر کے ازدواجی تعلقات قائم رکھنے اپنی بیوی کی پھوپھی کے ساتھ حرام کاری شمار ہوگا۔ اس شخص پر لازم ہے کہ فوراً اپنی بیوی کی پھوپھی کو اپنے سے علیحدہ کر دے اور اس کو آزاد کر دے ورنہ حکومت کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان کے مابین تفریق کر دے۔

اپنی بیوی کی پھوپھی کے ساتھ تب نکاح ہو سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس کی عدت بھی گزر جائے تب اس کی پھوپھی کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے۔ كما قال في الهداية مع فتح القدير ص

شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ وسایا کے ایک لڑکے امام بخش سے ہو گیا۔ جس میں ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوا اور بعد میں جھگڑا خانگی کی بنا پر اس کو مطلقہ کر دیا۔ ملک الٰہی بخش کا انتقال ہوا۔ اس کی بیوی کا عقد نکاح ملک قادر بخش سے ہو گیا۔ جس میں فقط ایک لڑکا پیدا ہوا جو ۹ سال کا ہو کر فوت ہوا مسماۃ رحیم خاتون بیوہ الٰہی بخش جو کہ حال میں ملک قادر بخش کی بیوی ہے کی نواسی جو کہ امام بخش ولد اللہ وسایا پر از الٰہی بخش کے گھر میں پیدا ہوئی ملک قادر بخش کے حلقہ میں اپنی حقیقی نانی کے ہوتے ہوئے بھی آ سکتی ہے؟ شرعاً تشریح کریں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں مسماۃ مجراوں ملک قادر بخش کے نکاح میں جبکہ اس کی حقیقی نانی مسماۃ رحیم خاتون موجود ہے اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سابقہ بیوی کی عدت گزر جانے کے بعد اس کی بہن سے مناکحت صحیح ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب مودبانہ گزارش ہے کہ ایک لڑکی کے ساتھ پہلے شادی کی۔ اس لڑکی کے حالات شرع محمدی سے باہر ہو گئے ہیں۔ جس کی غیرت ہوئی ہے ہم نے دو آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی ہے۔ اس کی دوسری سوتیلی بہن ہے۔ باپ دوسرا ماں وہی ہے۔ مہربانی کر کے اس کو صحیح مسئلہ حل کریں کہ اس لڑکی سے شرع محمدی میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

نوٹ: مطلقہ لڑکی طلاق نہیں مانتی حالانکہ طلاق کے گواہ بھی موجود ہیں اور مرد بھی طلاق کا اقرار کرتا ہے۔

﴿ج﴾

اگر سابقہ بیوی کی عدت گزر گئی ہو تو اس کی بہن سے نکاح جائز ہے۔ دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک کو طلاق دے دی اور اس کی عدت بھی گزر گئی تو دوسری بہن کے ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں اور عورت کے ماننے اور نہ ماننے پر طلاق میں کوئی فرق نہیں آتا۔ عورت مطلقہ سمجھی جائے گی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

ہمشیر حقیقی سے نکاح کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ زید و نکاح خوان مولوی صاحب اور دوسرے لوگ نکاح میں شریک ہونے والوں نے اگر باوجود علم ہونے کے عدت میں نکاح کیا اور شریک ہوئے تو ان کا یہ فعل شرعاً بہت بڑا جرم اور فسق اور کبیرہ گناہ ہے اور اس صورت میں سب کو شرعاً توبہ کرنا لازم ہے۔ نیز زید پر شرعاً فرض ہے کہ مطلقہ بیوی کی ہمشیر کو اپنے سے علیحدہ کر دے اور جب اس کی مطلقہ زوجہ کی عدت گزر جائے تب اس کی بہن سے شرعی نکاح کرے۔ قال فی العالمگیریہ ص ۲۷۹ ج ۱ ولا یجوز ان یتزوج اخت معتدته سواء کانت العدة عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث او عن نکاح فاسد او عن شبهة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

ہمشیرہ پر ہمشیرہ کا نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل صورت میں کہ فیض بخش فوت ہو چکا ہے اپنی منکوحہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ چکا ہے اور اس نے اپنی منکوحہ کی حقیقی ہمشیر یعنی سالی گھر لا کر کے اپنے ساتھ رکھی تھی اور اس سے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ فیض بخش نے سالی سے نکاح کیا ہے مگر کوئی ثبوت نہیں ہے اور ایک ہمشیر پہلے بھی اس کے نکاح میں تھی۔ اب قابل دریافت دو امر ہیں ایک تو یہ کہ مال ترکہ فیض بخش کا کس کو ملے گا۔ دوم یہ کہ فیض بخش کا اپنی سالی سے نکاح کرنا جبکہ ایک ہمشیرہ پہلے اس کے نکاح میں ہے ہو سکتا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک ہمشیرہ پر دوسری ہمشیرہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو کتب فقہ حنفی وغیرہ۔ ترکہ فیض بخش منقولہ و غیر منقولہ اپنی منکوحہ کی اولاد و دیگر ورثہ مستحقین پر تقسیم ہوگا اور وہی وارث ہوں گے اور سالی اور سالی سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ محروم ہیں چونکہ سالی سے کوئی نکاح ثابت نہیں ہے۔ ویسے بھی ہمشیر کے ہوتے ہوئے دوسری ہمشیر کا نکاح درست نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

باب ششم

وہ عورتیں جن سے مذہب میں
اختلاف کی وجہ سے نکاح حرام ہے

بیوی کے مسلمان ہونے کے بعد خاوند پر تین ماہ تک اسلام پیش کیا جائے انکار پر عورت آزاد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فریقین قریبی رشتہ دار ہیں اور دونوں اہل شیعہ تھے۔ لڑکی والے اہل سنت والجماعت ہو رہے ہیں۔ تقریباً ۳ سال ہو گئے ہیں اور لڑکے والے شیعہ ہیں۔ لڑکے اور لڑکی کا نکاح چھوٹی عمر میں ہوا تھا۔ اب لڑکی اہل سنت والجماعت کی ہے اور لڑکا شیعہ ہے۔ لڑکی والے اور جگہ نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں اور جناب مولوی فیر محمد صاحب آپ اس گنہگار پر رحم و کرم فرمائیں اور بتائیں کہ جناب عائشہ بی بی کے متعلق جو تہمت لگائی گئی تھی۔ یہ لڑکا اور اس کا خاندان اس تہمت کا قائل ہے۔ لڑکے کی عمر اس وقت دس سال ہے اور لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔

﴿ج﴾

وفی الدر المختار ص ۱۸۸ ج ۳ من الشامیة واذا اسلم احد الزوجین الی قوله عرض الاسلام علی الاخر ان اسلم فبھا والا بان ابی او سکت فرق بینھما ولو کان الزوج صبیا ممیزا اتفاقاً علی الاصح۔

روایت بالا سے معلوم ہوا ہے کہ لڑکی مذکورہ کے خاوند کے متعلق دارالاسلام میں قانون یہی ہے کہ اس پر اسلام کو پیش کیا جاتا۔ پس اگر وہ مسلمان ہو جاتا تو بیوی اس کو مل جاتی لیکن موجودہ قوانین میں چونکہ یہ بات نہیں ہے اس لیے یہ لڑکی مسلمان ہونے کے تین ماہ بعد اس کے نکاح سے آزاد ہو گئی۔ کیونکہ اگر خاوند پر عرض اسلام نہ ہو سکتا ہو۔ وہاں تین ماہ کی مدت کو قائم مقام تفریق کے کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لڑکی غیر مدخول بہا ہے۔ اس لیے وہ بغیر انتظار عدت کے دوسری جگہ شرعاً نکاح کر سکتی ہے۔ عالمگیری ص ۳۳۸ ج ا مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ میں ہے کہ واذا اسلم احد الزوجین الی قوله فالبینونة اما بعرض الاسلام علی الآخر او بانقضاء ثلث حیض کذا فی العنایة۔ لڑکی کے والدین چونکہ مسلمان ہو چکے ہیں اس لیے ان کی متابعت میں ان کی نابالغ اولاد بھی مسلمان متصور ہو گی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ہوالمصوب

بشرط صحت واقعہ تین حیض (ماہواریاں) آنے گزر جانے کے بعد اس عورت دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا تین ماہ کا اعتبار نہیں ہے بلکہ تین حیض کا اعتبار ہے۔ جواب ان ترمیم کے ساتھ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وہ شیعہ جو تحریف قرآن کا قائل ہو اس سے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکے کا چھوٹی عمر میں عقد نکاح ہو چکا ہے۔ (لڑکی کا خاوند مولوی شیعہ مذہب ہے) وہ بدبخت شیخین کو العیاذ باللہ سب کرتا ہے اور بتحقیق یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ وہ الزام افک بی بی عائشہ الصدیقہ کا بھی قائل ہے اور اس کی منکوحہ موصوفہ صحیح العقیدہ ہے اور شیعہ مذہب کو نہایت بدترین طریق سمجھتی ہے۔ کیا ان وجوہ کے ہوتے ہوئے ان کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔ نیز ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جو شیعہ ایسا ہو جو کسی مسئلہ ضروریہ کا انکاری ہو مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی پہنچانے میں غلطی کا قائل ہو یا صحبت صدیق رضی اللہ عنہ کا انکاری ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت (قذف) لگاتا ہو یا سب صحابہ کو جائز اور کار خیر سمجھتا ہو تو یہ کافر ہے۔ کما قال ابن عابدین فی رد المحتار ص ۴۶ ج ۳ مطبوعہ مصر وبھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فھو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة الخ لہٰذا صورت مسئولہ میں ارتداد زوج کی وجہ سے زوجین میں فرقت واقع ہو گئی ہے۔ کما فی الھدایة مع فتح القدیر ص ۲۹۲ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ واذا ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق اور چونکہ عورت غیر مدخول بہا ہے۔ اس لیے بغیر عدت

گزارنے کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ نیز زوج مرتد کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ کما فی الھدایۃ مع فتح القدیر ص ۲۹۸ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ثم ان کان الزوج ھو المرتد فلھا کل المھر ان دخل بھا و نصف المھر ان لم یدخل بھا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ربیع الثانی [illegible]ھ

ھو المصوب

کسی عالم کے سامنے تحقیق کر لی جائے۔ اگر واقعہ اسی طرح ثابت ہوا تو جواب بالا پر عمل کر لیا جائے۔
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ خوارج اور فساق سے رشتہ میں اجتناب بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک مجمع میں ایک شخص کو اپنی لڑکی دینے کا وعدہ کیا اور دعا خیر ہوئی اب وہ شخص لڑکی نہیں دینا چاہتا اس لیے کہ جس شخص سے وعدہ کیا ہے وہ شیعہ ہے۔ کیا از روئے شرع اس صورت میں ایفائے عہد ضروری ہے۔

﴿ج﴾

ایفائے عہد جبکہ کوئی شرعی قباحت لازم نہ آتی ہو ضروری ہے لیکن صورۃ مسئولہ میں شرعی قباحت موجود ہے اس لیے کہ شیعہ خوارج اور فساق کے رشتہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ بنابریں مسئولہ صورت میں شرعاً ایفائے عہد ضروری نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
محرم [illegible]ھ

اگر شیعہ باپ کی لڑکی شیعہ مذہب سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتی تو نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک زینب نامی عورت کا نکاح غلام فرید نامی ایک شخص سے ہو چکا ہے۔ جس کا شیعہ ہونا معلوم ہوا ہے۔ نکاح سے پیشتر اس کا شیعہ ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ اس وقت اس کا آغاز جوانی تھا اس لیے قریباً شیعہ ہونا بعد از نکاح معلوم ہوا ہے۔ معلوم ایسا ہوا ہے کہ وہ ماتم بھی کرتا ہے اور تعزیہ وغیرہ بھی نکالتا ہے۔ اس کے شیعہ ہونے یعنی ماتم اور تعزیہ نکالنے کے حلفیہ بیان دینے والے گواہ ہمارے ہاں موجود ہیں۔ زینب مذکورہ نہایت پاک دامن عورت ہے کہ وہ دوسرا نکاح اور جگہ کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے جناب عالیہ میں درخواست ہے کہ زینب مذکورہ کا نکاح غلام فرید شیعہ کے ساتھ ہوتا ہے یا نہیں اور آیا وہ اپنا نکاح کسی اور جگہ کر سکتی ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تحقیق کی جائے اگر یہ جوان آغاز جوانی میں نکاح کے وقت مذہبی باتوں میں حصہ نہیں لیتا تھا اگر اس کا باپ شیعہ تھا کوئی نظریہ مذہب شیعہ کے متعلق نہیں رکھتا تھا اور جو کفریہ عقیدے شیعوں کے ہیں۔ مثلاً حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قذف ہونا صحبت صدیق اکبر کا انکار کرنا جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہونا اور الوہیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قائل ہونا ان کفریہ عقیدوں میں سے کوئی عقیدہ یا اس کے علاوہ کوئی کفر کا عقیدہ نہ رکھتا تھا تو یہ شیعہ من بعض الفرقۃ الشیعۃ المبتدعۃ اگرچہ فاسق ضرور ہے لیکن کافر نہیں۔ اس لیے مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ لڑکی کا نکاح اس سے منعقد ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب دوبارہ تحقیق کی جائے جبکہ وہ اب مذہبی رسومات (ماتم وتعزیہ نکالنے میں حصہ لیتا ہے) اگر وہ مذکورہ بالا اعتقاد کفریہ میں سے کوئی کفر کا عقیدہ رکھے تو اس لڑکی کا نکاح غلام فرید سے نہیں رہا ہے اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ماتم وتعزیہ نکالنا اور حضرت علی کو دیگر خلفاء راشدین پر فضیلت دینا وغیرہ اس سے کافر نہیں ہوتا اور اگر تحقیق کرنے پر نکاح کے وقت سے غلام فرید کا کوئی عقیدہ کفر کا ثابت ہو جائے تو پہلے سے نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو بھی یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر تحقیق کے بعد یہ بات محقق ہو جائے کہ اس وقت غلام فرید کوئی کفریہ عقیدہ رکھتا تھا نہ بعد میں اس وقت تک کفر کا عقیدہ رکھتا ہے تو نکاح صحیح منعقد ہوا ہے اور تا حال نکاح ثابت ہے۔

طلاق و خلع کے سوا دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی یا بعد میں شیعہ مذہب کے کسی کفریہ عقیدہ کی قائل ہو جائے تو نکاح نہیں رہے گا، وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبدالحنیف غفرلہ
۱۲ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

عقائد کفریہ والے کے ساتھ نکاح باقی نہیں رہتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت شیعہ ہے وہ سنی ہونا چاہتی ہے۔ کیا سابقہ نکاح باقی رہے گا یا کہ نہیں۔ جب کہ عورت سنی کے پاس آئے۔ اس وقت نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں کیا عدت بھی ہے۔ یا بصورت دیگر عورت کے متولی دعویٰ کر کے حکومت کے ذریعہ عورت کو لے جائیں کیا ان کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس عورت کا خاوند شیعہ ہے اور اس کے عقائد کفریہ ہیں تو نکاح باقی نہیں رہے گا اور اگر اس کا خاوند غالی شیعہ نہیں ہے اور عقائد کفریہ نہیں ہیں تو نکاح باقی ہے۔ فقط واللہ اعلم

لڑکی کے عقائد اگر کفریہ نہ ہوں تو نکاح جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اہل سنت کی مسجد کا امام ہے۔ بعض ذاتی اغراض کے پیش نظر شیعہ کے ساتھ رشتہ کیا ہے۔ بایں طور کہ ان کی لڑکی اپنے لڑکے کے لیے اور اپنی لڑکیاں ان کو تزویج کر دی ہیں اور امام مسجد کے داماد کا شیعہ عقیدہ صحابیت صدیق اکبر اور عمر کے خلاف ہے اور قذف حضرت اماں عائشہ اور موجودہ قرآن پاک کی تحریف کے قائل ہیں حتیٰ کہ تمام عقائد میں وہ اس شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور امام مسجد کی لڑکیاں اپنے اہل سنت مذہب کے مطابق نماز پڑھتی ہیں اور اس کے لڑکے کی عورت اہل سنت کے مطابق نماز پڑھتی ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ از روئے شرع نکاح ہوا ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

ج

اگر واقعی امام مذکور نے اپنی لڑکیاں اس قسم کے شیعوں کے نکاح میں دی ہیں جو کہ مذکورہ کفریہ عقیدے رکھتے ہیں یعنی قذف حضرت اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور موجودہ قرآن مجید کی تحریف کے قائل ہیں وغیرہ تو اس قسم کے شیعہ کافر ہیں ان سے امام مذکور کی لڑکیوں کا نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا۔ بغیر نکاح کے شیعوں کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ شرعاً ایسا امام فاسق ہے۔ جس نے ایسے شیعوں کے ساتھ تعلقات قائم کیے ہیں وہ امامت کے لائق نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اہل مسجد پر لازم ہے کہ اسے امامت سے ہٹانا ضروری ہے اور اسے سمجھانا چاہیے کہ شیعوں سے اس کی لڑکیوں کا نکاح نہیں ہوا ان کو واپس لائے اور دوسرے صحیح العقیدہ مسلمانوں میں ان کا نکاح کرادے اور ان شیعوں سے تعلقات بالکل ختم کردے اگر وہ تائب نہ ہو اور تعلقات ختم نہ کرے لڑکیوں کو واپس نہ کرے تو برادری و عامۃ المسلمین پر یہ فرض ہے کہ اس سے قطع تعلقات کریں اور اس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا چھوڑ دیں تا آنکہ وہ تائب ہو جائے نیز اپنی بیٹی جو اس نے شیعہ کو نکاح میں دی ہے اگر اس لڑکی کے عقائد بھی اب کفریہ نہیں رہے جیسا کہ ظاہر حالت کی رو سے ہے اور نکاح کے وقت بھی ان کے عقائد کفریہ نہ تھے تو نکاح اسی آدمی میں کر سکتے ہیں اور اگر نکاح کے وقت لڑکی عقائد کفریہ رکھتی تھی مگر اب ان سے تائب ہو گئی ہے تو تجدید نکاح ضروری ہے۔ اس کے ساتھ رکھنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ وہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امور دین میں سے کسی ایک کا منکر یا مذاق اڑاتا ہو اس کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی ہے جو کہ سنی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے والدین سنیوں میں سے ہیں۔ مگر اس لڑکی کا ایک حقیقی ماموں ہے جو کہ جوانی میں تقریباً بیس سال سے شیعہ بن چکا ہے۔ اس ماموں کا لڑکا ہے جس کی بچپن سے پرورش شیعوں کے ہاں ہوئی ہے اب وہ جوان بھی ہے اور شیعوں میں سے ایک ہے۔ عقیدہ کا یہ حال ہے کہ شیعوں کی مجالس میں خود ذاکری کرتا ہے تقریرات علی السیف (

ہوں کیا عقیدۃً شیعہ ہیں یا نہیں تبرا ایسے آدمی کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں اور حضرت عائشہ کے اوپر بہتان اور ان کو غلط کہنے میں شامل نہیں ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جو شخص تعزیہ بنواتا ہو مجلس منعقد ہو اور دیگر شیعی رسوم ادا کرتا ہو یہ شخص فاسق و فاجر ہے۔ اس کے ساتھ سنی العقیدہ لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۰ھ

شیعہ سے مناکحت پر امام مسجد سے جرمانہ جائز نہیں ہے جبکہ معلوم نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا نکاح مولوی صاحب نے پڑھا جو کہ اہل سنت والجماعت تھے۔ پھر لوگوں نے کہا کہ آپ نے لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ کیا ہے۔ حالانکہ وہ شیعہ نہ تھا۔ بعد میں لوگوں نے تصدیق بھی کی اہل محلہ نے تنگ کر کے مولوی صاحب کو ایک سو روپیہ جرمانہ کیا۔ مولوی صاحب نے تنگ ہو کر ایک سو روپیہ دے دیا۔ آیا مولوی صاحب سے جرمانہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر مولوی صاحب نے بوجود علم کے یہ نکاح پڑھایا ہے تو اس پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ اس سے مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ باپ کی لڑکی کا رشتہ سنی العقیدہ مرد سے ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بنام محمد نواز ہے۔ مذہب شیعہ رکھتا ہے۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے رشتہ دار بنام نور محمد مذہب شیعہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ جب وہ لڑکی نو سال کی

ہوئی تو اس کو اس کے باپ نے پڑھنے کے واسطے مدرسہ میں داخل کر دیا۔ تو نور محمد نے لڑکی کے باپ کو مدرسہ میں
تعلیم دلانے سے منع کر دیا مگر تعلیم دلانے سے وہ منع نہ ہوا۔ یہ ناراضگی سمجھ کر نور محمد نے نابالغ لڑکی کو تین دفعہ
طلاق کا لفظ استعمال کر کے طلاق دے دی تھی۔ یہ حلفاً لڑکی کے باپ محمد نواز کا بیان ہے۔ لڑکی بھی جو آج کل
پچیس سال کی عمر میں ہے کہتی ہے کہ مجھ کو بالکل یاد ہے میرے سامنے اس نے طلاق بیک زبان دی۔ اس وقت
گواہ بھی موجود تھے۔ ان گواہوں نے جا کر ایک عالم کے پاس گواہی دی جو کہ قصبہ جڑانوالہ میں بڑا امام تھا۔ اس
نے فتویٰ دیا کہ یہ لڑکی نکاح پڑھا سکتی ہے۔ عالم کا فتویٰ موجود ہے۔ جب وہ لڑکی جوان ہوئی تو اس نے اپنے باپ
کو کہا کہ جو نکاح آپ لوگوں نے پڑھا رکھا تھا وہ بموجب شریعت محمدی باطل ہو گیا اور مجھ کو وہ آدمی منظور بھی نہیں
ہے۔ اس کے بعد اس لڑکی نے کہا کہ میں تو مذہب سنت والجماعت ہوں اور سنت والجماعت کے آدمی کے ساتھ
شادی کروں گی۔ ایک شخص بنام محمد امیر ولد کریم خان صاحب وارث سنت والجماعت ہے جس کی آمد و رفت موضع مگر
میں تھی۔ محمد امیر کو لڑکی کے باپ محمد نواز نے کہا کہ میری لڑکی سنت والجماعت ہو گئی ہے۔ اگر تم اپنے نکاح کے
اندر کر لو تو میں نکاح پڑھا دیتا ہوں۔ تو محمد امیر نے کہا کہ اس جگہ پر مجھ کو خطرہ ہے تم لوگ میرے گھر بمعہ مال
مویشی چلے آؤ۔ جب لڑکی بمعہ والدین گھر آ گئے تو مسمی نور محمد نے ایک آدمی کو شہر کے لوگوں کی طرف ایک رقعہ
دے کر روانہ کیا کہ میرا نکاح ہے تو یہ خبر سن کر چک ۲۸۲ کے لوگوں نے محمد امیر کے ساتھ برتاؤ بند کر دیا اور اس
کے بعد نکاح کی تصدیق کے لیے ایک ملک میاں خان اور امام مسجد چک ۲۸۲ قاضی سید رسول وہاں پر موضع مگر
کے اندر گئے۔ نور محمد نے دیہات کہا اس وقت اس کی برادری اور عام لوگ بھی اس جگہ پر موجود تھے۔ تو نکاح کی
بابت قاضی سید رسول نے دریافت کیا تو کسی آدمی نے نکاح چھوڑنے کی تصدیق نہیں کی اور وہ آدمی جن کے
سامنے نور محمد نے طلاق دی تھی وہ وہاں پر موجود نہیں تھے۔ امام مسجد قاضی صاحب سید رسول نے دریافت کیا کہ
تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں شیعہ ہوں اور محمد نواز لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں شیعہ رفضی ہوں۔
قاضی صاحب سید رسول نے نور محمد کو کہا کہ ایک تم شیعہ ہو دوسرا طلاق دینے کے بعد بھی اپنا نکاح قائم خیال
کرتے ہو۔ اگر تم شیعہ ہو تو تمہارا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ تو نور محمد نے کہا کہ اگر میرا نکاح شیعہ ہونے کی وجہ سے
ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ جانے دو۔ قاضی سید رسول نے شہر کے سنت والجماعت کے لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ لوگ
ان شیعہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ رکھتے ہو یا کہ نہیں۔ تو اہل سنت والجماعت کے لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں
کے ساتھ برتاؤ نہیں رکھتے کہ یہ لوگ تبرے کہتے رہتے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر نور محمد کا نکاح باطل خیال کیا گیا۔
اس کے بعد امام مسجد نے اس لڑکی بنام حنیفہ کو وضو کرتے دیکھا۔ تو وہ اہل سنت والجماعت کے موافق کر رہی تھی۔

چند دنوں کے بعد امام مسجد صاحب ملک عباس خان کے گھر سبق دے رہا تھا۔ تو وہ لڑکی خود بخود آ گئی۔ غلام حسین نے زبانی عرض کی کہ میں سنت جماعت ہوں میرا کئی مسلمانوں میں میل جول ہوتا ہے۔ عباس خان کی لڑکی قرآن شریف پڑھ رہی تھی۔ امام مسجد نے غلام حسین کو کہا کہ اگر تم اہل سنت والجماعت ہو تو قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفاً بیان دو۔ غلام حسین نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفاً بیان دے دیا کہ میں سنت والجماعت ہوں جس کا گواہ ملک عباس خان بھی ہے جو کہ اس وقت موجود تھا اس لیے ہمارا ایمان کہتا ہے کہ یہ لڑکی سنت والجماعت ہے۔ اس کے علاوہ کتب معتبرہ شیعہ میں سینکڑوں واقعات کفریہ ہیں جیسا کہ شیعہ کی کتاب اصول کافی ۲۰۳ پر ہے کہ خدا کو بداء ہوتا ہے یعنی خدا جھوٹ بولتا ہے اور خدا جاہل ہے اس کو بھی جھوٹ ہوا کرتے تھے۔ شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ ما بدا للہ کما بدا لہ فی اسماعیل خدا کو ایسا بداء کبھی نہ ہوا۔ جیسا اسماعیل کے بارے میں ہوا اور مثلاً امام علی نقی کے بعد خدا نے اپنے بیٹے محمد کی امامت کا اعلان کر دیا۔ مگر خدا کو معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے باپ کے سامنے ہی مر جائیں گے۔ جب وہ مر گئے تو خدا نے رائے بدل دی اور آپ نے اعلان کے خلاف امام حسن عسکری کو خلیفہ مقرر کیا۔ یہ قصہ اصول کافی ص ۲۰۳ پر ہے۔ دیکھیے ایسے کفریہ کلام کو پڑھ کر محمد امیر بعد اگر منظور صوبے دار کے نکاح کو جائز قرار دے رہا ہے اور نور محمد کے نکاح کو باطل قرار دے رہا ہے۔

الجواب

سوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکی کے والدین شیعہ ہیں اور لڑکی اہل سنت والجماعت سے ہے اور سکینہ لڑکی کا نکاح شیعہ کے ساتھ باطل محض اور کالعدم ہے۔ کیونکہ وہ قائل کفریہ ہیں لہٰذا یہ لڑکی بغیر طلاق کے نکاح کسی بھی کے ساتھ کر سکتی ہے۔ در مختار شامی ص ۲۹۳ ج ۳ میں ہے من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکر خلافة عمر رضی الله عنه فی اصح الاقوال کذا فی الظهیریة آگے لکھا ہے ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الاله الی الائمة اھ مجمع البحر ص ۱۹۲ ج ۱ پر ہے۔ وبقذفه عائشة رضی الله عنها وانکاره صحبة ابی بکر رضی الله تعالی عنه وبانکاره امامته علی الاصح وبانکاره صحبة عمر رضی الله تعالی عنه علی الاصح انتهی بحرالرائق ص ۱۳۰ ج ۵ فتاویٰ حقانیہ میں ہے وبقذفه عائشة رضی الله تعالی عنها من نسائه صلی الله علیه وسلم لفظ

الجواب صحیح فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

سنی العقیدہ لڑکی کی شیعہ کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ علاقہ بھکر میں ایک واقعہ سنی شیعہ کا در پیش ہے۔ حضرت مولانا سید مولوی محمد عبداللہ مدرسہ دار الہدیٰ بھکر کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا تو انھوں نے زبانی یہ فرمایا کہ لڑکی جو کہ سنی ہو اور لڑکا شیعہ کا ہو تو یہ نکاح شرعاً جائز نہیں۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے کہ شریعت اس میں نکاح کے متعلق کیا فرماتی ہے کیونکہ مسماۃ کرسوں کا نکاح تقریباً دس مہینے اہل شیعہ کے ساتھ غلطی سے کیا گیا ہے۔ نکاح پڑھانے والا مولوی بھی اہل شیعہ ہے۔ عرصہ آٹھ دس مہینے سے مسماۃ کرسوں اپنے خاوند کے گھر میں نماز و روزہ بہ طریقہ اہل سنت ادا کرتی رہی خاوند نے دیکھا تو اس نے صحابہ کو تبرہ بازی شروع کر دی۔ مسماۃ کرسوں اپنے خاوند کے گھر سے اپنے والد کے گھر آ گئی اپنے والد کی خدمت میں ماجرا پیش کیا تو والد نے اپنے داماد کو ہر طریقہ سے سمجھا کر مسماۃ کرسوں کو چند دنوں کے بعد اپنے خاوند کے گھر بھیج دیا۔ اس کے بعد بھی شیعہ سنی کی کشمکش چلتی رہی۔ اب محرم کے دنوں میں مسماۃ کرسوں کے خاوند نے زور کر کے تبرہ بازی شروع کی اور مسماۃ سے بھی کہا کہ تم بھی تبرہ کرو مسماۃ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کو تبرہ اور مذہب شیعہ سے جواب دے کر اپنے والد کے گھر چلی آئی۔ اب علماء کی کیا رائے ہے کہ شیعہ اور سنی کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

مسماۃ کرسوں کے شیعہ خاوند کے عقائد اگر حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں یا مثلاً حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگاتا ہو یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا صحبت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صحابی ہونے کا منکر ہو یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتا ہو یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یہ خیال رکھتا ہو کہ وحی پہنچانے میں غلطی کی ہے۔ وحی حضرت علی پر اتاری تھی حضرت سرکار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لے آئے (معاذ اللہ) یا تحریف قرآن کا قائل ہو یا اور اس قسم کے عقائد رکھتا ہو جو قرآن کے صریح نصوص قطعی الثبوت والدلالۃ کے مخالف ہوں تو ایسے شخص کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اور اگر پہلے یہ عقائد نہ رکھتا تھا بعد میں یہ عقائد اس نے بنا لئے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ فان فی الشامیۃ ص ۳۳۷ ج ۳ مطبوعہ مصر نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد

الالوهية في علي او ان جبرئيل غلط في الوحي او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن الى آخره — واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

محمد عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند سے جان چھڑانے کے بہانے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنے والی عورت کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ من سائل نے مسماۃ ممتاز بی بی دختر اللہ بخش قوم کھیری ساکنہ لال عیسن کروڑ تحصیل و ضلع مظفرگڑھ سے عرصہ تین سال قبل شادی کی تھی۔ من سائل کے نطفہ اور مسماۃ مذکورہ کے بطن سے ایک مرا ہوا بچہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد مسماۃ مذکورہ اپنے رشتہ داران کے ورغلانے پھسلانے پر خاوند کو چھوڑ کر مع زیورات و پارچہ جات کے چلی گئی۔ بعد ازاں ایک دعویٰ تنسیخ نکاح کا دائر کیا جس میں یہ عذر پیدا کیا کہ شوہر اہل سنت والجماعت ہے اور مذکورہ مسماۃ سادات سے ہے اس لیے عقد نکاح جائز نہیں بلکہ مسماۃ مذکورہ فرقہ اہل شیعہ سے ہے اور سادات سے ہے لہٰذا اس شخص کے ساتھ عقد نکاح ناممکن ہے۔ حالانکہ مسماۃ مذکورہ نے بوقت نکاح اقرار نامہ میں اپنی قوم کھیری درج کرائی تھی۔ اب شیعہ سنی کا سوال پیدا کر کے جھگڑا کرنے پر آمادہ ہے۔ علماء دین اس کا شرعی مسئلہ حسب ضابطہ مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خاوند بھی کسی مسلمان حاکم کے پاس اپنے بازو لینے کا دعویٰ دائر کر دے کہ یہ عورت قوم کی کھیری ہے اور میری منکوحہ ہے میں اسے آباد کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ عورت شادی ہو جانے اور کچھ عرصہ آباد رہنے کے بعد (حتیٰ کہ من سائل کے نطفہ اور مسماۃ کے بطن سے ایک مرا ہوا بچہ بھی پیدا ہوا) اب اپنے وارثوں اور رشتہ داروں کے ورغلانے پر میرے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر رہی ہے اور اسے رشتہ دار میرے گھر آباد نہیں کرنا چاہتے۔ دعویٰ میں شیعہ سنی کا سوال پیدا کیا ہے۔ (کہ میرا خاوند اہل سنت والجماعت ہے)

اور میں سیدہ ہوں اہل تشیع سے ہوں میرے اور اس خاوند کے درمیان نکاح صحیح نہیں رہتا۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ مسماۃ نے بوقت نکاح اقرار نامہ میں تحریر کیا ہے کہ میں قوم کی کھیری اہل سنت والجماعت ہوں۔ لہٰذا حاکم کو شرعاً لازم ہے کہ اس کے رشتہ داروں کو تنبیہ کر دے اور چونکہ اس کا دعویٰ غلط و بلا وجہ ہے اسے خارج کر دے اور

اس عورت کو جو کہ اسے آباد کرتا ہے اس کے حوالے کر دے۔ نیز مسماۃ کا خاوند عدالتی چارہ جوئی کے علاوہ پنچایت اور دیگر کوششوں سے بھی کام لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عطاء اللہ عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

جہالت کی بنیاد پر اہل تشیع کی مجالس میں بیٹھنے والے کے ساتھ مناکحت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش قوم کلانس نے اپنی دختر مسماۃ جرہ کا نکاح ممتاز ولد احمد سے عرصہ ۱۵/۱۶ سال سے کر دیا ہوا ہے۔ ہر دو فریق اہل سنت والجماعت ہیں بوجہ جہالت اہل تشیع کی مجالس میں داخل ہوتے ہیں۔ نماز ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں صحابہ کرام کو سب وشتم بھی نہیں کرتے۔ فریق اول اللہ بخش نے اپنے داماد کو شیعہ تصور کر کے اپنی لڑکی مسماۃ جرہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا ہے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے نکاح ثانی جائز ہے یا نہ بصورت عدم جواز نکاح ثانی نکاح خواں اور نکاح میں شامل ہونے والوں کی کیا سزا ہے۔ کیا ان سے قطع تعلقات اور بائیکاٹ کرنا ضروری ہے کیا ایسے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر صحابہ کو سب وشتم نہیں کرتا اور نہ کوئی عقیدہ کفریہ رکھتا ہے اور نہ اپنے آپ کو شیعہ کہلاتا ہے محض جہالت کی وجہ سے اہل تشیع کی مجلس میں شریک ہو جاتا ہے تو یہ شخص مسلمان ہے اور بدستور وہ اس کی منکوحہ ہے۔ دوسری جگہ اس کا نکاح جائز نہیں۔ ان حالات میں جو لوگ اس کا نکاح دوسری جگہ کر چکے ہیں انہوں نے ناجائز کیا ہے۔ اس مولوی نے اگر جان بوجھ کر اس کا نکاح پڑھا ہو تو اس پر توبہ لازم ہے اور اگر غلط فہمی سے ایسا کر گیا ہو تو اس کا تدارک کرنے کی کوشش کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ غالی کے ساتھ نکاح کرنے والی عورت پر لازم ہے کہ جدائی اختیار کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی پر ایمان رکھتا ہے اور تینوں کا انکار کرتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلافصل مانتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین کو برحق نہیں مانتا اور جب اس کے پاس کوئی سنی آ جائے تو کہتا ہے ہٹ دور ہو جا صحابیوں کی بچی (العیاذ باللہ) کیا ایسے شخص کا نکاح ایک سنی لڑکی کے ساتھ شرع محمدی کی رو سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر سنی لڑکی کے والد کو مطلع کر دیا جائے پھر بھی وہ نکاح کر دے تو کیا ایسے سنی کے ساتھ میل جول رشتہ وغیرہ کرنا باقی سنیوں کو جائز ہے یا نہیں

﴿ج﴾

اگر شیعہ سبی ہے۔ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے اور اس کو جائز وحلال اور کار خیر سمجھتا ہے تو ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ جس سنی شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایسے شیعہ کے ساتھ کر دیا ہے اس نے ناجائز کیا ہے۔ اپنی لڑکی کو اس سے علیحدہ کرا لے۔ ورنہ عام مسلمان اس سے قطع تعلق کر لیں۔

كما قال ملا علي قاري في شرح الفقه الاكبر ص ۸۶ نعم لو استحل السب او القذف فهو كافر فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۷۲ پر ہے۔ جس کے نزدیک رافضی کافر ہے۔ وہ فتویٰ اول ہی سے بطلان نکاح کر دیتا ہے۔ اس میں اختیار زوجہ کا کیا معتبر ہے۔ بلکہ جب چاہے علیحدہ ہو کر کے عدت کر کے نکاح دوسرے سے کر سکتی ہے اور جو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک یہ امر ہرگز درست نہیں کہ نکاح اول صحیح ہو چکا ہے اور بندہ اول مذہب رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغی میں باپ کا ایسے شخص سے نکاح کرانا جو شیعہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جس کی عمر تقریباً صرف ایک ماہ تھی۔ اس کا نکاح اس کے والد نے مسمی محمد بخش کے ساتھ کر دیا۔ اب وہ لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جوان اور بالغ ہو چکی ہے اور لڑکی کا والد فوت ہو گیا ہے۔ لڑکی کا بڑا بھائی موجود ہے اب لڑکی مذکورہ اور اس کا بڑا بھائی محمد بخش کے نکاح کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ مسمی محمد بخش نے اب مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے۔ شیعہ عقیدہ رکھتا ہے۔ شیعہ طریقہ پر نماز پڑھتا ہے اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق تبرا بکتا ہے اور حضرات خلفاء راشدین اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعلانیہ تبرا کرتا ہے اور لعنت تک کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جس کے دو گواہ مسمی نور محمد ولد غلام محمد منشی محمد امین ولد محمد ابراہیم موجود ہیں۔ جن سے اس بات کا ثبوت لیا جا چکا ہے اور دیگر آدمی بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں تو کیا اب اس صورت میں شرع محمدی رعقیدہ حنفیہ کی رو سے محمد بخش کا نکاح بحال ہے یا ٹوٹ چکا ہے اور اب وہ لڑکی مذکورہ عطاء الٰہی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

نیز لڑکی مذکورہ نے عدالت عالیہ دیوانی میں بھی تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا اور عدالت دیوانی نے بھی لڑکی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے کہ لڑکی مسماۃ عطاء الٰہی جہاں چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

چونکہ آج کل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں مثلاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں یا تحریف قرآن کے قائل ہیں یا حضرت صدیق ؓ کی صحابیت سے انکار کرتے ہیں یا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہیں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے الوہیت کے قائل ہیں اور اس عقیدے کے لوگ باجماع امت کافر ہیں اور کافر سے مسلمان عورت کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور اس شیعہ کے مذکورہ فی السوال احوال سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ اس کے بھی عقیدے کفریہ ہوں تو اس کا نکاح بھی اس عورت سے ختم ہوا اور جب حاکم نے بھی اس کے نکاح کو فسخ کیا تو اس شیعہ (محمد بخش) کا نکاح نہیں رہا اور مسماۃ عطاء الٰہی شرعاً نکاح ثانی کی مجاز ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

سب علی کی بنا پر اگر شیعہ غالی ہے تو مناکحت کی تو تفریق لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بوجہ بے علمی کے ایک لڑکے کو اپنی لڑکی کا نکاح کر دیتا ہے کہ نہ صرف لڑکا بلکہ اس کا سارا کنبہ ہی شیعہ ہے۔ ایسی صورت میں لڑکی کو بچانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سنی شیعہ کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور قول مفتی بہ یہی ہے کہ سب شیخین کفر نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی شیعہ غالی ہے اور ضروریات وقطعیات دین میں سے کسی کا منکر ہے تو وہ بالاتفاق کافر ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ کے افک کا قائل ہو یا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحبت کا منکر ہو یا حضرت علیؓ کو خدا مانتا ہو یا جبرئیل علیہ السلام کے متعلق یوں عقیدہ رکھے کہ اس نے وحی پہنچانے میں غلطی کی ہے معاذ اللہ یا دیگر ایسی باتوں کا قائل ہو جو صریح کفر ہو۔ کما قال فی شرح ملا علی القاری علی الفقہ الاکبر ص ۲۰۲ ففی شرح العقائد سب الصحابۃ والطعن فیھم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ عنھا والا فبدعۃ وفسق۔ وفی شرح الاکبر لملا علی القاری ص ۱۷۱ ثم فی بسط الامام الکلام علی نفی تکفیر ارباب الآثام من اھل القبلۃ ولو من اھل البدعۃ دلالۃ علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححہ ابو الشکور السلمی فی تمہیدہ وذلک لعدم ثبوت مبناہ وعدم تحقق معناہ فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت وحینئذ یستوی الشیخان وغیرھما فی ھذا الحکم الخ وقال الشامی فی رد المحتار ص ۴۳۳ ج ۲ نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا۔ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن۔

تو خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگر یہ شیعہ غالی ہے تو اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ہے۔ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر غالی نہیں ہے تو نکاح ہو گیا ہے۔ جب تک طلاق نہ دے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چونکہ بظاہر یہ شخص سب اصحاب ثلاثہ کو ثواب سمجھتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکی کا جبراً شیعہ کے ساتھ نکاح کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمرو دونوں بھائی ہیں۔ مذہب کے معاملہ میں عمرو سنی اور زید شیعہ ہے۔ بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اس کی بیوی اور لڑکی بوجہ لاوارث ہونے کے شیعہ بھائی ان کو گھر اپنے گھر لے گیا چند دنوں کے بعد زید یعنی شیعہ بھائی نے عمر بھائی سنی کی لڑکی کا نکاح اپنے شیعہ لڑکے کے ساتھ کرنا چاہا لیکن لڑکی نے بوجہ مذہب سنی ہونے کے نامنظور کیا اور اپنی طرف سے لڑکی اور اس کی ماں نے بہت چیخ وپکار کیا۔ لیکن بوجہ لاوارث ہونے کے اس شیعہ بھائی نے اپنے عالم شیعہ کو بلا کر جبراً وقہراً اس لڑکی کا انگوٹھا انکار کرنے کے بعد بھی اپنے شیعہ لڑکے کے نکاح کے لیے لگوا دیا لیکن شادی وغیرہ یعنی رخصتی نہیں ہوئی اور اس کے بعد جب کوئی نکاح وغیرہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ لڑکی انکار کرتی رہی۔ بعد چند ماہ جب لڑکی اور اس کی ماں کو موقع ملا تو لڑکی دوسرے چچا سنی کے گھر چلی گئی۔ جس کو تقریباً ڈیڑھ سال ہونے والا ہے۔ اس لیے طلاق طلب ہے کہ لڑکی اپنے مذہب سنی کی لاج رکھتے ہوئے اپنے سنی رشتہ داروں سے نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ اگر لڑکی نکاح کرانے سے قبل نکاح کے وقت اور اس کے بعد انکار کرتی رہی ہے۔ حتیٰ کہ ایجاب وقبول کے الفاظ بھی اگرچہ جبراً ہوں اس سے نہیں کہلوائے گئے۔ صرف اس کا انگوٹھا زبردستی کاغذ پر لگوا دیا گیا۔ تو اس سے نکاح نہیں ہوا ہے۔ چونکہ لڑکی بالغہ ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرایا جا سکتا اور اگر بالفرض زبردستی گواہوں کے سامنے اس سے ایجاب وقبول کرایا گیا ہو تب اگر یہ شخص شیعہ سبی ہے اور سب صحابہ کرام کو جائز سمجھتا ہے اور اس کا ثبوت خود اس کا اقرار یا شہادت شرعیہ اس کے اس اقرار وبیان کی موجود ہے تو یہ کافر ہے اور اس کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

کما قال فی شرح الفقہ الاکبر ص ۲۰۷ نعم لو استحل السب او القتل فہو کافر لا محالۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
صحیح الجواب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

موجودہ پاکستانی شیعہ غالی ہیں ان کے ساتھ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ شیعہ کا جنازہ پڑھنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ نیز شیعہ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔ نیز شیعہ مرد کی عورت سے یا شیعہ عورت کا سنی مرد سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دلائل معتبرہ سے جواب دیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

موجودہ وقت میں شیعہ پاکستانی اکثر ایسے ہیں جو حضرات صحابہ کرام خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم کو سب (العیاذ باللہ) دیتے ہیں اور اسے عبادت و باعث ثواب سمجھتے ہیں نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق قذف کے قائل ہیں۔ اس لیے ان سے ہر صورت میں پرہیز کرنا لازم ہے۔ کسی قسم کا تعلق ان سے نہ رکھا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے شیعہ غالی تھے تو تفریق لازمی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک آدمی سے کرتا ہے اور وہ اہل سنت والجماعت ہے۔ نکاح کے کچھ دن بعد وہ اپنی اصل فرقہ یعنی شیعہ کا اظہار کرتا ہے۔ میں شیعہ ہوں اور میں زید کی لڑکی بیوی کو شیعہ کروں گا اور لڑکی مذہب اہل سنت رکھتی ہے۔ اب سوال ہے کہ شریعت میں کیا حکم ہے کہ اہل سنت لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نکاح کے وقت اگر اس نے اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے نکاح کر لیا ہے اور اس کے بعد معلوم ہو کہ وہ تو پہلے ہی سے شیعہ تھا تو اگر وہ دو گواہان عادل کی گواہی سے (جو کہ معلوم و یقینی طور پر ثالث کے سامنے دی جائے) اور

شخص بھی حاضر ہو) ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق (اعیاذ باللہ) افک کا قائل ہے یا حضرات صحابہ خصوصاً شیخین رضی اللہ عنہم کو دشنام دیتا ہے۔ (اعیاذ باللہ) تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا۔ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر مندرجہ بالا طریقہ سے ثبوت نہ ہو سکا البتہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بہرحال شیعہ فرقہ سے کسی نہ کسی طرح متعلق ہے تو بوجہ عدم کفو ہونے کے عورت بلوغ کے وقت جب اسے بلوغ کا علم ہو جائے اسی مجلس میں اس نکاح سے انکار کر دے اور دو معتبر گواہ قائم کرے کسی مسلمان مجسٹریٹ کے ہاں دعویٰ دائر کر کے بحق خیار بلوغ تنسیخ کر دے اور پھر دوسری جگہ نکاح کر لے۔

واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

میرا خدا تو دالی فقیر ہے جیسے الفاظ سے تجدید نکاح بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی بیوی اور بیوی کے خاندان والے مزار پرست ہیں۔ زید نے اپنی بیوی کو سمجھایا اس نے توبہ کر لی۔ اس کے بعد ایک دن ان کے درمیان پھر اسی قسم کی بات چلی۔ تو زید نے طنزاً اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارا خدا تو دالی فقیر ہے۔ یہ اس لیے کہا کہ اس کے خاندان والے مصیبت میں اسی سے مانگتے ہیں اس پر بیوی نے کہا کہ ہاں ہمارا خدا وہی ہے۔ اس قسم کا جواب دینا عموماً عورتوں کی عادت ہے۔ اگرچہ دل میں ارادہ نہ ہو تو کیا ان لفظوں سے وہ بیوی مرتد ہو گئی ہے اور مرتد ہو کر طلاق واقع ہو گئی یا نہ۔

اگر گوید مرا بر آسمان خدا است و بر زمین تو کافر شود۔ اگر کسے گفت کہ تو علم غیب داری گفت بلے دارم کافر شود

﴿ج﴾

بہتر یہ ہے کہ توبہ کرے۔ احتیاطاً تجدید نکاح کر لے اور آئندہ کے لیے اس قسم کے الفاظ سے قطعاً احتراز کرے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاخریٰ [illegible]ھ

دیوبندیوں بریلویوں کا آپس میں نکاح

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دیوبندی اور بریلوی فرقوں کے آدمی ایک دوسرے کو اپنی لڑکی شادی بیاہ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب مفتی مدرسہ انوار العلوم (بریلوی)

جو دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کرتے ہیں یا گستاخی کرنے والوں کو پیشوا جانتے ہیں ان کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ جو لوگ دیوبندی مسلک رکھتے ہیں وہ صحیح طور پر مسلمان ہیں۔ دیوبندی مسلک والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنا تو درکنار آپ کی شان مقدس میں ذرہ برابر کمی کرنے والے کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ لہذا دیوبندی مسلک والے کے گستاخ ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں جو بریلوی ضروریات دین میں سے کسی ضروری مسئلہ کا منکر ہے وہ کافر ہے اور اس کے ساتھ دیوبندیوں کی مناکحت جائز نہیں ہے اور جو ضروریات دین کا منکر نہ ہو وہ مبتدع ہے اور ایسے مبتدع کے ساتھ مناکحت جائز ہے لیکن اندیشہ ابتلاء بدعت اگر ہو تو احتراز اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکے کا مرزائی کی لڑکی سے نکاح صحیح نہیں جب تک لڑکی اسلام قبول نہ کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اس لڑکی کا والد مرزائی ہے اور وہ لڑکی والد کے تابع ہے۔ اگر کوئی شخص اس امید سے اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے کہ نکاح کرنے کے بعد وہ لڑکی مسلمان ہو جائے گی۔ کیا وہ اس بنا پر نکاح و شادی کر سکتا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

پہلے لڑکی مذکورہ کو مسلمان بنا لے اس کے بعد اس کے ساتھ نکاح کرے۔ مسلمان بنائے بغیر اس کے ساتھ عقد نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۔۔ صفر ۱۳۹۷ھ

نابالغ اولاد مذہب میں باپ کی تابع ہوتی ہے مرزائی باپ کے لڑکے سے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جس لڑکے نابالغ مذکور سے اس لڑکی نابالغہ مذکورہ کا نکاح ہوا اس لڑکے کا باپ مرزائی تھا اب جبکہ دونوں لڑکی اور لڑکا بالغ ہو چکے ہیں تو لڑکی مذہب اہل سنت والجماعت پر پختہ اعتقاد رکھتی ہے اور لڑکا مرزائی بن گیا ہے اور لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ لڑکے مذکور نے اب تک باپ سے علیحدگی اختیار کی ہے اور نہ مرزائیت سے تفرع کرتا ہے بلکہ ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں آیا شرعاً اس لڑکی مذکورہ کا نکاح مرزائی لڑکے سے باقی نہیں ہے یا نہیں اگر نکاح باقی ہے تو لڑکی مذکورہ اب جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شرعاً نابالغ لڑکا لڑکی دین میں تابع اس باپ کے ہوتے ہیں۔ تو صورت مسئولہ میں جبکہ نابالغی میں مرزائی کے لڑکے کا نکاح ایک اہل سنت والجماعت لڑکی سے اس کے باپ نے کیا اور اس لڑکے کے ماں باپ مرزائی تھے تو یہ لڑکا بھی والدین کے تابع ہو کر مرزائی شمار ہوگا اور مرزائی کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری جملہ علماء کے نزدیک کافر و مرتد ہیں جن حضرات علماء کو ان کے مذہب پر اطلاع ہوئی سب نے بالاتفاق ان کی تکفیر کی ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر سے کسی طرح جائز و حلال نہیں۔ لقولہ تعالیٰ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ درمختار ص ۲۰۰ ج ۳ میں ہے کہ

ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احدا من الناس اور شامی میں ہے لا نہ قبل البلوغ تبع لا بویہ۔ لہٰذا اس لڑکی سے مرزائی لڑکے کا نکاح ابتداً ہی میں منعقد ہی نہیں ہوا تو عورت جہاں چاہے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شوال ۱۳۸۰ھ

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہے مناکحت جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دو ہمشیرگان اور ایک لڑکی مرزائیوں کو بیاہ رکھی ہے اور ان کے مرنے جینے میں باقاعدہ شریک ہوتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ چک کے مسلمانوں کو کیا معاملہ کرنا چاہیے۔ شادی غمی وغیرہ میں شریک ہونا چاہیے یا قطع تعلق کرنا چاہیے اور دنیاوی معاملات میں بھی کس حد تک مسلمانوں کو اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے ساتھ مسلمان لڑکیوں کا نکاح حرام ہے اور ان سے میل جول رکھنا بھی درست نہیں جو شخص ان سے برادری کے تعلقات رکھتا تھا اس پر لازم ہے کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کرے اور اگر وہ باز نہ آئے تو دوسرے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ ان کو برادری کے تعلقات خوشی غمی میں شریک نہ کریں اور ان کو مجبور کریں کہ وہ مرزائیوں سے قطع تعلق کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قادیانی باتفاق امت کافر ہیں ان کے ساتھ مناکحت ناجائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جو کہ خاص مسلمان اور حنفی عقیدہ رکھتی ہے جہالت کی وجہ سے اس کا نکاح ایک قادیانی سے پڑھایا گیا جس قادیانی سے اس کے دو بچے پیدا ہو چکے ہیں وہ بچے بھی شادی شدہ ہو چکے ہیں تو اب اس عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

سے جلدی تجدید اسلام کر کے توبہ کرنا چاہیے۔

شامل ہونا اور ولیمہ کھانا ناجائز ہے۔

قصداً جائز

اگر غلطی سے شریک ہو گئے تو بھی توبہ کر لیں اور اگر جان کر ان سے نفرت نہ کریں اور ان کو مسلمان جانیں یا اس فعل کو جائز کہیں تو تجدید اسلام کرنی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسلمان لڑکے کا عیسائی یہودی لڑکی کے ساتھ نکاح کا حکم

﴿س﴾

کسی مسلمان لڑکے کا عیسائی اور یہودی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر عیسائی یہودی اہل کتاب ہے یعنی معتقد کتاب سماوی ہے تو نکاح اس کے ساتھ جائز ہے۔ البتہ باوجود اس قوم میں سے ہونے کے کسی کتاب سماوی کے اعتقاد کا التزام نہ رکھیں جیسے کہ آج کل اکثر کی حالت ہوگئی ہے تو اس کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

عورت جب مرتد ہو جائے تو احناف کے اقوال

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک عورت جس کا نام برکت بی بی ہے۔ اس کی اپنے شوہر سے ناچاقی ہوگئی۔ اور اپنی جان اس سے چھڑانا چاہتی ہے لیکن شوہر طلاق دینے پر رضامند نہ تھا اب اس نے ایک ترکیب نکالی کہ اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کیا اور مشن عیسائیاں میں جا کر عیسائی ہوگئی اور اس امر کا اعلان کر دیا کہ وہ عیسائی ہے۔ چنانچہ اس نے خاوند سے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ مسلمان ہوگئی اور ایک

کی رو سے مندرجہ بالا صورت میں جبراً عورت کو اغواء کرنے کے بعد مذہب تبدیل کرانے پر نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟ کیونکہ پہلے ہندوستان میں جمیلہ دو تین سال میرے گھر بطور زوجہ بار رہی اور حقوق زوجیت ادا کرتی رہی۔

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کا نکاح کسی دوسری جگہ درست نہیں ہے۔ شرعاً فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ محض مذہب تبدیل کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ اس لیے عورت پہلے خاوند کو ملنی چاہیے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

باب ہفتم

وہ عورتیں جن سے کسی کا حق وابستہ ہونے کی وجہ سے نکاح حرام ہے

جب مرد و عورت دونوں عدت گزرنے پر متفق ہوں تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو ایک سال سے طلاق دے دی ہے اور عورت بھی کہتی ہے کہ مجھے چھ ماہ سے پتہ چلا ہے کہ مجھے طلاق ہو چکی ہے اور میری عدت گزر چکی ہے۔ مگر اس مطلق مذکور کا بھائی کہتا ہے کہ اس نے دو ماہ سے طلاق دی ہے۔ لیکن اس چیز کی لوگوں میں شہرت نہیں ہوئی۔ تو عورت مذکورہ نے دوسری جگہ نکاح بھی کر لیا ہے اور زوج ثانی سے حمل بھی ہے۔ اب اس عورت کے نکاح ثانی اور طلاق میں تنازع برخاست ہوا ہے کہ آیا اس عورت کی طلاق زوج اول سے واقع ہوگئی ہے یا نہیں اور زوج ثانی کا نکاح نافذ ہے یا نہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح ثانی جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق بھی ہوئی ہے اور نکاح ثانی بھی جائز ہے۔ لہٰذا اس صورت کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب زوج اور زوجہ دونوں طلاق اور عدت گزر جانے پر متفق ہیں تو اس کے بعد عورت کا نکاح ثانی صحیح ہے۔ عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوتی ہے اور طلاق اس وقت سے ہوئی جس کا زوج اقرار کرتا ہے۔ اقرار کے وقت سے نہیں۔ البتہ بعض مواضع تہمت میں اقرار ہی کے وقت سے طلاق معتبر ہوتی ہے۔ لیکن یہ تہمت کا محل نہیں۔ شامی ردالمحتار میں لکھا ہے۔ اقول لا یخفی ان العدة انما تجب من وقت الطلاق باب طلاق المریض واذا اقر الزوجان بمضیها صدقا فیما لا تهمة فیه ولذا صرحوا بانه لا تجب لها نفقته (الی ان قال بخلاف الوصیة بمارأد علی قدر المیراث فلم یصدقا فی حقها الخ)۔

از جناب مفتی محمد صاحب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہندوستان سے آتے وقت کسی نے کہا ہو کہ بیویاں آزاد ہیں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دوران انقلاب میں ہندوستان سے آتے وقت دو شخص اپنی بیویوں کو چھوڑ کر آئے گئے تو ان کی والدہ نے کہا کہ اپنی بیویوں کو لے جاؤ تو انہوں کی والدہ کو

ان دونوں خاوندوں نے یہ کہا کہ ان دونوں کو ہم چاہو تو ہمارے پاس لاری پر پہنچا دو ورنہ یہ آزاد ہیں اور یہ بات لڑکیوں کی والدہ کو کسی معتبر دوسرے شخص کے ذریعہ کہہ کر بھیجی۔ اس کے بعد دو خاوند ہندوستان سے پاکستان آ گئے۔ ان خاوندوں نے آ کر دوسرے نکاح کر لیے اور ان قدیمی منکوحہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اب پاکستان آ کر ان لڑکیوں کی والدہ نے ایک لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اور ان خاوندوں نے منع بھی نہیں کیا۔ کیا اس پہلی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ جائز تھا اور کیا دوسری لڑکی کا نکاح بھی دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔ کیا ان کلمات سے کہ وہ ہماری طرف سے آزاد ہیں طلاق پڑ جائے گی؟

﴿ج﴾

اگر ان الفاظ کا کہ لاری پر پہنچا دو ورنہ یہ آزاد ہیں۔ وہ دونوں خاوند اقرار کر لیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ ان سے ہماری نیت طلاق کی تھی۔ تو طلاق واقع ہوگی۔ اور بعد عدت کے دونوں دوسری جگہ نکاح کرنے کی مجاز ہیں۔ لیکن اگر وہ خاوند یا تو ان الفاظ کا انکار کریں یا یہ کہیں کہ ان سے ہماری نیت طلاق کی نہ تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ ان پر طلاق واقع ہوئی۔ دوسری جگہ خاوندوں کے نکاح کرنے سے پہلی عورت کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا دو جہ ستورات کے نکاح میں ہیں۔ اگر اس صورت میں نکاح کرایا گیا ہے تو یہ نکاح نہیں ہوا اور یہ محض حرامکاری ہے۔ ان سے یا تو طلاق حاصل کی جائے یا خلع کرایا جائے۔ اس کے بغیر کوئی صورت نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرعی حجت یا اقرار سے طلاق ثلاثہ ثابت ہو جائیں تو بعد عدت کے دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میں مسماۃ صغریٰ دختر فقیر محمد ذات راجپوت زوجہ نذیر حسین یہ کہ میرے خاوند مذکور کے نطفہ سے اور میرے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی ہے۔ یہ کہ خاوند چال چلن کے اندر عاجز اور خود و دیگر لواحقین خود کے ذریعہ زدوکوب کرتا رہا ہے۔ یہ کہ عرصہ دو سال کا ہوا۔ جبکہ خاوند و دیگر لواحقین خاوند نے نہایت بے رحمی سے مجھے زدوکوب کیا۔ پارچات زیورات میرے اتار لیے اور خاوند نے زبانی سہ طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ یہ کہ اسی روز سے ساتھ اپنے رشتہ دار اللہ دتہ کے پاس ملتان میں آ گئی ہے اور محنت و مشقت کر کے اپنی گزران کرتی ہوں۔ اب اس بات کی دریافت طلب ہے کہ آیا میری طلاق بوجوہات مذکورہ بالا ہو چکی ہے کہ میں اپنا عقد نکاح کر سکوں۔ کیونکہ خاوند و دیگر لواحقین خاوند بذریعہ پیغامات مجھے ڈرا رہے ہیں کہ ضرر و نقصان پہنچا دیں گے۔

سائلہ مسماۃ صغریٰ

ج

اگر دو گواہان دیندار یعنی ایک مرد اور دو عورتیں تین طلاق کی گواہی دیں یا خود زوج اقرار کرے کہ میں نے طلاق دی ہے۔ تو عورت اس تاریخ سے مطلقہ ہو گئی۔ طلاق کی تاریخ سے تین حیض کامل گزر جانے کے بعد اس کے لیے دوسری جگہ شادی کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

طلاق کے بعد ایک عرصے سے شوہر کا لاپتہ ہونا

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین جبکہ میں مسماۃ مہر النساء ملتان سے عرض کرتی ہوں۔ ۱۸/۴/۶۳ کو اس جگہ میرا عقد ہو گیا۔ عرصہ اندازاً تین سال رہی اور عقد میرا نابالغی میں ہوا تھا۔ اس کے بعد بالغ ہونے پر میرے لڑکی ہوئی۔ بعد میں مجھ کو گھر سے نکال دیا اور زبانی طلاق دے کر نامعلوم کس جگہ چلا گیا۔ بعد میں میں نے دعویٰ کیا۔ اس وقت پیش ہوا۔ میں عرصہ تین سال اپنے خالو [illegible] کے پاس رہی۔ اب میں اپنا عقد کرنا چاہتی ہوں۔ مگر تحریری کوئی طلاق نہیں تھا۔ چونکہ اس کا پتہ نہیں کہ وہ کس جگہ ہے۔ البتہ زبانی طلاق دے چکا ہے عرصہ دراز ہو گیا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ شرع شریف اس میں کیا حکم دیتا ہے۔ عقد کر سکتی ہوں یا نہیں میرا کیسے گزارہ ہو۔

(نوٹ) پہلے میں ڈپٹی کمشنر صاحب کے حضور پیش ہو چکی ہوں۔

سائلہ مہر النساء ملتانی [illegible]

ج

اگر فی الواقع شوہر زبانی طلاق دے چکا ہے اور اس کی شرعی شہادت (دو عادل گواہ) بھی موجود ہیں تو بعد عدت (تین حیض کامل) عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

اگر طلاق کی شرعی شہادت موجود ہو تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ گزارش ہے کہ فدوی نے اپنی لڑکی مسماۃ منظور مائی کی شادی مسمی علی محمد ولد اللہ یار ساکن موضع خوبر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ سے تقریباً ایک ماہ سے قریب ہو گیا۔ شادی کر دی تھی۔ یہ علی محمد مذکور نے لڑائی جھگڑا کر کے زبانی کلامی تین مرتبہ مائی منظوراں کو طلاق، طلاق، طلاق کہہ دیا اور زبان سے کہا کہ میرا اس سے تم پر حرام ہو چکی ہے اور منظور مائی ولد سلطان خان سے مبلغ پندرہ صد روپیہ نقد بجائے گواہان وصول کر کے طلاق دے دی ہے کہ جہاں منظوراں مائی کی مرضی ہو اپنا عقد نکاح کر سکتی ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ لہٰذا شرع محمدی سے فتویٰ دیا جائے کہ اس میں کوئی شریعت کی طرف سے رکاوٹ تو نہ ہو۔

فدوی سلطان خان ولد محمد خان ساکن موضع خوبر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ
سرپرست والد منظوراں مائی

﴿ج﴾

اس واقعہ کی شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کی جائے۔ اگر واقعی خاوند نے طلاق دی ہو تو لڑکی کا دوسری جگہ عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ

اگر طلاق نامہ پر لڑکے کا انگوٹھا برضا و رغبت اور طلاق جاننے کے ساتھ ہو تو دوسری جگہ نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اسلام کہ زید محمد نے اپنی دختر چھوٹی نابالغ کا نکاح فلاں سے کر دیا تھا۔ نکاح کے بعد لڑکی مذکورہ کو ہم نے نابالغ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جبکہ میری لڑکی چھوٹی بالغ ہو گئی۔ اس کے شوہر مذکور نے دوسری شادی کر لی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے میری لڑکی کی موجودگی میں ایسا کیوں کیا تو انھوں نے کہا ہم اپنی مرضی کے خود مالک ہیں۔ اب میں اس لڑکی چھوٹی کے گھر سے جانے میں رضامند نہیں ہوں۔ جبکہ تمام برادری جو کہ نکاح میں موجود تھے۔ میں نے ان سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم کیا کریں۔ جب لڑکا نہیں مانتا اور آپ نے بغیر ہمارے کہے دوسری شادی کر لی۔ اب تم عدالت سے اس بات کا

کہ اس نے مسمی محمد جعفر اور عبدالحمید کے روبرو جب کہ یہ دونوں مسمیان مذکور ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرار کیا کہ میں اپنی زوجہ مسماۃ عائشہ بیگم کو طلاق دے چکا ہوں اور اپنے نکاح سے اس کو فارغ کر چکا ہوں۔ عائشہ بیگم کے وارثوں نے طلاق کی تحریر طلب کی۔ تو اس نے کہا کہ جب تک ان زیورات کا فیصلہ نہ ہو جو مسماۃ عائشہ بیگم کے پاس ہیں۔ اس وقت تک میں طلاق نامہ نہیں لکھ کر دیتا۔ اس تنازعہ کو دو سال طوالت ہوئی۔ آخرکار یہ فیصلہ ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ تو اس نے طلاق کی تحریر ایک اسٹامپ پر لکھ دی۔ جو گواہوں کے پاس موجود ہے۔ مگر اس نے تاریخ تحریر کو غلطی سے تاریخ طلاق لکھ دی۔ علاوہ اس کے ہمیں اس مسئلہ کا پورا پتہ بھی نہ تھا کہ اس کی عدت بھی ہوتی ہے یا نہ۔ کیونکہ ہم لوگ احکام دین سے ناواقف ہیں۔ ہم نے یہ سمجھا کہ چونکہ اس نے طلاق ہمارے روبرو دو سال قبل دی ہے۔ لہٰذا اس تحریر کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اس لیے مسماۃ مذکورہ کا نکاح ثانی تاریخ تحریر کے ایک دن بعد کر دیا گیا ہے۔ علماء کرام سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ نکاح ثانی بنابر گواہان طلاق درست ہوگا یا کہ تاریخ تحریر جو کہ غلطی سے تاریخ طلاق لکھ دی گئی ہے کا بھی اثر ہوگا اور نکاح قبل از عدت شمار کیا جائے گا۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد حنیف شاہ

﴿ج﴾

جس وقت شخص مذکور نے طلاق کا اقرار دو شخصوں کے سامنے کیا۔ اس تاریخ سے طلاق شمار کی جائے گی اور اسی تاریخ سے تین حیض کامل عدت شمار ہوگی۔ اگر اس تاریخ سے تین حیض آ چکے ہیں اور اس کے بعد نکاح ہوا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔ اگرچہ تحریر نامہ سے عدت نہ گزری ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

کیا زبانی مطلقہ عورت آٹھ ماہ گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ سکینہ بی بی دختر قطب دین قوم کمبوہ ساکن چک نمبر ۱۶۰/۱۰ آر تحصیل خانیوال ضلع ملتان کی شادی مسمی حاکم علی ولد احمد دین کمبوہ ساکن چک ۱۱ بی آر تحصیل وہاڑی ضلع ملتان سے ہوئی تھی۔ لیکن گھریلو تنازعات کی وجہ سے تقریباً ۸/۱۰ ماہ قبل خاوند نے زبانی طور پر طلاق دے دی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کے بارے میں ناجائز تعلقات کا کوئی شرعی ثبوت موجود ہے۔ تو اس کو روکنے کی کوشش کرنا جائز ہے لیکن اگر شرعی ثبوت نہیں صرف بچوں سے ملنے کی وجہ سے اس پر کسی قسم کی تہمت لگانا سخت گناہ ہے۔ اگر چھوٹے بھائی نے اس عورت سے نکاح کے بعد ہمبستری کر لی ہے تو اس کے طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۳ھ

درج ذیل صورت میں تیسری جگہ نکاح کے لیے دونوں عدتوں کا گزرنا لازم ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ مسماۃ مجیدن زوجہ مشتی کو کچھ عرصہ ہوا بیوہ ہو گئی تھی۔ تمام برادری کے معزز آدمیوں نے اور مجیدن کے والدین نے مجیدن کے زبانی اقرار پر مشتی کے چھوٹے بھائی صوبہ کے ساتھ مسماۃ مجیدن کا نکاح کر دیا۔ لیکن مجیدن عدت سے بقایا تھے۔ تقریباً ۲۰ دن۔ نکاح ہو جانے کے بعد کچھ لوگوں نے اعتراض شروع کر دیا اور نکاح کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ لہٰذا میں بھی نور محمد اس نکاح میں شریک تھا۔ اس مسئلہ کے مطابق کیا کہتے ہیں علماء دین۔

(۱) کیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ تفصیلات کے ساتھ فتویٰ دے دیں۔ تاکہ اندیشہ دور ہو جائے۔ حرام ہے یا حلال۔

(۲) کیا یہ نکاح بعد عدت پوری ہونے کے دوبارہ کیا جائے کیونکہ اب عدت بھی پوری ہو چکی ہے۔ یا وہی نکاح درست ہے۔ تفصیلات سے فتویٰ دے کر مطمئن فرمائیں

﴿ج﴾

(۱) معتدہ غیر کے ساتھ نکاح شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ دوسرے خاوند نے اگر جماع کیا ہے۔ تو اس پر مہر مثل اور مہر مقرر میں سے اقل واجب ہے اور عورت پر عدت اولی کے ساتھ دوسرے

زوجگی عدت بھی ہوگی۔ مگر دونوں عدتوں میں تداخل ہوگا۔ عدت ثانی گزرنے کے بعد اگر عورت اپنے خاوند سے نکاح کرنا چاہے۔ جس سے اب نکاح فاسد ہوا ہے۔ تو عدت ثانی گزرنے سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے تو دونوں عدتوں کا گزرنا لازمی ہے۔ **فقال فی التنویر ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطی فی القبل لا بغیره ولم یزد علی المسمی ولو کان دون المسمی لزم مهر المثل الی قوله ویجب العدة بعد الوطی لا الخلوة ومثله تزوج الاختین ونکاح الاخت ونکاح المعتدة الخ. والتفصیل فی الشامیة الدر المختار ص ۱۳۱ ج ۳ مطبوعہ مصر**

(۲) پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ عدت کے بعد دوبارہ نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ

حمل اسقاط کرانے والی کے لیے دوسرے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالرحیم نے اپنی زوجہ خیر النساء کو طلاق مغلظہ دے دی اور طلاق دینے کے بعد عبدالرحیم نے دعویٰ کیا کہ میری مطلقہ بیوی حاملہ ہے۔ تقریباً ایک ماہ سے تو طلاق ملنے کے بعد جب وہ خیر النساء اپنے والدین کے گھر واپس آئی تو اس کے والد نے اس کے حمل کے اسقاط کی سخت کوشش کی۔ حتیٰ کہ ایک لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے۔ تو اس لیڈی ڈاکٹر نے انجکشن لگایا اور دوائی بھی دی۔ جس سے اس حاملہ کو بکثرت خون جاری ہوا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اب حمل گر گیا ہے۔ چنانچہ اس کے حمل گرنے کا چرچا عام ہو گیا۔ پھر انھوں نے اطمینان کے لیے دوسری ماہرہ لیڈی سے بھی تحقیق کر لی۔ تو اس نے بھی یہی جواب دیا کہ اب حمل نہیں ہے اور حمل ساقط ہو گیا ہے۔ اس کے بعد خیر النساء کے والدین نے اس کا نکاح دوسری جگہ کرنے کا ارادہ کیا تو جب لوگ خیر النساء سے پوچھنے کے لیے گئے تو اس نے یہ بات بتایا کہ میں حاملہ ہوں میرے پیٹ میں بچہ ہے۔ اس کے بعد سارے شہر میں شور و غل ہو گیا کہ نکاح والی اس مرد سے نہیں کرنا چاہتی اس وجہ سے اب بہانہ کر کے جھوٹ بولتی ہے اور اس کے پیٹ میں حمل نہیں ہے۔ اب انکار اس نے پہلے اقرار کا منافی ہے کہ بچہ اب گر گیا ہے۔ آخر یہ مشورہ ہوا۔ خیر النساء کو ماہر لیڈی ڈاکٹر کے پاس بھیج کر تحقیق کر لی جائے۔ تو

جب ای ماہرڈاکٹر سے تفتیش کی تو کہہ دیا کہ اس کے پیٹ میں صرف ایک ماہ کا بچہ ہے۔ حالانکہ سابق خاوند سے طلاق لیے سوا تین ماہ گذر چکے تھے۔ اس مدت کے لحاظ سے اس لیڈی ڈاکٹر نے کسی لالچ کی بنا پر صریح جھوٹ بولا۔ اس کے بعد دوسری ماہرہ دایہ سے جب تفتیش کرائی گئی تو اس نے کہا کہ اس کے پیٹ سے بچہ گر گیا ہے۔ اب حمل قطعاً نہیں ہے۔ اگر یہ حاملہ ہوئی تو میں بطور جرمانہ کے ہزار روپیہ دوں گی۔ لیڈی ڈاکٹر نے کسی لالچ کی بنا پر جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ مدت بھی اس کی مصدق نہیں۔ اس مطلقہ خیر النساء کے والد اور بھائی نے اس اپنی بچی کو حلف دیا کہ تو سچ بتا کہ تیرے پیٹ میں حمل ہے یا نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے حمل سے انکار کر دیا کہ میرے پیٹ میں پہلے حمل تھا۔ گر نے کے بعد اب نہیں ہے۔ اس کے بعد خیر النساء کے والد اور بھائی نے آ کر حلفاً بیان دیے کہ ہم نے حلفاً خیر النساء سے دریافت کیا تو اس نے حمل ہونے سے انکار کر دیا اور اب وہ نکاح ثانی پر رضامند ہے۔ اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ خیر النساء کا پہلے حمل کا اقرار کرنا اور نکاح ثانی کی اجازت دینا اور پھر اس کے بعد وہ حلفاً حمل سے انکار کر رہی ہے اور نکاح ثانی کی اجازت دیتی ہے۔ تو اب اگر اس کے حلفیہ بیان اور حمل سے انکار اور ماہرہ دایہ کے کہنے پر کہ یہ حاملہ نہیں ہے۔ اور اس کے والد اور بھائی کے قسم دینے کے بعد کہ اس کے پیٹ میں حمل نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے اس کا نکاح پڑھا تو کیا مولوی صاحب عنداللہ مجرم ہے یا نہیں ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے تو پوری تحقیق کے بعد نکاح پڑھا ہے کہ اب خیر النساء کو یقیناً حمل نہیں ہے۔ تو اب اتنی تفتیش کے بعد یہ نکاح خواں مولوی صاحب عنداللہ مجرم ہے یا نہیں ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے کہ اگر عورت مذکورہ حاملہ نہیں ہے تو اس کا دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔ دیندار لیڈی ڈاکٹر یا ماہر دائی اگر یہ کہہ دے کہ واقعی عورت حاملہ نہیں ہے۔ تو اس کی بات قابل اعتبار ہے اور اس صورت میں نکاح پڑھانے والا مجرم نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

اگر شوہر مجنون ہو جائے تو بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی رجب ولد داد قوم کھرل ساکن موضع چھانگا بلہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان عرصہ بیس سال سے مسماۃ گاگی بنت مراد قوم کھرل سے شادی کی ہوئی ہے۔ رجب دس سال تک تندرست اور ہوش وحواس میں رہا۔ اس عرصہ میں اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تولد بھی ہوئی ہے۔ بعد دس سال کے دورہ جب پاگل اور جنونی دیوانگی اور مالیخولیا کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ بہت عرصہ تک علاج معالجہ کیا۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ اس کی عورت جوان تھی۔ چھ سال تک گھر میں رہی۔ بعد میں چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ وہ ایک نزدیکی رشتہ دار مسمی پہلوان ولد اللہ یار کھرل کے ہمراہ خود مختاری میں چلی گئی۔ نو ماہ تک پہلوان ولد اللہ یار اور گاگی دونوں روپوش رہے۔ بعد میں اس گاگی کا چچا حقیقی نواب ولد زیارت نے چپکے سے پہلوان سے پانچ سو روپیہ نقد وصول کر کے صلح کر لی۔ رجب کا بھی چچا ہے اور گاگی کا بھی چچا ہے۔ پہلوان عورت کو لے کر گھر آ گیا۔ اس سے ایک لڑکی بغیر نکاح عمر جس کی آٹھ ماہ کی ہوئی ہے۔ پہلا خاوند جس کا نام رجب پاگل ہوا ہے۔ گھر بار کا پتہ نہیں۔ عورت کا پتہ نہیں۔ کبھی کس جگہ ارد گرد کے چار پانچ مواضعات سرگرداں پھرتا رہتا ہے۔ نہ بھوک پیاس کا خوف نہ رات کو موت کا ڈر۔ ستر کھلنے کا خیال نہیں۔ نجاست کی پروا نہیں۔ اب پہلوان ولد اللہ یار کا خیال ہے کہ میرا نکاح شریعت محمدی میں ہو سکے کہ آخرت کا عذاب سخت ہے۔ عورت بغیر نکاح کے اس کے پاس موجود ہے اور جوان بھی ہے۔ مجنون خاوند بھی زندہ ہے نہ طلاق دینے کے قابل ہے نہ گھر میں رہنے کے قابل ہے۔ اب عورت مذکورہ گاگی کیا کرے اور رجب کیا کرے۔ آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ فقط والسلام

مولوی نا فضل محمد ولد مولوی احمد دین چاہ نواب والا موضع چھانگا بلہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان ڈاکخانہ سردار پور

﴿ج﴾

اگر عورت نے خاوند کے مجنون ہونے کے بعد اس کے پاس رہنے کے لیے ایک دفعہ رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔ تو کسی مسلمان مجسٹریٹ کے پاس دعویٰ دائر کر کے تفسیخ نکاح کرائے۔ اگر مجسٹریٹ نے تفسیخ نکاح کر دی۔ تو عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ صفر ۱۳۷۸ھ

جب شوہر خبر گیری نہ کرے تو خلع یا تنسیخ کرا کے عقد ثانی درست ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی عورت کو آباد نہیں کرتا۔ عرصہ تین سال سے والدین کے گھر میں بیٹھی ہوئی ہے۔ نہ طلاق دیتا ہے نہ نان ونفقہ کی خبر گیری کرتا ہے۔ اتنا کہتا ہے۔ مجھے ایک ہزار روپیہ دے دو تب طلاق دوں گا۔ ورنہ مجھے عورت حوالہ کردو۔ میں اسے فروخت کردوں گا۔ کیا اس عورت کے لیے شرعاً نجات کی کوئی صورت ہے یا کہ ایسے ہی گزرتی رہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ہوسکے تو کسی طرح اسے کچھ رقم خواہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہو دے کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو کسی حاکم مسلم کے پاس مقدمہ دائر کر کے زوج کے ظلم وتعنت کو باقاعدہ شہادت سے ثابت کرے اور بعد ثبوت کے اگر حاکم زوج کی موجودگی میں نکاح کو فسخ کر دے۔ تو بعد گزارنے عدت (تین حیض کامل) کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۷۷ھ

کیا نکاح پر نکاح ہونے کی صورت میں عدت واجب ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو شخص آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ ایک کا نام رب نواز ولد محمد خان اور دوسرے کا نام عزیز اللہ ولد محمد خان۔ دونوں نے آپس میں رشتہ کیا۔ رب نواز نے اپنی بالغ لڑکی کا نکاح شرعی اپنے بھائی عزیز اللہ کے لڑکے حبیب اللہ کے ساتھ پڑھا دیا اور عزیز اللہ نے اس کے بدلے میں اپنی پوتی کا نکاح رب نواز کے لڑکے نابالغ سے کر دیا۔ اس نکاح میں اس نابالغہ کا باپ بھی موجود تھا۔ اس کے بعد اس میں تنازعہ ہوا۔ پیچھے چل کر رب نواز نے اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح دوسری جگہ پڑھا دیا۔ یہ سمجھ کر کہ میری لڑکی بالغہ تھی۔ اس نے اس سے پوچھا نہیں تھا۔ لہٰذا نکاح نہ ہوا۔ حالانکہ لڑکی نے انکار وغیرہ نہیں کیا اور لڑکی کی شادی بھی کر دی۔ ایک سال تک لڑکی ثانی نکاح والوں کے پاس رہی۔ بعد میں جب فریق ثانی کو پتہ چلا تو انھوں نے بھی لڑکی کا نکاح دوسری

جگہ کر دیا۔ لیکن لڑکی ابھی تک یعنی عقد ثانی تک نابالغ ہے۔ اب دونوں فریقوں کو مسئلے کا علم ہوا کہ ہمارے پہلے نکاح قائم ہیں۔ تو ان کو افسوس ہوا۔ ہم نے بہت غلطی کی ہے۔ اب دونوں فریقوں نے اپنی لڑکیاں گھر بٹھائی ہیں۔ اب ازروئے شریعت کیا حکم ہے۔ کیا پہلا نکاح دوسرے نکاح کرنے سے ٹوٹ گیا یا باقی ہے۔ اگر پہلے خاوند کے پاس جائیں تو عدت ہوگی یا نہیں۔ ان نکاح کرنے والوں پر کیا حد و سزا یا کیا حکم ہوگا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر پہلے دونوں نکاح شرعی طریقہ سے ہو گئے ہیں۔ جیسے کہ سوال میں پہلے نکاح کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ تو دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے۔ وہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ پھر جس شخص سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔ اگر اس کو خبر تھی کہ یہ کسی کی منکوحہ ہے۔ تو عدت واجب نہیں اور اگر خبر نہ تھی تو عدت واجب ہے۔ وکما لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها الخ۔ (در مختار ص ۷۲۴ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۹۵ھ

کیا والد کا کرایا ہوا نکاح فسخ کرا کر دوسرا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا اپنے بھانجے حقیقی سے نکاح کر دیا تھا۔ جب لڑکی بالغ ہو گئی۔ کسی دنیاوی رنجش کی وجہ سے والدین نے روک دیا۔ لڑکی سے تنسیخ کا دعویٰ دائر کرا کے کہ مجھے باپ کا کرایا ہوا نکاح نامنظور ہے۔ حکم تنسیخ حاصل کر کے دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا۔ ناکح ثانی بھی اس تنسیخ میں معاون رہا تھا۔ اب وہ لڑکی اس کے پاس ہے۔ اس ناکح ثانی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے۔ مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

باپ دادا کے کیے ہوئے نکاح سے لڑکی کو بوقت بلوغ انکار کرنے کا شرعاً حق حاصل نہیں۔ خیار بلوغ کی بنا پر حاکم کا فسخ شرعاً بیکار ہے۔ نکاح اول کا نکاح شرعاً قائم ہے۔ لڑکی کا نکاح ثانی کرنا نکاح پر نکاح

ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے نکاح ہوا ہے تو پھر دوسری جگہ اس لڑکی کا نکاح کرنا قطعاً ناجائز ہے اور اس کو دوسری جگہ نکاح کرنے والا سخت گنہگار ہے اور نکاح کرنے والا حرامکاری کا مرتکب ہوگا۔ جو کہ مسلمان کا کام نہیں۔ واما نكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) لم يقل احد بجوازه۔ رد المحتار ص ۳۲ ج ۳ مطبوعه مصر فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

صورت مسئولہ میں عدالت کا فیصلہ غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمد ولد غلام محمد نے اپنی چھوٹی لڑکی مسماۃ مہر خاتون کا نکاح تقریباً ۷ سات سال کی عمر میں سلیمان ولد سرور سے کیا۔ نکاح کے وقت بہت سے گواہ موجود تھے اور شرع محمدی کے طریقے پر حافظ شیخ احمد صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد نے نکاح پڑھایا۔ حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ کئی دوسرے لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے مہر خاتون کا نکاح اس کے باپ نے سلیمان کے ساتھ پڑھا۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آدمیوں نے گواہی دی۔ (۱) اللہ دتایا ولد غلام حسین۔ (۲) نیازی ولد غلام حسین۔ (۳) محمد سلطان ولد اللہ داد۔ (۴) اللہ یار ولد محمد۔ جب لڑکی جوان ہوئی تو اس نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔ عدالت کے فاضل جج نے فریقین کے بیانات سن کے مدعیہ کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جج صاحب کے عدالتی فیصلہ کی نقل استفتاء کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا عدالت کا یہ فیصلہ شرعی نقطہ نگاہ سے صحیح ہے اور کیا جج صاحب کے حکم سے تنسیخ نکاح ہو گیا اور کیا مہر خاتون مدعیہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ براہ کرم مسائل شرعیہ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

قال في الهداية ويجوز نكاح الصغير والصغيرة اذا زوجهما الولي بكرا كانت الصغيرة او ثيبا فان زوجهما الاب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما (هدايه مع فتح القدير ص ۱۷۲ ج ۳ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه) وقال في شرح التنوير وللولي انكاح الصغير والصغيرة ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش وفي الشامية (قوله ولزم النكاح)

﴿ج﴾

شرعاً مسماۃ فاطمہ کے بھائی اور والدین اگر پہلے فاطمہ کا نکاح حضور بخش کے ساتھ کر چکے تھے۔ تو اس خاوند کے نکاح شرعی ہے۔ جو فاطمہ کو دوست محمد کے پاس فرار کرتے پھر بعد میں اس کے ساتھ نکاح کر دینے میں سخت گنہگار ہیں اور ایسا شخص اگر کسی مسجد کا امام ہو تو امامت کے لائق نہیں اور اہل علاقہ کو ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کرنا اور قربانی میں شریک نہ کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

درج ذیل صورت میں تنسیخ معتبر نہیں لہٰذا دوسرا نکاح باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی باوجود اس کے کہ اس کا خاوند اس کو بسانے پر تیار ہے اور بار بار مطالبہ کرتا ہے۔ وہ عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرتی ہے۔ عدالت میں بھی اس لڑکی کا خاوند بیان دیتا ہے کہ میں اس کو کسی صورت میں بھی طلاق نہیں دیتا۔ بلکہ ہر صورت میں اس کو بسانا چاہتا ہوں۔ اس کے باوجود عدالت تنسیخ نکاح کا حکم صادر کرتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یہ تنسیخ شرعاً معتبر نہیں۔ لہٰذا یہ عورت زید کے نکاح میں ہے۔ جب تک خاوند طلاق نہ دے۔ ہندہ کو دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاولیٰ [illegible]ھ

جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح پہلے نکاح کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ کرائے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

جو لوگ دوسرے نکاح میں شامل ہوئے ان کا چندہ مسجد میں خرچ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا صغر سنی میں نکاح کسی شخص سے کر دیا تھا۔ (ب) جو لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد بلا کسی طلاق کے۔ چونکہ دوسری جگہ اس کا نکاح کر دیا ہے جو

نکاح جائز ہے یا نہیں اور اس فعل میں جو لوگ شریک ہیں ان کے ساتھ معاملات دینی و دنیوی میں مثلاً اکل و
شرب و دیگر معاملات جائز ہیں یا نہیں۔ (۲) اگر شیر و یعنی ناچیز امام بھی اس مذکورہ معاملہ میں ملوث ہے اکل و
شرب و دیگر معاملات میں رضامند ہے۔ کیا اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔ براہ کرم شریعت کی روشنی میں
جواب مرحمت فرمائیں۔ (۳) نیز یہ کہ اگر مذکورہ بالا لوگوں کا چندہ یا خرید شدہ کوئی چیز مثلاً بوریا وغیرہ مسجد کے
لیے لینا جائز ہے یا نہیں۔ (۴) نیز یہ کہ جو لوگ اس ناجائز نکاح میں شرکت کرنے والے ہیں۔ ان لوگوں سے
مسجد کے لیے چندہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی باپ نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ
گواہوں کی موجودگی میں کیا تھا۔ تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح
کرنا نکاح پر نکاح اور حرامکاری ہے۔ نکاح خواں اور جو لوگ جان بوجھ کر اس مجلس نکاح میں شریک ہو چکے
ہیں سخت گنہگار ہیں۔ ان سب کو لازم ہے کہ وہ توبہ تائب ہو جائیں اور ان کے ساتھ تعلقات توڑنے درست
ہیں۔ اس منکوحہ لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والے پر لازم ہے کہ اس عورت کو علیحدہ کر کے فوراً پہلے خاوند کے
حوالہ کر دے۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته
(الی قوله) لم یقل احد بجوازه (شامی ص ۱۳۲ ج ۳ مطبوعہ مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ محرم ۱۳۹۲ھ

جس لڑکی کا نکاح ہندوستان میں کرایا گیا ہو پاکستان میں دوسری جگہ نکاح کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا جو بالغ عمر تقریباً ۱۱ سال کا عقد نکاح بموجب شریعت محمدیہ
ہمراہ ایک لڑکی نابالغہ عمر تقریباً دس سال اس کے والدین کی موجودگی میں کیا اور ایجاب و قبول کرا دیا گیا۔ یہ
واقعہ سال ۱۹۴۶ء کا ہے۔ بعد ازاں ملک تقسیم کے وقت دونوں فریق پاکستان میں آ گئے۔ اس سے پہلے ملک
ہندوستان میں لڑکی کی رخصتی بھی ہو گئی۔ دو روز اپنے سسرال رہ کر اپنے میکے چلی گئی۔ اس کے بعد اس کے
سسرال سے بموجب رسم و رواج عید و تہوار پر جو عام رواج ہوتا ہے۔ کرتے رہے۔ جب خطہ پاکستان میں ہم

فریق آ گئے اور لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد رخصتی کے مطالبہ کرتے رہے۔ مگر لڑکی والے ٹال مٹول کرتے رہے۔ اب تقریباً دس یوم سے یعنی ۲۸/۱۱/۷۶ء کو لڑکی والوں نے بغیر تنسیخ نکاح کرائے یا طلاق لیے دوسرا نکاح کسی دیگر شخص سے کر دیا ہے۔ اس کا اندراج باقاعدہ طور پر نکاح نامہ میں ہو چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا جبکہ لڑکی کا پہلا نکاح ہو چکا ہے۔ اس کے بعد یہ دوسرا نکاح قانون شریعت محمدی کے مطابق درست ہے یا نہ اور جو اشخاص دوسرے نکاح میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ صادر کیا جائے۔

﴿ج﴾

ثانی نکاح شرعاً درست نہیں ہے حرام ہے اور یہ نکاح ثانی کالعدم شمار ہوگا اور سابقہ نکاح باقی ہے۔ قال تعالیٰ والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیہ۔ نیز چونکہ لڑکی کا نکاح اس کی صغر سنی میں خود اس کا والد کر چکا ہے۔ لہذا لڑکی کو حق خیار بلوغ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا نکاح پہلا لازم اور نافذ ہے۔ کما قال ولھما خیار الفسخ بالبلوغ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء کنز مع البحر ص ۲۰۰ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور اور جو لوگ باوجود نکاح سابق کے علم رکھتے ہوئے نکاح ثانی میں شریک ہوئے ہیں۔ وہ بڑے گناہگار بن گئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۶ھ

چھوٹے بھائی کی بیوی کو اپنے نکاح میں لینا

﴿س﴾

از طرف غنی محمد ولد عبداللہ قوم قریشی ہاشمی حکیم چیر سند یافتہ دہلی بمقام ساکن سامت مزرہ تحصیل و ضلع حصار، جو حاضر ہوگا خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر حاضر ہوگا۔ قرآن شریف پر ہم عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے نازل فرمائی ہے۔ اس فقیر دنیا میں خدا کے سوا کسی سے مطلب نہیں۔ میں ضلع ملتان میں رہتا ہوں۔ محلہ قدوم رشید آباد کا تہ سبستی چوک نمبر ۱۸ میں مقیم ہوں۔ رشید ولد محمد قوم قریشی ہاشمی اور ہمارا بھائی ہی نے ایک ظلم کیا ہے۔ اپنے چھوٹے بھائی کی بیوی کو بغیر طلاق لیے اس سے شادی کر لی ہے۔ اس کی پہلے ایک اور شادی سے اس کی بیوی کے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ رشید احمد کی ہمشیرہ نے یہ بات سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا بنا دے

نے دوسرے خاوند شبیر احمد شاہ کے حق میں بیان دیے۔ اس لڑکی کا باپ چچا اور بھائی بھی موجود تھے۔ تو مارشل لاء عدالت نے شبیر احمد شاہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اتنا کہا کہ سابقہ خاوند عیسیٰ کو کچھ رقم دے دو۔ شبیر احمد شاہ نے چار صد روپے دینے کا اقرار کیا۔ تو سابقہ خاوند عیسیٰ سیال کوثانہ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو چار ہزار روپے میں فروخت کرنا ہے۔ عدالت نے عورت کو آزاد کر لیا۔ وہ عورت شبیر احمد شاہ کے ساتھ چلی گئی اور اب تک اس کے پاس آباد ہے۔ ان کے ہاں اب ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی ہے۔ آیا شریعت محمدی کی رو سے یہ جائز ہے یا حرام ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ مذکورہ عیسیٰ کوثانہ کی منکوحہ ہے۔ جب تک اس سے طلاق نہیں لی جاتی۔ اس عورت کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں۔ اس لیے سید شبیر احمد شاہ پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے اور توبہ تائب ہو۔ ورنہ دیگر اہل اسلام کو اس سے قطع تعلقات کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

اگر کوئی شخص بدفعلی کے شبہ میں بیوی سے میل جول نہ رکھے تو کیا دوسری جگہ اس کا نکاح درست ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرد اپنی منکوحہ بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ سیاہ تصور کر کے چھوڑ دیتا ہے۔ جس کو ایک سال ہوا ہے۔ اسی سال کے دوران اپنی بیوی تک آنا جانا تو درکنار خرچ تک نہیں دیا۔ اب وہ عورت بھی یہ کہتی ہے۔ جبکہ وہ مرد مجھے سیاہ تصور کرنے کے بعد میرے قریب تک نہیں آتا۔ تو پھر مجھے بھی اس قسم کے مرد کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا میری دوسرے مرد سے شادی کر دی جائے۔ نیز اس سیاہ کاری والے معاملہ سے حکومت بھی بخوبی واقف ہے۔ اسی سال کے دوران کسی بھی وقت طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ اب اسی حالت میں عورت کسی اور مرد کے ساتھ شادی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

نوٹ: ان کے ورثاء کی بھی یہی خواہش ہے کہ اور مرد سے شادی کروائی جائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ عورت کا دوسری جگہ شادی کرنا ناجائز ہے۔ اول تو دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک دیانتدار منصف مقرر کیا جائے اور وہ دونوں کے باہمی اختلافات کو رفع کر کے نباہ کی صورت نکالیں لیکن اگر صدق نیت سے دیانتدارانہ کوشش کے باوجود مصالحت نہ ہو سکے تو خاوند کو خلع پر راضی کرے یعنی بیوی کچھ معاوضہ دے کر شوہر سے علیحدگی یعنی طلاق حاصل کرے لیکن اگر خاوند آباد کرنے پر بھی راضی نہ ہو اور خلع کے ساتھ بھی طلاق نہ دے تو اس کے متعلق پھر دوبارہ اس وقت جواب حاصل کریں جب خاوند سے بالکل ناامیدی ہو جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ شوال ۱۳۹۳ھ

اگر شوہر عورت کو آباد کرنے کے لیے تیار ہو تو عدالتی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح اپنے خاوند کے خلاف گھریلو تنازعہ اور غیر مناسب چال چلن کو بنیاد بنا کر دائر کر دیا مگر وہ عدالت میں بعد اپنے گواہان کے دعویٰ ثابت نہ کر سکی۔ جج متعلقہ نے نباہ کی بنا پر خلع ڈگری کا فیصلہ کیا۔ جبکہ جج صاحبان کو کسی قانون کے مطابق خلع ڈگری کا حق نہیں ہے۔ خاوند نے اس فیصلہ کو ہائیکورٹ میں رٹ کر دیا۔ عدالت عالیہ نے وہ فیصلہ کالعدم قرار دے دیا۔ عورت کے ورثاء نے نکاح ثانی کر دیا۔ کیا اس جج صاحب کا یہ فیصلہ شرعاً معتبر ہے۔ جبکہ خاوند طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے۔ بلکہ آباد کرنا چاہتا ہے۔

(۲) کیا خاوند کی رضامندی کے بغیر جج ہائیکورٹ یا اور کوئی بااختیار فرد خلع کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ کیا شرعاً اس کا فیصلہ معتبر ہوگا۔ مندرجہ بالا صورت میں نکاح ثانی کی شرعاً کیا حیثیت ہے۔ منعقد ہوا کہ نہیں اگر یہ ارتکاب حرام ہے تو شادی کے گواہاں جن کے علم میں یہ بات واضح تھی کہ عدالت عالیہ نے جج کا فیصلہ کالعدم قرار دے دیا ہے ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ نکاح خواں کا کیا حکم ہے۔ کیا ان کے اپنے نکاح اپنی ازواج سے متاثر ہوئے کہ نہیں اور عوام الناس کو ایسے افراد سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند عورت کو آباد کرنے کے لیے تیار تھا تو عدالتی تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہیں۔ پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ دوسری جگہ حرام کاری اور نکاح بر نکاح ہے۔ دوسرے نکاح میں شریک ہونے والے سخت گنہگار ہیں۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے لیکن شرکت کی وجہ سے ان کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۳ھ

اگر شوہر آباد بھی نہ کرے اور طلاق نہ دے تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ مسمی زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ کچھ مدت کے بعد زید نے کسی ضد میں آ کر ہندہ سے بدسلوکی شروع کر دی۔ آخر کار ہندہ تنگ آ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اب ہندہ کو اپنے ماں باپ کے گھر تقریباً دو سال کی مدت ہو چکی ہے۔ ابھی تک زید ہندہ کو لینے کے لیے نہیں آیا۔ زید کو بار بار کہا گیا کہ ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ دو۔ اپنی زوجہ ہندہ کو واپس گھر لے جاؤ لیکن زید سے صرف یہی جواب ملتا ہے کہ میں ہندہ کو بالکل اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا اور طلاق دینا چاہتا ہوں۔ اسی طرح ہندہ کی زندگی خراب کروں گا۔ بعد میں دوسری شادی کروں گا۔ اب ہندہ کے والدین زید سے ناامید ہو کر ہندہ کا تعلق نکاح والا زید سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ہندہ کی طلاق چاہتے ہیں اور زید اپنی ضد سے کسی کی نہیں مانتا۔ اب تنسیخ کے ذریعہ یا تعویذات کے ذریعہ تاکہ زید کے دل پر اثر پڑے اور طلاق دے دے۔ مہربانی کر کے بیان فرمائیں کہ ایسا حیلہ و علاج کرنا جائز ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اولاً تو عورت پر لازم ہے کہ خاوند کو کسی نہ کسی طریقہ سے خلع پر راضی کرے۔ اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو۔ یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی

کر دیں اور اس سے ناجائز تعلقات منقطع کر لیں اور اپنے کیے ہوئے پر پشیمان ہو کر توبہ تائب ہو چکیں۔ ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے مابین ناجائز تعلقات ختم کرانے کی حتی المقدور کوشش فرمائیں اور ان سے سلام وکلام اور تمام دوستانہ تعلقات منقطع کر لیں۔ لقول الحدیث من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان او کما قال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذوالحج ۱۳۷۹ھ

داماد اگر سسر کے گھر بھی رہے تو عورت اس کی بیوی ہے، دوسری جگہ نکاح درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص شادی شدہ نوکری پر ہے۔ اس شخص کے سسر نے بہت کوشش کے بعد پنشن کرا کر داماد کو گھر بلا لیا۔ اب وہ داماد مطالبہ کرتا ہے کہ میری عورت مجھے گھر دو تاکہ میں اپنی بقیہ زندگی آرام سے بسر کروں۔ مگر سسر نے انکار کر دیا کہ یہ تیری عورت نہیں ہے۔ اس داماد نے ہر چند کوشش کی اور نوٹس بھی دیے کہ میری عورت ہے اور میرا نکاح ہے۔ مگر عورت کو گھر لے آنے سے ناکام رہا۔ ان نوٹسوں کی نقل اب بھی اس کے پاس ہے۔ چند دنوں بعد معلوم ہوا کہ ایک پیر صاحب کے کہنے پر اس کے سسر نے اپنی لڑکی شادی شدہ کا دوسری جگہ نکاح کر کے شادی کر دی ہے۔ حالانکہ اس داماد کی طرف سے کوئی طلاق وغیرہ نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مطالبات موجود ہیں۔ لہٰذا عرض خدمت اقدس ہے کہ از روئے شرع شریف اس عورت شادی شدہ کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے اور جس باپ نے نکاح پر نکاح کر دیا ہے۔ شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے اور جس پیر صاحب نے دوسرا نکاح اور شادی کرا دی ہے۔ شرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منکوحہ عورت کا نکاح بغیر طلاق حاصل کیے دوسری جگہ کرنا جائز نہیں ہے۔ قال تعالیٰ والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم الآیۃ۔ یعنی تمہارے اوپر غیر کی منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ وفی العالمگیریۃ ص ۲۸۰ ج ۱ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ

وکذالک المعتدۃ کذا فی السراج الوھاج ۔ جس باپ نے اس لڑکی کا نکاح بر نکاح کر دیا ہے اور جس جس نے باوجود علم کے کہ یہ منکوحہ ہے۔ دوسری جگہ نکاح کرانے کا کہا ہے۔ نیز خود یہ لڑکی اور اس کا یہ شوہر ثانی جس کو پہلے نکاح کا پتہ ہو۔ یہ سب بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ان کو فوراً توبہ کرنی ضروری ہے اور اس لڑکی کو اپنے اصل شوہر کی طرف بھیج دینا ضروری ہے۔ ورنہ تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ان سے قطع تعلق کریں اور ان کو اس بری حرکت سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

نکاح فاسد رجسٹر میں درج ہونے سے صحیح نہیں بنتا
نکاح ثانی کرانے والے کے اپنے نکاح کی کیا پوزیشن ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا شرعی نکاح کر دیا۔ شادی و رسم بھی ہو گیا۔ مجمع عام جس کا گواہ ہے۔ بعد میں شخص مذکور نے اپنی لڑکی کو واپس لا کر دوسری جگہ نکاح کر دیا اور سرکاری رجسٹر پر درج کرا دیا اور کہا کہ شرعی کوئی نکاح نہیں۔ میں نہیں مانتا۔ اصلی نکاح وہ ہے۔ جو سرکاری رجسٹر پر لکھا ہوا ہو۔ شخص مذکور کی صورت کا کیا حکم ہے۔ (۱) کیا نکاح اول جائز ہے یا نکاح ثانی۔ (۲) بصورت نا جائز ہونے نکاح ثانی کے جانتے ہوئے نکاح ثانی کرنے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۳) بعد انکار شریعت شخص مذکور کی عورت کا نکاح باقی ہے یا نہیں اور اس کی عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر واقعی اس شخص نے اپنی لڑکی کا شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں پہلا نکاح پڑھا ہے تو شرعاً وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور دوسرا نکاح نکاح بر نکاح اور حرام کاری ہے۔ نکاح کا رجسٹر پر درج کرنا شرعاً کوئی ضروری نہیں۔ اب یا تو لڑکی پہلے خاوند کے حوالہ کی جائے یا پہلے خاوند سے طلاق حاصل کر کے دوبارہ اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جائے۔ اگر پہلا خاوند طلاق نہیں دیتا۔ تو بیوی پہلے خاوند کو واپس کر دیں۔ اگر یہ شخص نہ مانے تو اس کے ساتھ مسلمان بائیکاٹ کر دیں۔ باقی لڑکی کے والد کا اپنا بیان بھیج دیں کہ وہ پہلے نکاح کو کس بناء پر غیر صحیح کہتا ہے۔ تب اس کے متعلق کوئی جواب دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ کا والد قبول کرتے وقت اگر لڑکے کا نام نہ لے تو کیا حکم ہے؟
۱۳ سال عمر والا اگر طلاق دے تو کیا عقد ثانی درست ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی زندہ تازہ اور رمضان ہیں۔ تازہ نے اپنی لڑکی مسماۃ سہاگی اپنے برادر رمضان کے نابالغ لڑکے کو نکاح کر کے دی تھی۔ نابالغ لڑکے کے باپ (رمضان) نے اپنے لڑکے کے لیے قبولیت کی تھی۔ ایجاب وقبول اس طرح کیے گئے کہ نکاح خوان نے لڑکی کے باپ تازہ کو کہا کہ تو کہہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ سہاگی اپنے بھتیجے یعنی رمضان کے لڑکے کو دی ہے۔ آگے کو تازہ نے کہا میں نے اپنی لڑکی سہاگی اپنے بھتیجے رمضان کے لڑکے کو دی ہے۔ پھر رمضان (لڑکے کے باپ) کو کہا کہ تو کہہ میں نے قبول کیا۔ آگے رمضان (لڑکے کے باپ) نے کہا کہ میں نے قبول کیا۔ قبول کرتے وقت اپنے لڑکے کا نام نہیں لیا۔ لڑکا صرف ایک ہے۔ کیا اس طرح کے ایجاب وقبول سے یہ نکاح شرعاً درست ہوا ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو پھر اس نکاح کے فسخ کی کوئی صورت چاہیے۔ کیونکہ لڑکی مذکورہ جوان بالغہ ہو چکی ہے اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے اور بہت سے مفاسد کا خطرہ ہے۔ اگر فسخ کی بھی کوئی صورت نہیں ہے تو پھر اس مولوی صاحب اور ان دونوں بھائیوں۔ تازہ ورمضان اور عقد ثانی کے متعلق از روئے شرع شریف کیا فتویٰ ہے۔ جنھوں نے پہلے نکاح کو فسخ کر کے دوسرا نکاح کر دیا ہے۔ (نوٹ) لڑکی دو تین برس بعد بھی اپنے باپ کے پہلے پڑھائے ہوئے نکاح پر رضامند رہی ہے۔ بیان فرمائیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں صورت مسئولہ میں کہ ایک لڑکا ہے جس میں بلوغت کی علامتوں میں سے (انزال، احتلام) وغیرہ کوئی نہیں ورنہ اس کی ولادت کا سن وتاریخ سرکاری رجسٹر میں درج ہے۔ اس کا چھوٹا بھائی ساڑھے ۱۲ سال کا ہے۔ تین چار آدمی حلفیہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ پندرہ سے زائد سولہ سال کا ہے اور اس کا باپ بھی نکاح کرتے وقت نکاح خواں کو اٹھارہ سال کا بتاتا ہے۔ اب قابل دریافت یہ ہے کہ کیا اس چھوٹے بھائی کی عمر جو رجسٹر میں درج ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے اور گواہوں کی شہادت پر اور باپ کے اٹھارہ برس بتانے پر از روئے شریعت بالغ سمجھا جائے گا۔ کیا اس کی طلاق وغیرہ کو مذکورہ بالا شہادتوں کو دیکھتے ہوئے نافذ کیا جائے گا یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) صورت مسئولہ میں یہ نکاح منعقد ہو گیا ہے۔ یعنی نازو کی لڑکی سہیلی اور رمضان کے پسر کے درمیان اور لڑکا جب تک بالغ نہ ہو یا چودہ سال کا نہ ہو۔ طلاق نہیں دے سکتا اور نہ لڑکے کی بجائے اس کا باپ طلاق دے سکتا ہے۔ لہٰذا عورت کو لڑکے کے بلوغ تک صبر و عفت کے ساتھ وقت گزارنا لازم ہے۔ اس عورت کا نکاح ثانی غلط ہوا ہے۔ وہ پہلے خاوند کی بدستور منکوحہ ہے۔ نکاح کرانے والے اور دوسری جگہ نکاح کرنے والے سخت ترین مجرم ہیں۔ نیز منعقد ثانی کے گواہان بھی گنہگار اور مجرم ہیں۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے۔ توبہ ان کی یہ ہے کہ اس عورت کو دوسرے خاوند سے الگ کر دیں اور ساتھ ساتھ اللہ سے نکاح پر نکاح کی معافی مانگیں۔

(۲) سولہ سترہ سال کا لڑکا بالغ ہے۔ اس کی طلاق نافذ و معتبر ہو گی۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوسرے شوہر سے طلاق لیے بغیر شوہر اول کا بیوی کو پاس رکھنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد رفیق ولد نظام الدین نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ قدیرن طلاق کے بعد چار ماہ تک بیٹھی رہی۔ اس کے بعد محمد رفیق نے قدیرن کو ۹۰۰۰ روپے میں نظام الدین ولد امام بخش کے پاس فروخت کر دیا اور وہ وہاں سے چلا گیا۔ نظام الدین نے قدیرن کے ساتھ شادی کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد محمد رفیق واپس آ گیا۔ تقریباً تین چار ماہ بعد محمد رفیق نے کہا کہ میں نے قدیرن کو طلاق نہیں دی۔ اس کے بعد برادری نے دوبارہ رفیق سے طلاق نامہ اسٹام پر لکھوایا اور ۳۵۰۰ روپیہ رفیق سے اور لے لیا۔ تین سال ۹ ماہ کے بعد جبکہ قدیرن کے ہاں دو بچے نظام الدین سے ہو گئے تھے۔ محمد رفیق قدیرن کو ورغلا کر اپنے گھر لے گیا۔ اب آپ فرمائیں کہ قدیرن کا محمد رفیق اپنے گھر رکھنا حلال ہے کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ محمد رفیق نے مسماۃ قدیرن کو طلاق دی اور بعد از عدت نظام الدین نے قدیرن سے نکاح کر لیا تو اب محمد رفیق کے لیے قدیرن کو نظام الدین سے طلاق حاصل کیے بغیر دو

کرنا حرام ہے اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد ہونا حرام کاری ہے۔ محمد رفیق پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو نظام الدین کے حوالہ کر دے۔ اگر محمد رفیق اس شرعی حکم کو تسلیم نہ کرے تو تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے بائیکاٹ کر دیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح ثانی سے طلاق لیے بغیر تیسری جگہ نکاح حرام ہے

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں صورت کہ ایک عورت مسماۃ مریم مائی کا ایک جگہ نکاح ہوا ہے۔ پھر وہاں سے گزارہ نہ ہونے کی وجہ سے مغلظ طلاق ہوئی۔ طلاق شرعی بھی ہوئی ہوتا۔ طلاق شرعی کے بعد قانونی طلاق بھی ہوئی۔ تقریباً ۲۲ دن کے بعد پھر مریم مائی کو کسی نے بھی عدت نہیں بتایا۔ نہ طلاق دینے والوں نے نہ دوسروں نے۔ باپ وغیرہ نے پہلے ہی جواب دے دیا۔ مریم مائی کی والدہ بیٹی کا خرچ برداشت کرتے تھے۔ اس بنا پر طلاق لینے والے کے گھر رہ گئی۔ عدت گزارنے کے لیے۔ عدت کے درمیان میں مریم مائی کا جس کے ساتھ نکاح ہونا تھا۔ قصور ہوتا رہا۔ عدت گزرنے کے بعد شرعی نکاح ہوا۔ جلدی کسی خطرے کی بنا پر کیونکہ بعد میں پھر دور مخالفت کا چال نکالا۔ اس وقت یعنی شرعی نکاح کے وقت کتابی نکاح نہ ہوا۔ کیونکہ قانونی طلاق کے لحاظ سے دیر تھی۔ پھر عدت گزرنے کے بعد کتابی نکاح کے لیے بیان کرانے جا رہے تھے۔ راستے میں دوسروں نے مریم مائی کو چھین لیا اور طلاق نامہ قانونی بھی کسی طریقہ سے لے لیا۔ پھر گھر آ کر دوبارہ نکاح کر لیا دوسرے آدمی کے ساتھ۔ حالانکہ پہلے نکاح کے متعلق گواہ ہیں۔ حلف اٹھا کر شہادتیں دیتے ہیں کہ واقعی شرعی نکاح ہوا ہے۔ نکاح کے وقت دوسری عورتیں بھی کئی تھیں اور ان کے علاوہ خود مریم مائی نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ میری عدت گزر گئی ہے اور میں راضی ہوں اور بڑی خوشی سے نکاح کر رہی ہوں۔ اب کیا عند الشرع شریف نکاح اول ہے یا ثانی اور ثانی نکاح میں کیا ہو رہا ہے اور اس دوسرے نکاح کرانے والے اور معاونین کے متعلق جو تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

گواہ نمبر ۱۔ عبدالکریم نکاح خوان قوم ...

گواہ نمبر ۲۔ نور محمد قوم ماتم

گواہ نمبر ۳۔ مولانا قادر بخش قوم ماتم

گواہ نمبر ۳ ۔ نمبردار و ممبر ملک اللہ ڈیوایا قوم ہاشم

(نوٹ) طلاق شرعی کے بعد تقریباً تین ماہ تک تین حیض آ چکے تھے۔ بعد میں نکاح شرعی ہوا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر مندرجہ واقعات صحیح ہیں تو مریم مائی کا دوسرا نکاح جو کہ طلاق ملنے اور عدت گزرنے کے بعد پڑھا گیا تھا۔ شرعاً درست ہو گیا۔ پس جب تک ناکح ثانی سے طلاق حاصل نہ کی جائے ۔ کسی تیسری جگہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور شرعاً یہ تیسرا نکاح باطل اور کالعدم پائے گا۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ عورت کو خاوند ثالث سے الگ کر کے ناکح ثانی کے سپرد کر دیں۔ جبکہ وہ اس پر قادر ہوں ۔ ورنہ فہمائش کریں اگر خاوند ثالث عورت کو الگ کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو۔ تو اس سے اور اس کے معاونین سے قطع تعلق کیا جائے ۔ فقط واللہ اعلم

عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح خیر محمد عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

بر تقدیر صورت مسئولہ کے صدق کے وہ عورت شرعی حیثیت سے ناکح ثانی کی بیوی ہے اور ثالث شخص نے جو اس عورت کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے ۔ وہ ناجائز اور حرام ہے۔ جب ناکح ثانی کے نکاح میں آ چکی تو کسی کو جائز نہیں کہ غیر کی منکوحہ سے نکاح کرے۔ عالمگیری میں ہے۔ لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ (فتاوی عالمگیری ص ۲۸۰ ج ۱) یعنی کسی مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی بیوی سے شادی کرے۔ اس حالت کو ضروری ہے کہ عورت ثانی ناکح کو دے دے۔ ورنہ وہ اس قابل ہے کہ اس سے قطع تعلق کر لیا جائے اور اس کی معاونت کرنا بھی حرام و خفت گناہ ہے۔ معاونت کرنے والے سے بھی مقاطعت چاہیے۔

فقط واللہ اعلم

ابو الطاہر محمد عبد القادر الحامدی نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاولی ۱۳۷۲ھ

کیا بھائی کا کرایا ہوا نکاح لڑکی ۱۷ سال کی عمر میں فسخ کروا سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت نابالغہ مسماۃ عائشہ کا عقد نکاح ہمراہ مسمی غلام حسین بوقت نابالغی کر دیا گیا تھا۔ مسماۃ عائشہ نابالغہ نے بوقت بلوغ انکار کر دیا تھا (عمر ۱۷ سال) اور عدالت دیوانی میں دعوی تنسیخ نکاح دائر کر دیا۔ جس کا فیصلہ عدالت مجاز نے مسماۃ مذکورہ کے حق میں کر دیا اور قانوناً نکاح منسوخ ہو گیا۔ نقل فیصلہ موجود ہے۔ عائشہ مذکورہ کا نکاح شرعی تھا۔ درج رجسٹر نہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ بوقت نکاح جو گواہان موقع پر موجود تھے۔ وہ اب بھی زندہ موجود ہیں اور نکاح خواں بھی زندہ موجود ہے۔ یہ تمام آدمی بیان دینے کو تیار ہیں۔ اس کے پیش نظر کیا شریعت محمدی کی رو سے نکاح بحال رہا یا کہ واقعی منسوخ ہو چکا ہے۔ مفصل حل فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ مذکورہ مسماۃ عائشہ کا برادر حقیقی بھی اس نکاح کو درست تسلیم کرتا ہے اور بیان دینے کو تیار ہے۔

﴿ج﴾

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ نکاح لڑکی کے بھائی اور والدہ نے کرایا تھا۔ بنا بریں والد اور دادا کے علاوہ اگر کوئی اور نکاح پڑھا دے تو اس میں خیار بلوغ لڑکی کو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن خیار بلوغ سے نکاح فسخ کرانے کے لیے شرط ہے کہ آثار بلوغ ہوتے ہی فوراً نکاح نامنظوری کا اعلان کرے اور اس پر گواہ بھی قائم کرے۔ صورۃ مسئولہ میں لڑکی پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھی۔ اس لیے کہ کتب فقہ میں بصراحت مذکور ہے کہ اگر پندرہ سال تک آثار بلوغ ظاہر نہ کرے تو پھر پندرہ سال کو شرعاً بالغ شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کو خیار بلوغ سے نکاح فسخ تب ہو سکتا ہے کہ اگر پندرہ سال پورے ہوتے ہی فوراً بلا کسی تاخیر کے اس نکاح کی نامنظوری کا اعلان کرتی اور جب کہ صورۃ مسئولہ میں پندرہ سال پورے ہونے پر اس لڑکی نے نکاح کو فسخ نہیں کیا تو اب ۱۷ سال کے پورے ہونے کے بعد یہ نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ الحاصل سابقہ نکاح بدستور باقی ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ کذا فی الحیلۃ الناجزۃ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

چھوٹے بھائیوں نے ایک جگہ اور بڑے بھائی نے دوسری جگہ نکاح کرلیا تو کونسا صحیح ہوا؟

﴿س﴾

جناب مفتی صاحب درج ذیل مسئلہ میں شریعت اسلامی کے مطابق آپ کی رائے درکار ہے۔ ایک لڑکی کی پیدائش والد کی وفات سے تقریباً چھ ماہ بعد ہوئی۔ لڑکی ابھی نابالغ تھی کہ اس کے بڑے بھائیوں نے باہمی مشورہ سے لڑکی کی شادی کی غرض سے اس نابالغ لڑکی کا نکاح صرف زبانی طور پر پڑھ دیا۔ جس میں لڑکی کی والدہ اور سب سے بڑے بھائی کی رضامندی شامل نہ تھی۔ بعد ازاں لڑکی اپنی والدہ کے ہاں رہی اور جوان ہوئی۔ نکاح کرنے والے بھائیوں کے والدہ کے ساتھ تعلقات کشیدہ رہے اور لڑکی کے جوان ہونے پر جب اس سے ازدواجی زندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے چار پانچ معتبر گواہوں کی موجودگی میں سابقہ نکاح سے لاتعلقی اور آئندہ زندگی کے بارے میں والدہ کے فیصلے کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ جس پر اس کی والدہ اور دو بھائیوں نے اس کی شادی کردی ہے اور لڑکی مذکورہ چند ماہ سے اپنے گھر آباد ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا والدہ کی رضامندی کے ساتھ کیا جانے والا یہ حالیہ نکاح اور شادی درست ہے یا نہ۔ کیا اب یہ لڑکی نابالغی کی حالت میں کیے جانے والے بھائیوں کے نکاح جس میں اس کی والدہ کی رضامندی شامل نہ تھی کی پابند ہے یا نہ۔ شریعت اسلامی کی روشنی میں واضح کیا جائے کہ نابالغ ہونے کی صورت میں کیا جانے والا زبردستی کا نکاح واقع اور منعقد ہوا تھا یا نہیں۔ فتویٰ دیا جائے۔

﴿ج﴾

اگر نابالغہ لڑکی کا باپ اور دادا زندہ موجود نہ تھا۔ تو تمام بالغ بھائیوں کو ولایت نکاح حاصل تھی۔ والدہ کو ولایت نہیں۔ لہٰذا تحقیق کی جائے۔ اگر بعض بالغ بھائیوں نے لڑکی کی نابالغی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نابالغہ بہن کا نکاح کردیا ہے تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ جو نکاح کیا ہے وہ منعقد نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
[illegible] ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

اگر لڑکی کے باپ نے لڑکی کے یکے بعد دیگرے دو نکاح کرائے ہوں تو لڑکی کس خاوند کی ہوگی؟

﴿س﴾

مثلاً زید نے اپنی لڑکی ۸، ۹ سالہ کا نکاح شرعی روبرو گواہان اور برادری کی موجودگی میں عمرو سے کر دیا۔ پھر کسی جھگڑے کی وجہ سے لڑکی کے والد نے دوسری جگہ شادی کر دی بکر سے۔ حالانکہ بکر جانتا ہے کہ پہلا نکاح واقعی صحیح ہے اور تقریباً سال ڈیڑھ سال کے بعد والد مذکور نے اسی لڑکی کو پہلے داماد کو دے دیا ہے۔ تو اب یہ عورت کس کی ہے۔ پہلے خاوند کی ہے یا دوسرے کی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر لڑکی کی صغرسنی میں شرعی طریقے سے ایجاب وقبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا ہے۔ تو یہ نکاح نافذ اور صحیح ہے۔ قال فی شرح التنویر ص ۲۵ ج ۳ وللولی انکاح الصغیر والصغیرۃ ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش اور خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر اگر دوسری جگہ نکاح کیا ہے۔ تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ . رد المحتار ص ۱۳۲ ج ۳ لہٰذا یہ عورت سابقہ خاوند کی منکوحہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۹۱ھ

نکاح خواہ زبانی ہی ہوا ہو نافذ ہے، اس پر عقد ثانی حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا اور یہ شرعی تھا رجسٹرار کے پاس درج نہیں تھا۔ چونکہ لڑکی نابالغ تھی۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی جوان ہوگئی اور نکاح والوں نے شادی کر دینے کا مطالبہ کیا۔ تو دینے سے انکاری ہوا اور طلاق لیے بغیر دوسری جگہ قانونی نکاح کر دیا۔ یہ معلوم نہیں کہ شرعی طور پر بھی نکاح ہوا یا نہیں۔ مگر سرکاری کتاب میں درج کرایا گیا ہے۔ پہلے نکاح کے گواہ بھی معتبر ہیں اور جس نے نکاح پڑھا ہے وہ بھی گواہی دیتا ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ دوسرا نکاح منعقد ہوا ہے یا

تیسری منزل پر تھی۔ اگر میں نے بھاگنا ہوتا تو میں دوسری طرف بھاگ گئی تھی۔ کیونکہ میں نے ہی پولیس منگوائی تھی۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ پولیس آ رہی ہے۔ جب میں نے پولیس دیکھی تو میں فوراً ہی اتر کر ان کے سامنے آ گئی۔ میں نے انہیں فوراً ہی بیان دے دیا کہ میں ہندو لڑکی ہوں اور مسلمان ہوں۔ پھر گل رام نے بہت کوشش کی کہ آج رات اسے میرے گھر رہنے دو۔ صبح میں کیمپ میں داخل کر دوں گا۔ تو میں نے نامنظور کیا کہ میرے سے تم بکواس مت کرو تم مجھے ابھی کیمپ میں لے چلو۔ میں اب مکان پر نہیں رہنا چاہتی۔ کیونکہ میرے اندر اسلامی جذبہ بہت تھا۔ حالانکہ مجھے امید نہیں تھی کہ میرا کوئی وارث زندہ ہے۔ میں نے کیمپ آ کر افسروں کے سامنے یہی بیان دیا کہ میں نے پاکستان جانا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے انبالہ بھیج دیا۔ پھر میں نے انہیں یہی بیان دے دیا کہ میں نے پاکستان جانا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے جالندھر بھیج دیا۔ پھر میں نے ہائی کمشنر کے سامنے بھی بیان دیا۔ تو یہ بات اخبار میں شائع ہوئی تو مجھے پتہ چلا کہ میرے وارث ملتان میں ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے لاہور بھیج دیا تو پھر میری والدہ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے تو میری والدہ نے جواب میں کہہ دیا کہ یہ تیرا بھائی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ میرا بھائی معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا کہ اسے چیچک نکلنے کی وجہ سے شکل تبدیل ہوئی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا باپ معلوم نہیں ہوتا۔ اس نے کہا تیرا باپ زندہ ہے۔ اسے چھٹی نہیں ملی۔ اس لیے وہ نہیں آ سکا تو خیر میں نے بہت شکر کیا۔ پھر میں فوراً ہی بیان دے کر اپنی والدہ کے ساتھ آ گئی۔ جب میں نے ملتان آ کر دیکھا نہ ہی وہ میرا بھائی تھا اور نہ ہی میرا باپ زندہ تھا۔ مجھے ثابت ہوا کہ دو میرے ماموں ہیں اور دو میری پھوپھیاں ہیں اور ایک میری والدہ ہے۔ یہ شخص میں [illegible] کب کے زندہ پائے۔ باقی میرے اہل محلہ کے یہاں پر ہیں۔ دراصل میری والدہ نے تو خاوند دوسرا کر لیا تھا۔ وہ لڑکا اس کا تھا۔ جو میری والدہ کا دوسرا خاوند تھا۔ اس کی نیت میں آئی کہ اس لڑکی کا نکاح میں اپنے لڑکے کے ساتھ کر دوں۔ مجھ کو کوئی خبر نہیں تھی۔ اس نے جب مشورہ میری والدہ سے کیا تو اس نے انکار کر دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو اس نے میری والدہ صاحبہ کو بہت مارا۔ تو میں نے پوچھا کہ میری والدہ کو کیوں مار رہا ہے تو میری والدہ نے مجھے بتایا تو میں نے انکار کر دیا۔ تو اس نے میری والدہ کو پھر مارا جو کہ میری والدہ تھی۔ دراصل اس کی بیوی تھی۔ اس نے میری والدہ کو دو تین دفعہ مار اور رضامند کر لیا۔ اس دوران اس نے مجھے ماموں کے گھر بھی نہیں جانے دیا۔ اگر وہ مجھ سے ملنے آئیں تو میرے اوپر سخت پہرہ رکھا گیا۔ تا کہ میں ان کے ساتھ کوئی بات چیت نہ کر سکے۔ اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ میں اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر دوں۔ جب مجھے پوچھا گیا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس نے مجھے بہت دھمکیاں دیں اور بہت ڈرایا۔ تو پھر بھی میں نہ مانی تو میرے ساتھ سختی کی گئی

﴿ج﴾

باپ کا کیا ہوا نکاح خیار بلوغ کے حق سے فسخ نہیں ہو سکتا۔ خواہ غیر کفو میں کیوں نہ ہو اور صورت مسئولہ میں تو نکاح بھی کفو میں ہے اور اب یا لڑکی بھی بوقت نکاح راضی تھی اور پھر فسخ بھی نہیں کرایا گیا۔ اگرچہ فسخ کرانا شرعاً اس صورت میں صحیح نہیں۔ بہر حال پہلا نکاح لازم ہے۔ دوسرا نکاح ناجائز ہے۔ دوسرے نکاح میں شرکت کرنے والے سخت گناہگار ہیں۔ انہیں توبہ کرنا لازم ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو جیسے بھی ہو سکے تجویز پر مجبور کریں اور لڑکی کو اپنے خاوند کے سپرد کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ محرم [illegible]ھ

جس عورت کو خاوند نے فروخت کر دیا ہو اس کے لیے عقد ثانی کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میری شادی ہمراہ موسیٰ ولد میر اقوم جوئیہ کے ساتھ جبکہ میری عمر ۱۵ سال کی تھی ہوئی تھی اور یہ نکاح میرے والد نے بمقام ہندوستان میں ہمراہ موسیٰ مذکور سے کرایا تھا۔ نکاح کے دو سال بعد بالغ ہونے پر میں بخانہ خاوند آباد ہو کر حقوق زوجیت ادا کرتی رہی اور حسب رواج برادری میرا باپ مجھ کو اپنے گھر لے آیا تھا۔ اس کے بعد ۱۹۴۷ء میں فسادات شروع ہو گئے۔ میرا والد مسمیٰ رحیم بخش بھی دوران فسادات میں شہید ہو گیا اور میں پاکستان چلی آئی اور میرے ہمراہ اپنی قوم جوئیہ کے ۱۱۲ بچے وغیرہ میں آباد تھے۔ ان کے ساتھ چلی آباد ہوئی۔ خاوند مذکور کو معلوم ہونے پر وہ آیا اور کچھ عرصہ تک تنگ کرتے رہے کر اپنے ساتھ لے گیا۔ خاوند مذکور نے مجھ کو مسمی ابراہیم ولد [illegible] قوم [illegible] ساکن [illegible] تحصیل و ضلع [illegible] بعوض ایک ہزار روپیہ میں فروخت کر دیا۔ میں اس وقت بیمار تھی۔ ابراہیم مذکور کے ساتھ کوئی نکاح نہیں ہوا۔ جب مجھ کو یہ علم ہوا کہ میرے خاوند موسیٰ نے بدست ابراہیم فروخت کر دیا ہے تو میں اس کے گھر سے چلی آئی۔ عرصہ تقریباً پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اب میں اپنی محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتی ہوں۔ اب میں اپنا نکاح ثانی کرنا چاہتی ہوں۔ جس سے زندگی آرام سے گزرے۔ کیونکہ میری عمر ۲۸ سال کی ہے۔ اس لیے شرعی فیصلہ دیا جائے کہ میں نکاح ثانی کر سکتی ہوں یا کہ نہ۔

المستفتیہ [illegible]

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر شخص عبدالمجید کو نکاح میں دینے کا وعدہ کر چکا تھا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ جب بالغ ہو جائے گی تب اس کا نکاح باضابطہ کر دے گا۔ تب تو شخص اس وعدہ سے نکاح منعقد نہیں ہوا ہے اور شریعت کے اعتبار سے وعدہ ہے۔ لہٰذا دوسری جگہ اس کا نکاح کر دینا شرعاً جائز و درست ہے۔ اور اگر باقاعدہ ایجاب و قبول دو گواہوں کے روبرو اس وقت ہو چکے ہیں۔ محض وعدہ نہیں تھا۔ بلکہ اسی وقت باقاعدہ شرعی نکاح عبدالمجید کے ساتھ کر چکا ہے تو وہ پہلا نکاح ہو گیا اور دوسرا نکاح ناجائز اور باطل ہے۔ کما قال فی شرح الوقایة هو ینعقد بایجاب و قبول لفظهما ماض کزوجت و تزوجت او ماض و مستقبل کزوجنی فقال زوجت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ

اگر شرعی تقاضوں کو پورا کر کے تنسیخ کرالی گئی تو عقد ثانی درست ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جس کا اپنا خاوند عرصہ چھ سات برس سے نہ خوراک دیتا ہے نہ پوشاک۔ یہ عورت اپنی محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پالتی ہے اور یہ عورت اس قدر تنگ ہے کہ وہ تو خاوند خرچ کا بالکل فکر نہیں کرتا ہے اور یہ عورت خود ہی اپنی محنت مزدوری سے اپنی تمام ضروریات زندگی پوری کر رہی ہے اور یہ عورت تقریباً پچیس سال کی جوان عورت ہے۔ بغیر خاوند کے اس کا گذر ہونا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا عورت مذکورہ نے تنگ آ کر عدالت ملتان میں تنسیخ نکاح کے متعلق مقدمہ دائر کر دیا اور مجسٹریٹ صاحب نے اس کے تنسیخ نکاح کی ڈگری منظور کر دی۔ اب یہ مطابق ڈگری عدالت کیا یہ عورت اپنا دوسرا نکاح شرعی طریقہ سے کر سکتی ہے یا نہیں۔ گواہان بھی موجود ہیں کہ واقعی اس عورت کو خاوند نے عرصہ چھ سات سال سے خرچہ نہ دیا بلکہ گھر سے نکال دیا اور طرح طرح کی اذیتیں دیتا رہا تھا۔ مسماۃ کی شہادتیں موجود ہیں۔ از روئے شرع شریف فیصلہ فرمایا جاوے۔ فقط۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر واقعہ یہی ہو کہ عورت اس خاوند کے ہاں آباد ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہی ہو اور اس کے باوجود بھی

ہے کہ حاجی عبداللہ خاوند ثانی وغیرہ کو سمجھائیں کہ وہ اس فسق اور حرام سے باز آ جائیں کیونکہ اس صورت میں ثانی شخص کے پاس آباد ہونا قطعی زنا کاری اور بدکاری ہے۔ نکاح رسول بخش کا بدستور قائم ہے۔ عورت اس کے حوالہ کریں یا یہ کہ رسول بخش کو کسی طرح راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں یا خلع کریں۔ بشرطیکہ وہ خوشی سے طلاق دے۔ اگر باوجود سمجھانے بجھانے کے حاجی عبداللہ وغیرہ رسول بخش کی زوجہ اس کو نہ دیں اور نہ اس کو راضی کر کے اس سے طلاق لیں تو برادری و جماعت المسلمین پر فرض ہے کہ حاجی عبداللہ خاوند ثانی سے قطع تعلق کریں اور ان کا حقہ پانی بند کر دیں تاکہ وہ تنگ آ کر تائب ہو جائیں اور رسول بخش کو اس کی منکوحہ دے دیں یا اسے راضی کر کے اس سے طلاق لے لیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وٹہ سٹہ میں اگر ایک فریق رشتہ دینے سے انکار کرے اور دوسرے فریق کی بچی کا نکاح کیا جا چکا ہو تو کیا کیا جائے؟

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے کیا بوجہ مجبوری کے اور شرط بدلہ مقرر ہوا تھا۔ اب ہم ان کے پاس گئے کہ ہمیں بھی نکاح کر دو۔ تو انہوں نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں دیتے۔ اب یہ لڑکی جس کا نکاح مجبوری کی بنا پر ہوا تھا۔ وہ بھی جانا نہیں چاہتی۔ اب اس کا نکاح کیونکر ہو سکتا ہے اور لڑکی بھی کہتی ہے کہ میں خاوند کے پاس نہیں رہتی۔

(نوٹ) سائل سے مجبوری کے متعلق معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ غریب تھا۔ دوسرا فریق دنیا دار تھے اور مونچھوں والے تھے۔ لڑکی کے باپ پر زور دیا کہ اگر بدلے آپ کی امداد کریں گے اور بدلہ بھی لیں گے۔ نیز یہ لڑکی کا باپ اکیلا ایک ہی آدمی ہے۔ کوئی رشتہ دار بھائی وغیرہ اس کے نہیں ہیں۔ چنانچہ ان حالات سے وہ مجبور ہوا اور اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔

(ج)

صورت مسئولہ میں جب باپ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا تو نکاح شرعاً منعقد ہو گیا۔ لہٰذا یہ لڑکی بغیر طلاق لیے یا خلع کرنے کے نکاح نہیں کر سکتی۔ دوسرے فریق نے اگر واقعی بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے اور اب وہ انکاری ہیں تو یہ شرعاً ان کی عہد شکنی اور وعدہ خلافی ہے کہ ان پر اپنے عہد کا ایفاء لازم ہے اور وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوں گے۔ لیکن اس کے نکاح پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالتی ڈگری پر دوسری جگہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر تنسیخ نکاح کی یکطرفہ ڈگری ہوئی ہے۔ تو وہ لڑکی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے؟ بوقت تنسیخ نکاح دوسرے فریق کو جس کے ساتھ نکاح ہو کوئی علم نہ ہو۔ اور غلط رپورٹ کرا کر یعنی سمن اور اخبار اشتہار میں غلط رپورٹ کی گئی ہو تو ایسی صورت میں شریعت کے مطابق دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ جس وقت لڑکی نے معرفت حکم ڈگری تنسیخ نکاح دوسری جگہ شادی کی۔ تو اس وقت دوسرے فریق۔ جس کے ساتھ لڑکی کا شرعاً نکاح تھا۔ پتہ چلا تو اس نے عدالت مجاز میں درخواست دے دی کہ مجھے کسی قسم کی اطلاع بوقت تنسیخ نکاح نہیں دی گئی۔ ہے۔ میرا نکاح بدستور ہے۔ اس میں شریعت کیا حکم صادر کرتی ہے۔ جب لڑکی کا نکاح ہوا تو بالغ تھی اور ابھی تک اس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ یہ لڑکی بدستور شخص مذکور کے نکاح میں ہے۔ جب تک اس کے خاوند سے طلاق حاصل نہ کی جائے۔ یہ لڑکی دوسری جگہ عقد نکاح نہیں کر سکتی۔ عدالتی تنسیخ نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مسئولہ میں عدالتی تنسیخ کا اعتبار نہیں عورت دوسری جگہ نکاح کی مجاز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ مسلم خاتون نے اپنے خاوند محمد دین کے خلاف ظلم تشدد اور بیوی نان و نفقہ نہ دینے اور اس کے زیورات دبا رکھنے یا بیچنے کی بناء پر عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا۔ عدالت نے پوری تحقیق اور شہادتوں کے ذریعہ مندرجہ بالا وجوہات کے ثبوت کے بعد تنسیخ نکاح کا فیصلہ کر دیا۔ جس کا مکمل ثبوت موجود ہے۔ کیا اس صورت میں تنسیخ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ یہ تنسیخ شرعاً درست نہیں ہے اور یہ عورت اپنے خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ عقد نکاح کرنے میں شرعاً مجاز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر لڑکے اور لڑکی کی صغر سنی میں دونوں کے والدین نے شرعی طریقہ سے ایجاب و قبول کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا ہے۔ تو وہ نکاح صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔ جب تک خاوند سے طلاق حاصل نہ کی جائے۔ دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

اگر بالغ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی سے کفو میں ہوا ہے تو عقد ثانی جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی مسماۃ عسکر بی بی دختر حق نواز کا نکاح ہمراہ عبدالرزاق ولد محمد امیر کیا گیا۔ (۲) اس نکاح میں والد گھر میں موجود نہیں تھا۔ دادا موجود تھا۔ بلکہ وکیل نکاح تھا۔ (۳) والد ایک ہفتہ پہلے اس لڑکے عبدالرزاق کو رشتہ دینے پر راضی تھا۔ (۴) لڑکی مذکورہ کی عمر تقریباً بیس سال اور لڑکے عبدالرزاق کی عمر سترہ سال ہے۔ (۵) بوقت نکاح لڑکی کی والدہ و پھوپھی موجود تھی۔ ایک دفعہ برادری کے اجتماع کے وقت والد نے اس لڑکی کے رشتہ دینے کا وعدہ کیا تھا اور عبدالرزاق ولد محمد امیر کو منظور کیا تھا کہ میں اسے رشتہ دوں گا۔ جس کی وجہ سے لڑکی مذکورہ بھی لڑکے مذکور سے رشتہ ہونے پر خوش تھی۔ (۶) جب نکاح خوانی پر معزز برادری کے اشخاص جمع ہوئے۔ تو لڑکی بالغہ نکاح پر آمادہ ہوئی اور فارم تحریری پر نشان انگوٹھا ثبت کر دیا اور کوئی اعتراض نہ کیا۔ نکاح خوانی کے بعد رخصتی پر آمادہ ہو گئی۔ (۷) جب والد لڑکی مذکورہ کا نکاح دیگر شخص مسمی حق نواز ولد عاشق محمد پر آمادہ ہو گیا۔ (۸) چنانچہ اب بار اول نکاح عبدالرزاق کا ہمراہ لڑکی عسکر بی بی رجسٹر شدہ تھا۔ تو والد مذکور نے لڑکی مذکورہ کا بیان عدالت میں دلا کر دیگر لڑکے مسمی حق نواز ولد عاشق محمد کے ساتھ نکاح دوسرا کر دیا۔ (۹) لڑکی مذکورہ دوسرے نکاح پر خوش نہ تھی۔ مجبور کیا گیا۔ تو اسی وجہ سے لڑکی مذکورہ کو بیان عدالت ہائی کورٹ لاہور پیش کیا گیا۔ تو والد لڑکی نے دختر عسکر بی بی کو وعدہ کیا کہ تو والدہ کے گھر واپس آنے کا بیان دے تو میں ہر طرح سے تجھے خوش کروں گا۔ لڑکی نے اس لالچ کی بناء پر والد کے گھر آنے کا بیان دیا تو والد نے جبراً اپنی لڑکی کو دوسرے نکاح والے خاوند کے ہمراہ رخصت کر دیا۔ (۱۰) اب فتاویٰ حنفی مذہب کی بناء پر نکاح اول لڑکی کا پہلا جائز ہے یا کہ دوسرا نکاح جائز ہے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے۔ اگر بالغہ لڑکی کا پہلا نکاح اس کی اجازت سے گواہوں کی موجودگی میں شرعی طریقہ سے ایجاب وقبول کے ساتھ اپنے کفو میں کیا گیا ہے۔ تو پہلا نکاح صحیح اور نافذ ہے۔ دوسری جگہ جو نکاح کیا گیا ہے۔ وہ نکاح بر نکاح اور ناجائز ہے۔ لہٰذا لڑکی کو فوراً پہلے نکاح والے خاوند کے حوالہ کر دیا جائے۔ یا اس سے طلاق لے کر دوبارہ دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ رجب ۱۳۹۱ھ

ڈیڑھ سال سے مریض لاپتہ شخص کی بیوی کا دوسرا نکاح کرنا

﴿س﴾

ایک لڑکی جس کا نکاح ۹ سال کی عمر میں ہوا اور نکاح ۱۹۵۵ء میں ہوا اور ۱۹۶۲ء میں لڑکی جوان ہوئی۔ تو شادی کا مطالبہ حسب رواج کرتے رہے۔ مگر لڑکی والوں نے کوئی رواجی لین دین قبول نہیں کیا اور عذر بہانے میں ٹالتے رہے۔ تقریباً ۳ سال تک شادی کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں لڑکا دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گیا اور سرپرست علاج معالجے میں مصروف ہو گئے۔ لڑکی والوں نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر یہ کہنا شروع کر دیا۔ جلدی علاج کرو۔ ہماری لڑکی کافی عرصہ سے جوان ہے۔ ہم نہیں بٹھا سکتے اور نہ ہی بیمار کو دیتے ہیں۔ اسی کشمکش میں تھے کہ لڑکے کا علاج شروع تھا اور علاج کے دوران وہ لاپتہ ہو گیا۔ تقریباً ۱۹۶۹ء میں لاپتہ ہوا اور اس کو ڈیڑھ سال لاپتہ ہوئے تو ہو گیا ہے۔ مگر لڑکی والوں نے بغیر گواہ وغیرہ کے فتویٰ لے کر کسی اور کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔

(نوٹ) لڑکے کی تلاش شروع ہے۔ ابھی ابھی یہ خبر ملی ہے۔ ان علامات سے پتہ چلتا ہے کہ لڑکا ابھی زندہ ہے اور ایک آدمی اس جگہ پر بھی بھیج دیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مسماۃ مذکورہ کا دوسرا نکاح درست نہیں ہوا۔ لاپتہ شوہر کو اگرچہ دو سال گزر جائیں اور

۱۳ سال سے لاپتہ شوہر کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص تقریباً ۱۳ سال سے مفقود الخبر ہے۔ جس کی تلاش یا انتظار کی کُل مدت عمر ۴۰ سال کی ہے۔ پیچھے اس کی ایک زوجہ ہے۔ جس پر غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ نیز خرچ وغیرہ کی تکلیف ہے علاوہ دونوں کے اخلاق و عادات میں عدم موافقت اور ارتکاب گناہ کاری کا غالب ہے۔ تو اب اس عورت کا دوسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

فقہائے احناف میں سے متاخرین نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر فرماتے ہوئے اس مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی نے قہستانی کا قول نقل کیا ہے۔ لو افتی به فی موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن۔ لہذا جس مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق پوچھا گیا ہے یہ عورت خود قاضی یعنی مسلمان حاکم (جج) کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اگر نکاح کے گواہ موجود نہ ہوں تو اس میں شہادت بالتسامع کافی ہے۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ہونا ثابت کرے۔ بعد ازاں قاضی خود بھی تفتیش و تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر اگر ان چار سال کے اندر مفقود کا پتہ نہ چلا تو مفقود کو اس چار سال مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جائے گا اور عورت ان چار سال کے ختم ہونے کے بعد چار ماہ دس دن عدت وفات بھی گزارے۔ اس کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ حاکم جو چار سال کی مدت انتظار کے لیے مقرر کرے گا اس کی ابتداء اس وقت سے ہوگی جس وقت حاکم خود بھی تفتیش کر کے پتہ چلنے سے مایوس ہو جائے۔ قبل ازیں خواہ کتنی ہی مدت گزر چکی ہو۔ اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد الرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوزی اور بے حرمتی کر رہا ہے۔ بارہا اسے کہا گیا لیکن پرواہ تک نہیں کرتا۔ اندریں حالات اہل اسلام کو اس سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔ حوالہ کتب شرع محمدی بیان فرمائیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی اس شخص نے منکوحہ غیر کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ پس اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً علیحدہ کر دے اور تائب ہو جائے۔ اگر یہ شخص اس عورت کو نہیں چھوڑتا۔ تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ نخلع و نترک من یفجرک کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اس کے ساتھ برادری اور بھائی چارہ کے تعلقات ختم کر دیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اٹھ بیٹھے فرمایا۔ کبھی تم کو نجات نہ ہوگی۔ جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کرو گے۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد کما فی المشکوٰۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
[illegible] ۱۳۹۲ھ

جس عورت کا شوہر کسی غیر عورت کو لے کر فرار ہوا ہو، دوسری جگہ اس کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ بحالت غیر بلوغت میں ہندہ کی والدہ اور ماموں وغیرہ نے کر دیا۔ اب ہندہ بالغ ہو چکی ہے۔ جس کو عرصہ چھ ماہ ہو گیا ہے اور زید بیگانی عورت کو فرار کر کے لے گیا ہے۔ جس کو عرصہ سال ہو گیا ہو گا تخمیناً۔ ہندہ کی والدہ اور ماموں وغیرہ مجبور ہیں کہ زید ہندہ کے ساتھ نہ شادی کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔ اس لیے جناب کی خدمت میں ملتجی ہوں۔ کہ شرعاً ایسی صورت سے فرمائیں جس سے دوسری جگہ نکاح کر سکیں۔ بغیر طلاق یا فسخ کے یا جس طرح فیصلہ شرعی نجات بخش ہو۔ اس سے مستفیض فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ہندہ کا کوئی عصبہ قریب یا بعید موجود ہو تو اس پر ماں کو ولایت حاصل نہیں اور وہ نکاح جو والدہ نے بغیر رضامندی دیگر عصبہ (جدی قریب) کے کیا ہے صحیح نہیں اور عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ اگر کوئی

حلف میں بیان کرتے ہیں۔ جب اختری نے عدالت میں طلاق کی درخواست دے دی۔ اس وقت حبیب کو
معلوم ہوا۔ عبدالرزاق نے حبیب کے چار بیٹوں کو جھوٹی گواہی پر آمادہ کر دیا کہ حبیب اپنی بیوی کو بہت تکلیف
دیتا ہے اور خرچہ وغیرہ نہیں دیتا ہے اور حبیب نامرد ہے۔ اختری نے بھی جھوٹی بات تحریر کرائی کہ حبیب نامرد ہے اور
روٹی کپڑا مجھ کو نہیں دیتا ہے اور ہر طرح کا خرچہ اور مجھ کو بات بات پر تکلیف دیتا اور مارتا پیٹتا ہے۔ یہ الفاظ
درخواست میں تحریر کر کے عدالت میں پیش کر دی۔ بعد میں حبیب نے بیان دیا اور بھائی ممتاز کو معلوم ہوا کہ اختری
نے عدالت میں درخواست دے دی ہے۔ عبدالرزاق نے اور ممتاز نے بھی ایک درخواست عبدالرزاق کے
خلاف عدالت میں دے دی تاکہ عبدالرزاق پھنس جائے اور میری عورت کا پیچھا چھوٹ جائے۔ آخر کار دونوں
طرف سے مقدمہ چلا۔ حبیب ہر تاریخ پر پیش ہوتا رہا۔ مگر ایک تاریخ پر پیش نہ ہو سکا۔ اس تاریخ پر جج نے فیصلہ کر
دیا اور عدالت نے طلاق دے دی اور عبدالرزاق نے فیصلہ کی نقل لے لی۔ اس سے یہ کہ عدالت سے طلاق ہو
چکی۔ جو مقدمہ عبدالرزاق پر ممتاز نے کیا تھا۔ اس مقدمہ میں عبدالرزاق پھنس گیا۔ عبدالرزاق نے گاؤں والوں
کو جمع کیا اور ممتاز والے مقدمہ کا فیصلہ کرایا۔ یہ دلیل ہے یہ فیصلہ ہوا کہ عبدالرزاق سے قرآن اٹھوایا اور
عبدالرزاق سے عہد لیا کہ حبیب کے گھر نہ جائے۔ حبیب کی زوجہ اختری سے ہر طرح کے تعلقات چھوڑ دے۔
عبدالرزاق نے چھوڑنے کا وعدہ کیا۔ میں تعلقات چھوڑ دوں گا لیکن قرآن اٹھانے کے بعد بھی یہ تعلقات
نہ چھوڑے اور چوری چھپے جاتا رہا۔ ممتاز نے عبدالرزاق پر دوبارہ مقدمہ دائر کر دیا۔ جب عبدالرزاق کیس میں
پھنس گیا۔ پھر دوبارہ گاؤں والوں کو جمع کیا۔ اس پنچایت سے اس مقدمہ کا بھی فیصلہ کیا۔ عبدالرزاق نے اختری
کو بٹھا دیا اور پنچایت میں لے آیا۔ اختری نے سوال کیا کہ میں عبدالرزاق کے پاس رہنا چاہتی ہوں نہیں تو میں
کنویں میں گر کر تمام پنچایت والوں کو قید کروا دوں گی۔ آخر کار اس بات کو سوچ کر پنچایت نے فیصلہ کیا کہ یہ
عورت کسی صورت میں حبیب کے پاس نہیں رہتی۔ اس لیے عبدالرزاق کو دے دی جائے اور جرمانہ عبدالرزاق
پر کر دیا جائے۔ پنچایت نے جرمانہ کیا مبلغ ۵۰۰۰ روپے اور برادری کی روٹی عبدالرزاق دے اور اس عورت
کو اپنے نکاح میں لے لے۔ عبدالرزاق نے مبلغ ۵۰۰۰ روپے اسی وقت پنچایت کو دے دیے اور برادری نے روٹی
معاف کر دی۔ عبدالرزاق نے حبیب کی زوجہ اختری سے نکاح کر لیا اور یہ رقم ۵۰۰۰ روپے مسجد میں داخل کر
دیے۔ ایک سال کے بعد یا کم و بیش مدت کے بعد پنچایت نے یہ رقم نکلوا کر عید گاہ میں خرچ کر دیا۔ جب یہ بات
برادری میں چلتی ہے اور ہم لوگ ابھی دیگ کھانا پکانے کے لیے دی جاتی ہیں۔ لیکن حبیب نے اپنی زبان سے
کوئی طلاق نہ عدالت میں دی نہ پنچایت میں دی۔ بلکہ وہی طلاق عدالت کی تھی۔ نہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں

کے باوجود یہ کہے کہ اس نے کسی شوہر کے ساتھ عقد کا ہونا دل سے قبول نہیں کیا بلکہ بے دلی کے ساتھ زبانی اقرار کیا تھا اور اپنے ذاتی افعال کو جو زنا کی حد تک پہنچا کر شیعہ مرد کے ساتھ نکاح کر بیٹھے تو کیا ایسا انکار یا اقرار یا اقرار بعد ازاں انکار کی شریعت اجازت دیتی ہے۔

جواب ان مسائل کا بہ ثبوت مہر و دستخط جلد از جلد فرمایا جائے۔

راقم نیاز سید حمید علی ملتان

﴿ج﴾

اس واقعہ کی تحقیق کسی ثالث شرعی جو فریقین کا تسلیم شدہ ہو کے ذریعہ کی جائے۔ یا کوئی مسلمان حاکم اس کی تحقیق کرائے۔ واقعہ اگر اسی طرح ثابت ہو۔ جس طرح مذکورہ بالا سوال میں درج ہے۔ تو نہ یہ عورت اس شیعہ کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کی اولاد اس کی وارث ہو سکتی ہے۔ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق حاصل کیے ہوئے نہ یہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے۔ دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شوہر ثانی سے اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ اور اگر واقعہ کی تحقیق کے بعد تحریر مذکور کے مطابق ثابت نہ ہو تو پھر حالات واقعیہ کے مطابق سوال مرتب کر کے پوچھا جائے۔ تب جواب دیا جائے گا۔ بہرحال بغیر تحقیق کیے ہوئے اس فتویٰ کو عمل میں نہ لایا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاولیٰ [illegible]ھ

نابالغ لڑکی اگر اغوا ہو جائے تو اس کا نکاح درست نہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابالغ لڑکی (غلام فاطمہ) جس کی تاریخ پیدائش سرکاری ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق جہاں وہ پیدا ہوئی تھی ۲۹/۱/۱۹۶۴ ہے۔ ۱۵ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اغوا کی گئی اور کچھ عرصہ بعد برآمد ہوئی۔ والدین کو واپس کی گئی۔ ملزمان کو چار چار سال قید بامشقت ہوئی۔ ملزمان کی طرف سے کوئی گواہ پیش نہیں ہے جس کے روبرو نکاح پڑھا گیا ہو۔ لڑکی کے وارث (والد) کی طرف سے نکاح کی کوئی اجازت نہیں تھی۔ کسی بھی نکاح خوان کی شہادت نہیں ہے کہ ہمارے روبرو نکاح پڑھا گیا ہے۔ ملزمان

رہے اور نکاح کے ثبوت کے بعد پھر دوسرا نکاح کالعدم شمار ہوگا اور یہ عورت اس اصل شوہر حسین بخش کے حوالہ کر دی جائے گی۔ لقولہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الآیہ ۔ اور اگر اغوا کنندہ کے پاس آباد رہے گی تو تمام مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس کے ساتھ قطع تعلق کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مغویہ بیوی اور پہلی بیوی کی اولاد کے نکاح کا آپس میں کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے ایک بیوی ایک دوسرے شخص (آشنا) کے ساتھ چلی ہوئی ہے۔ مگر اس کا اصل خاوند کا نکاح بدستور ہے۔ اس نے اسے طلاق نہ دی۔ اس عرصہ میں اس نکلی ہوئی عورت کے بطن اور اس کے آشنا کے نطفہ سے لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اب اس مرد جس کا نکاح بدستور تھا۔ اس کی موجودہ بیوی سے بھی لڑکے لڑکیاں ہوتے ہیں۔ نکلی ہوئی عورت کی اولاد ہونے کے بعد بھی اس کی اولاد ہونے تک اس کا نکاح رہتا ہے۔ بعد میں انہی حالات میں وہی شخص طلاق دیتا ہے۔ کیا اس کی نکاح کی ہوئی عورت کی اولاد میں سے لڑکے اور اس شخص کی بیوی کی لڑکی کا آپس میں نکاح یا شادی شرعاً ہو سکتی ہے یا نہ۔ کیونکہ دونوں کی اولاد اس شخص سے نکاح کے دوران ہوتی رہی۔ نکلی ہوئی عورت نے طلاق حاصل نہ کی تھی اور اس کی اولاد آشنا سے ہوتی رہی۔ اس صورت میں اس نکلی ہوئی عورت کی اولاد حرامی تصور ہوئی۔ تو کیا حرامی لڑکے کا نکاح اس کی لڑکی سے ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ جبکہ دونوں اس کے نکاح میں ہوں ان کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ جبکہ ایک عورت کی اولاد اس کے آشنا سے ہوئی ہو۔ فقط

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعی شوہر کے ہوتے ہوئے بغیر طلاق کے نہ یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ اس کے پاس رہ سکتی ہے۔ دوسرے کے پاس بلا نکاح رہنے سے اگر اولاد پیدا ہو جائے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر نکاح کے شرعاً اولاد کا نسب ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ اولاد اسی کی شمار ہوگی۔ جس کا نکاح ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الولد للفراش وللعاھر الحجر۔